صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

صوبائی اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعۃ المبارک مورخہ 20 جون 2008 بمطابق 15 جمادی الثانی 1429ہجری صبح دس بجکر انسٹھ منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، کرامت اللہ خان مسند صدارت متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اعوذ با للہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِoفَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِoذَوَاتَآ أَفْنَانٍoفَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِoفِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِoفَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِoفِيهِمَا مِن كُلِّ فَـٰكِهَةٍ زَوْجَانِoفَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِoمُتَّكِـِٔينَ عَلَىٰ فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ ۚ وَجَنَى ٱلْجَنَّتَيْنِ دَانٍoفَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔

(ترجمہ): اور جو شخص اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرااس کے لئے دو باغ ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ ان دونوں میں بہت سی شاخیں (یعنی قسم قسم کے میووں کے درخت ہیں)۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ان میں دو چشمے بہہ رہے ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ان میں سب میوے دو دو قسم کے ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(اہل جنت) ایسے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔ اور دونوں باغوں کے میوے قریب (جھک رہے) ہیں تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: ایک منٹ جی، ذرا ہاؤس کی کارروائی کو Complete کرنے دیں پھر میں ٹائم دونگا۔ Item No. 2, 'leave applications': جناب میاں نثار گل صاحب 20.6.2008 سے 7.7.2008 تک کیلئے leave چاہتے ہیں۔ دوسرے ہیں جناب مفتی کفایت اللہ صاحب، وہ بھی 20-06-2008 سے اختتام اجلاس تک کیلئے چھٹی چاہتے ہیں تو Is it the desire of House that the leave may be granted?

(The motion was carried)

جناب سپیکر: leave is granted. ہمارے نوٹس میں یہ بات لائی گئی ہے کہ ٹی۔ بریک میں اور دیگر وقفوں کے دوران وزراء صاحبان اور دیگر معزز ممبران اسمبلی سے ملاقات کیلئے ان کے گن مین، پرسنل سٹاف اور دیگر مہمان اسمبلی ہال میں داخل ہو جاتے ہیں جو کہ سیکورٹی کیلئے ایک انتہائی اہم مسئلہ بنا ہے جس کے باعث اسمبلی سیکورٹی سٹاف اور سپیشل برانچ کے اہلکاروں کو سیکورٹی کے حوالے سے بہت زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ معزز وزراء صاحبان و ممبران اسمبلی اپنے مہمانوں کیلئے اسمبلی کے متعلقہ برانچ سے باقاعدہ Entry passes کا اجراء کروائیں اور مہمانوں کو اپنے ساتھ اسلحہ نہ لانے کی خصوصی تاکید کریں۔ سب وزراء صاحبان اور سب ممبران اسمبلی سے استدعا کی جاتی ہے کہ وہ اس ضمن میں اپنے بھرپور تعاون کا مظاہرہ کریں، شکریہ۔ جی، جناب منور خان صاحب۔

بارشوں کی وجہ سے ضلع لکی میں نقصانات

جناب منور خان ایڈووکیٹ: سر! کل مجھے فون پہ اپنے لکی ڈسٹرکٹ سے معلومات موصول ہوئی ہیں کہ حالیہ بارشوں سے ایک گاؤں مکمل طور پر پانی میں بہہ چکا ہے۔ آج خوشی کی بات یہ ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب بھی موجود ہیں، میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ لکی ڈسٹرکٹ کے دیہات کیچی کمر اور امیر وانڈہ میں تقریباً تیس، چالیس گھر بالکل مکمل طور پر تباہ ہو چکے ہیں، وہاں پر اب بیماری پھیلنے کا خطرہ ہے اور ان کیلئے خوراک کا کوئی انتظام بھی نہیں ہے، لہذا آپ سب حضرات سے درخواست ہے، ریکویسٹ ہے کہ اس معاملے پر فوری ایکشن لیا جائے اور وہاں پر ان لوگوں کیلئے فوری طور پر ٹینٹ، میڈیسن اور دوسری ضروری اشیاء فراہم کرنے کا انتظام کیا جائے، شکریہ۔

جناب سپیکر: ٹریژری بنچز سے کوئی صاحب ان کو جواب دیں۔

جناب بشیر احمد بلور (سینیئر وزیر): سپیکر صاحب! دا چه کومه خبره دوئ اوکړه، د دوئ سره به کبنینوچه څه زمونږ نه Help کیدے شی، انشاالله ضرور به کوؤ، ولے به نه کوؤ؟ زمونږه رونړه دی، زمونږه بچی دی۔ ستاسو سره به کبنینوچه تاسو څنګه خبره اوکړه نو هغوی ته به Instruction ورکړو هلته، هغه به انشاالله مکمل کړو۔ لږ شان مائیک آن کړئ جی، آواز نه راځی۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: زۀ دا وایم چه ریلیف والا چه هلته کښ لاړ شی چه کوم نقصانات شوی دی۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker: No cross talking, address the Chair please.

سینیئر وزیر: میں عرض کر رہا ہوں کہ انشاللہ ہم بیٹھ کر، جو بات آپ نے کی، انشااللہ اس پر عمل کریں گے اور ان کو بھی بھیج دینگے، کوئی پرابلم نہیں ہے۔

سالانہ بجٹ برائے سال 09-2008 پر عام بحث

جناب سپیکر: تھینک یو۔ اسرار اللہ خان گنڈاپور صاحب! اپنی بحث کا اغاز کریں۔ تھینک یو۔

(تالیاں)

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: شکریہ، جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس بجٹ پر مجھے بولنے کا موقع دیا۔ اگر ہم اصولی طور پر دیکھیں تو موجودہ حکومت کو اس بجٹ کے فگرز کے حوالے سے یا اے۔ ڈی۔ پی کے حوالے سے زیادہ ہم تنقید کا نشانہ اس وجہ سے بھی نہیں بتا سکتے کہ ان کی حکومت کو قائم ہوئے ابھی ڈھائی ماہ ہوئے ہیں اور ہم یہ جانتے ہیں کہ بجٹ کا جو Process ہوتا ہے، وہ اکتوبر سے شروع ہوتا ہے۔ اس Process میں کتابوں میں جو طریقہ کار ہوتا ہے، وہ کافی لمبا چوڑا ہوتا ہے، Circular issue ہوتا ہے، وہ آپ اور ہم سب جانتے ہیں، محکموں سے جو ان کو Feed back آتا ہے اور جب ہماری موجودہ حکومت نے اپریل کے پہلے ہفتے سے اپنا چارج سنبھالا تو جو صوبے میں امن و امان کے حالات تھے، وہ اس نہج تک پہنچ گئے تھے تو یقیناً ان کی پہلی جو توجہ تھی، وہ امن و امان کی جانب زیادہ تھی۔ بجائے اس کے کہ بجٹ بھی ایک Document ہے لیکن اس کے برعکس جہاں پہ امن نہ ہو تو یقیناً اس میں ترقیاتی کاموں اور دوسری جو مدات ہوتی ہیں، ان کا ذکر سیکنڈری حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ تاہم یہ بھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ موجودہ حکومت اس سارے Process سے مبرا ہے کیونکہ جب حکومت

Install ہو جاتی ہے تو یقیناً اس کے فرائض میں یہ شامل ہو جاتا ہے۔ اگر ممبران یہ گلہ کریں کہ ہمیں اس Process میں دعوت نہیں دی گئی اور ہمیں شامل نہیں کیا گیا تو ایک حد تک ان کی یہ بات Justifiable ہے لیکن جناب سپیکر، جب پچھلے بادشاہانہ دور میں میرے حلقے کے عوام نے مجھے ممبر اسمبلی منتخب ہونے کا شرف بخشا تو آج جب میں اپنے دوستوں، نئے ممبران اسمبلی کو دیکھتا ہوں اور جس جذبے کے ساتھ وہ آتے ہیں اور پر جوش انداز میں تقریریں کرتے ہیں اور تیاری کر کے آتے ہیں تو جناب سپیکر، مجھے اپنا وہ بادشاہی دور میں پانچ سالہ درویشانہ رگڑے کا خیال آتا ہے کہ اس طریقے سے ہماری بھی یہی خواہشات ہوتی تھیں کہ ہمارے ساتھ بھی مشورہ ہو، (تالیاں) ہمارا بھی یہی نظریہ ہوتا تھا کہ ہم سے بھی کوئی پوچھے کہ آپ کے علاقے میں کن کن Developments کی ضرورت ہے؟ اور جب ہمارے محترم بشیر بلور صاحب کھڑے ہوتے تھے اور ان چیزوں کو سامنے رکھتے تھے کہ پچھلے دور میں ایسا ہوتا تھا اور آج یہ کیوں ہے؟ تو ہمارے جو سینئیر وزیر صاحب ہوتے تھے، ان کا ایک مختصر جواب ہوتا تھا کہ چونکہ ہمیں ٹائم نہیں ملا اور فیڈرل گورنمنٹ کی جو Allocation ہے، اس کا ہمیں پتہ نہیں تھا تو اس وجہ سے ہم نے اس Process میں آپ کو شریک نہیں کیا اور جب ان کی سپیچ آتی تھی جناب سپیکر، تو اس سپیچ میں بھی اساتذہ کا ذکر ہوتا تھا کہ ان سے مشورہ کیا گیا ہے، بیوروکریسی کا ذکر ہوتا تھا کہ انہوں نے فگرز دیئے ہیں۔ اس میں یہ بھی ذکر ہوتا تھا کہ مختلف جو سیکشنز آف سوسائٹی ہیں، اخبارات کے ذریعے ہم نے ان کا جائزہ لیا ہے لیکن جس ایوان نے اس کو پاس کرنا ہوتا تھا، اسکا میلوں کی دوری تک بھی پتہ نہیں ہوتا تھا اور یہ چیزیں جناب سپیکر، ریکارڈ پر ہیں۔ جناب سپیکر! بجٹ کے حوالے سے ہم دیکھیں تو اب یہ ہمارا پختہ یقین ہے کہ بجٹ بیوروکریسی کا ہوتا ہے اور پارلیمنٹ کا کام محض ایک ربڑ سٹیمپ کی حیثیت سے ہوتا ہے، وہ اس وجہ سے کہ یہ جتنی بھی کتابیں ہیں، اگر ہم ان کو اٹھا بھی نہ سکیں اور ساتھ ایک دوسرا بندہ ہمارے ساتھ گاڑی تک لیکر جائے لیکن پھر بھی جناب سپیکر، بیوروکریسی کے اس بجٹ میں ہم ایک نکتے کی بھی نہ کمی کر سکتے ہیں اور نہ بیشی کر سکتے ہیں اور وہ حکومت کی بھی ایک مجبوری ہے کیونکہ جو چیز پرنٹ پہ آ گئی اور اگر حکومت یا ان کی پارلیمانی پارٹی سے Back out ہوتی ہے تو اسکا یہ ہو گا جناب سپیکر، کہ وہ بجٹ فیل تصور ہو گا اور تیس جون تک اگر پاس نہیں ہوتا تو گورنمنٹ فیل تصور ہو گی اور ہمیشہ سے یہ طریقہ کار ہے کہ گورنمنٹ بھی بیوروکریسی کی انہی فگرز پر من و عن عمل کرنے کی پابند ہو جاتی ہے۔ پھر جناب سپیکر، جب بیوروکریسی کی مرضی ہو تو راستے بھی نکلتے ہیں، رولز بھی اجازت دیتے ہیں اور نت نئے طریقے نکل آتے

ہیں، جن سے آپ اور ہم اور یہ ایوان واقف ہے۔ میرا مقصد جناب سپیکر، ان باتوں سے ایک طبقے کی دل ازاری کرنا نہیں ہے، وہ بھی ہمارے بھائی ہیں، اس صوبے کیلئے سوچتے ہیں لیکن چونکہ وہ اپنے Subject پہ Clear ہیں، وہ جانتے ہیں عوامی نمائندوں کے پاس چونکہ دیگر مسائل ہوتے ہیں، وہ ان فگرز کے متعلق اور ان کی جو Jugglery ہوتی ہے، اس پہ اتنی توجہ نہیں دے سکتے جس کی وجہ سے بیوروکریسی کا ہمیشہ ایک Upper hand ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! آج بھی یہ جو ایوان چل رہا ہے، آج اس کا دوسرا دن ہے تو یہ ایک Academic discussion ہے، اس پر ہم بحث بھی کریں گے، اس کے جو پہلو ہماری توجہ چاہیں گے، ان پہ بحث بھی کریں گے لیکن End of the day ہوگا وہی کہ اسی بجٹ کو اور اسی شیڈول کو من وعن ہم پاس بھی کریں گے۔ جناب سپیکر! مقررین چونکہ اور بھی ہیں لیکن چند ایشوز ایسی ہیں کہ جن پہ میں بات کروں گا۔ اس حوالے سے جناب سپیکر، پہلا بجلی کا خالص منافع ہے۔ ہم جانتے ہیں سر، کہ نواز شریف صاحب کے دور میں جب Water accord طے ہوا تو اس میں اے۔جی۔این قاضی فارمولے کے تحت یہ طے پایا کہ صوبہ سرحد کو پہلے سال کتنے ملیں گے اور اس پر پھر کتنا شرح نمو ہوگا، اس طریقے سے ان کو Payment کی جائے گی لیکن جب وائٹ پیپر ہم دیکھتے ہیں سر، تو وہ جو ساڑھے چار پانچ ارب کے فگرز تھے، وہ بڑھتے بڑھتے اس حد تک تو یقیناً آ گئے تھے کہ جس میں وہ سترہ ارب تک پہنچ گئے تھے لیکن ایک سٹیج پھر ایسی بھی آئی کہ جس میں پچھلی حکومت نے یہ سوچا کہ اے۔جی۔این قاضی فارمولہ جو ایک آئینی فارمولہ تھا، میں ابھی کچھ نہیں رکھا، اس کو انہوں ایک سائڈ پہ رکھ دیا اور انہوں نے ثالثی کی بات کی، ٹریبونل کی بات کی اور آئینی فارمولے سے ہٹ کر انہوں نے وہ چیزیں متعارف کرائیں جن کو نام جرگہ کا دیا گیا لیکن آئین کی، رولز ریگولیشنز کی دھجیاں بکھیری گئیں۔ جناب سپیکر! جو ہمارا Claim تھا، 1991 سے جس طریقہ کار سے وہ طے ہوا تھا، وہ بڑھتے بڑھتے تین سو پچانوے ارب پہ چلا گیا تھا۔ پچھلی حکومت کے ہمارے سینیئر وزیر جہاں بھی ہوتے اور جہاں بھی جاتے تو ان کی ایک ہی بات ہوتی کہ جب مرکز ہمیں یہ فنڈز دیں گے تو ہم اس صوبے کی فلاح کیلئے کام کریں گے اور ہم اپوزیشن والے بھی یقیناً یہی کہتے تھے۔ ہمارا تعلق اس وقت جس پارٹی سے بھی تھا، مرکز میں وہ حکومت میں تھی لیکن پھر بھی ہم نے حکومت کو سپورٹ کیا لیکن جب ثالثی کی بات آئی تو اس وقت جتنی بھی اپوزیشن کی پارٹیاں تھیں، چاہے وہ پیپلز پارٹی تھی، اے۔این۔پی تھی، پی ایم ایل کیو تھی، پی پی شیرپاؤ تھی، جتنے بھی ہمارے دوست تھے، ان سب نے اس کی مخالفت کی اور اس وجہ سے کی کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ ثالثی ٹریبونل کو جرگے کا نام

دینا صوبے کے مفاد پہ سمجھوتہ ہے اور اگر یہ سمجھوتہ آج کیا جارہا ہے تو کل اس کے جو Repercussions ہونگے، وہ ہماری اگلی نسل کو بھگتنے ہونگے۔آج ہم دیکھتے ہیں سر، کہ ہمارا تین سو پچانوے ارب کا جو Claim تھا، وہ Reverse ہو گیا۔آج ہمارا جو Claim ہے، وہ 110 ارب ہے اور آج بھی ہماری معیشت کے جادوگر اس پہ جو شرح نمو دے رہے ہیں اور انہوں نے جو Projection کی ہے 2012 تک، وہ اس کو پھر 110 سے ایک 134 پہ لے گئے ہیں یعنی پھر ایک ٹائم آئے گا کہ یہ تین سو پچانوے شاید اس سے بھی کراس کر جائے لیکن End of the day پھر یہی بات ہو گی کہ کہا جائے گا کہ نہیں، آؤ مل کر ایک اور معاہدہ کر لیں، ایک اور ثالثی کمیشن بنالیں، ایک ایسا ثالثی کمیشن سر، کہ جس کو سینیئر سول جج کی عدالت میں چیلنج کیا جاسکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہم نے اپنے صوبے کے مفاد پہ اس وقت Compromise کیا تھا اور یہ اس حکومت کی گند تھی (تالیاں) اور یہ چاہیئے کہ موجودہ حکومت اس چیز کو Own نہ کرے۔اس وجہ سے Own نہ کرے کیونکہ یہ ان کا فیصلہ تھا، یہ اس حکومت کا فیصلہ نہیں تھا۔آج جب ہمارے پاس ایک راستہ بھی ہے کیونکہ مرکزی حکومت اپنے سٹینڈ سے ہٹ گئی ہے، واپڈا اپنے سٹینڈ سے ہٹ گئی ہے، اگر 110 ارب ملنے ہی تھے تو اس ڈیڑھ سال کے عرصے میں ہمیں مل جاتے۔اگر وہ ہمیں نہیں ملے تو اس کا مقصد سر، یہ ہے کہ مرکزی حکومت نے جو ہمیں چھ ارب پہ قید کیا ہوا ہے، اس سے ایک روپیہ بھی ہمیں آگے نہیں دیں گے تو پھر کیوں ہم اپنا Claim چھوڑتے ہیں؟ اگر ہم نے لوگوں کو ایک امید کی کرن دکھانی ہے، ان کو وہ سہانے سپنے دکھانے ہیں اور وہ خواب دکھانے ہیں جو تین سو پچانوے ارب کے تھے سر، تو اس کو 110 ارب پہ لانے کی کیا ضرورت ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو ہمارے وزیر خزانہ صاحب ہیں، چونکہ ان کے پاس اتنا ٹائم بھی نہیں تھا، ساری حکومت کو ابھی Install ہوئے کوئی ڈھائی ماہ ہوئے ہیں، وزیر اعلیٰ صاحب کے نوٹس میں یہ بات میں لاؤنگا کہ چونکہ ان کی پارلیمانی پارٹی کے لیڈر بشیر بلور صاحب تھے اور اب بھی ہیں، وہ ان سے بھی صلاح مشورہ کر سکتے ہیں۔ میرے خیال میں اس میں کوئی ایسی بات نہیں دکھائی دے رہی کہ جس کو ہم کہہ سکیں کہ اس بل بوتے پہ ہم 110 ارب وصول کر لیں گے۔ میرے خیال میں ہم اپنے آئینی سٹینڈ سے، ایک اصول سے بھی ہٹ گئے ہیں اور اس میں یہ کہنا کہ چونکہ 110 ارب ہم نہیں مانتے لیکن پھر بھی چونکہ یہ پچھلی حکومت کا فیصلہ ہے، میرے خیال میں ابھی ہمیں بہ جنبش قلم اس چیز کو ختم کرنا چاہیئے اور ہمیں اپنے پرانے اے۔جی۔این قاضی فارمولے کی بات کرنی چاہیئے اور اسی فارمولے کے تحت ہمیں اپنا Claim

حکومت سے مانگنا چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں جناب سپیکر، یہ ایک حساس معاملہ ہے اور اگر وزیر خزانہ صاحب اور ہمارے نوجوان وزیر اعلیٰ، جناب حیدر خان ہوتی صاحب اتفاق رکھیں تو کابینہ کی مشاورت سے اس سلسلے میں ایک قرارداد لانی چاہیئے اس ہاؤس کی طرف سے کہ ہم مرکز کو بھیج دیں کیونکہ مرکز اپنے سٹینڈ پر قائم نہیں رہا۔ اگر پچھلی حکومت کا ایک معاہدہ تھا بھی جو انہوں نے ثالثی کمیشن کی شکل میں کیا تھا تو میرے خیال میں ہمیں اب اس کو ختم کرنا چاہیئے اور مرکز سے اے۔ جی۔ این قاضی فارمولے کے تحت مانگنے چاہیئیں اپنے حقوق۔ (تالیاں) اسی طریقے سے سر، جب پچھلی حکومت نے ایک باوردی صدر کو این۔ ایف۔ سی ایوارڈ میں ترامیم کا اختیار دیا تھا تو اس وقت کی جو اپوزیشن تھی سر، انہوں نے اس چیز کو کافی Highlight کیا تھا اور یہ ایک جمہوری تقاضا بھی نہیں ہے کہ این۔ ایف۔ سی ایوارڈ جو کہ ایک خاص ٹائم کیلئے ہوتا ہے، اس میں Amendment کا اختیار اگر ایک بار Announce ہو جائے تو اس میں Amendment کا اختیار کسی کے پاس بھی نہیں ہے، یہ آئین کہتا ہے اور اس کی جو شق ہے کہ Amendment کا اختیار اس وقت تک ہے کہ جب تک وہ چیز Present نہیں ہوئی اور اس کو Announce نہیں کیا گیا، اس وقت تک صدر اس میں Amendment کر سکتے ہیں۔ اب اگر 1996 کے این۔ ایف۔ سی ایوارڈ کو اسی شکل میں رکھتے پھر بھی Continuation ہوتی لیکن Amendment کا اختیار تو صدر کو آئین بھی نہیں دیتا تھا۔ اگر آئین اس کو نہیں دیتا تھا تو ہم کس طریقے سے یہ اختیار ان کو دیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ ایک جمہوری حکومت ہے، یہاں جو پارٹیاں ہیں، ان کی اپنی ایک پولیٹیکل ہسٹری ہے، ان کی اپنی قربانیاں ہیں اور وہ بھی اس امر کا لحاظ رکھیں کہ اگر یہ One percent increase ہے یا جو پریذیڈنٹ صاحب ہمیں کہہ رہے ہیں کہ 46.50% سے 50% پہ چلا جائیگا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک غیر جمہوری رویہ ہے اور ہونا یہ چاہیئے کہ مرکزی حکومت پہ ہم زور دیں کہ این۔ ایف۔ سی ایوارڈ کی فی الفور میٹنگ بلائی جائے اور صوبوں کے جو ہمارے حقوق بنتے ہیں، ہمیں این۔ ایف۔ سی ایوارڈ کے تحت دیئے جائیں، نہ کہ ایک ایسی غیر آئینی Amendment order کے تحت جس کا ان کے پاس اختیار بھی نہیں تھا اور یہ اختیار بھی انکو پچھلی حکومت نے دیا تھا جن کے ان کے ساتھ اپنے معاملات تھے اور جس طریقے سے وہ چلاتے تھے، وہ آپ کے اور ہمارے سامنے ہیں۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری یہ تجویز ہوگی کہ اس میں صرف وسائل کی تقسیم آبادی کے لحاظ سے نہ ہو بلکہ پسماندگی اور نائن الیون کے بعد ہمارے صوبے میں امن و امان جس حد تک تباہ ہوا ہے، اس چیز کو بھی مد

نظر رکھ کر ہمارے حقوق ہمیں دیئے جائیں۔اس طریقے سے سر،اگر ہم وائٹ پیپر کے صفحہ چودہ پر دیکھیں توBalanced divisible pool کا ایک طریقہ کار طے ہوا ہے جو کہ این۔ایف۔سی کے تحت ہی ہوتا ہے لیکن اس میںOne-sixth آپ کا جو سیلز ٹیکس ہے، وہ علیحدہ سے لیا جاتا ہے، Grant-in-aid علیحدہ سے دی جاتی ہے اور جوBalanced Pool ہوتا ہے، وہ علیحدہ سے دیا جاتا ہے۔اس کی تقسیم کے طریقہ کار کا بھی ذکر ہوا ہے اور یہ ہمیں باور کرایا گیا ہے کہ آبادی کی تقسیم کے مطابق ہے۔جناب سپیکر! جو ہمارا وائٹ پیپر ہے اور جو آپکے اور ہمارے پاس یقیناً موجود ہے،اس میں اگر فگرز دیکھیں تو اس میں جو انہوں نےDivisible pool بنایا اور اگر آپ غور کریں اس پر تو وہ اور جو ہمیں پریس کے ذریعے معلومات ہوئی ہیں،اس میں کافیDifference ہے۔میں یہ نہیں کہتا کہ اس میں وزیر خزانہ صاحب کا کوئی قصور ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ نیشنل اکنامک کونسل کی میٹنگ میں جب وہ گئے تھے تو ہونا یہ چاہیئے تھا کہ وہ اس طرف خواہ مخواہ توجہ دیتے اور دیکھتے کہ ہمیں کتنا شیئر ملے گا؟کیونکہ اخبارات میں انہوں نے اسکو، یہ جو 12 جون کا اخبار ہے،اس میں 568.337 انہوں نےReflect کیا ہے جس کو Less Provincial Share کا نام دیا گیا ہے اور جو ہمارا صفحہ 15 پر انہوں نے شیڈول دیا ہے تو اس میں انہوں نےBalanced Divisible Pool کو تقریباً کوئی 43ارب کا دکھایا ہے،Sorry, میں غلط ہوتا ہوں اس میں، یہ کوئی 431 بلین کا دکھایا گیا ہے،431 بلین کا۔تو یہ جو سر، Difference آرہی ہے،اگر ہم اس میں دیکھیں سر، تو یہ بھی میرے خیال میں ہمارے صوبے کے ساتھ ایک زیادتی ہو رہی ہے۔وہ اس وجہ سے کہ اگر ہمارے مرکزی وزیر خزانہ صاحب اپنے صوبے کی محبت میں ان کو کوئی زیادہ حصہ دیتے ہیں، ہمارے حصے کے علاوہ تو پھر کوئی بات نہیں تھی کیونکہ وہ ان کیDiscretion تھی لیکن جب ایک پول ہو گیا اور پول کے اندر سب صوبوں کے وسائل سے استفادہ کیا گیا،تو ہونا یہ چاہیئے تھا کہ اگر آبادی کا بھی ایک طریقہ کار ہے تو اس آبادی کے کم از کم اسBench mark پہ تو چلتے اور سر،جب میں نے اس کے ساتھ آبادی کے تناسب سے حساب لگایا تو اخبار کی یہ 568 بلین پر تکیہ کرکے اس پول سے صوبہ پنجاب کو آبادی کے تناسب سے 325.9 بلین ملنے تھے اور اسے 292.75 billion reflect کئے گئے ہیں۔صوبہ بلوچستان کو 29.04 بلین ملنے تھے اور ان کو 34.4 بلین دیئے گئے ہیں۔صوبہ سرحد کو78.4ارب کی بجائے72.21 billon reflect کئے گئے ہیں اور صوبہ سندھ کو 134ارب کی بجائے168ارب بتائے گئے ہیں۔سر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو تفصیل آئی ہے اخبارات کے حوالے

سے، اگر وزیر خزانہ صاحب کے اس وقت نوٹس میں نہیں تھی، 'Provincial Share from Federal Revenue Increase' یہ صفحہ 5 پر ہے، مہتاب حیدر لکھتے ہیں، وزیر خزانہ صاحب اگر اسکو دیکھ لیں، اگر وائٹ پیپر ٹھیک نہیں ہے تو اس کی درستگی کی جائے اور اگر وائٹ پیپر صحیح ہے اور پھر ہمیں Less reflection کی گئی ہے اور اس کے برعکس بلوچستان کو زیادہ دیئے گئے ہیں یا سندھ کو زیادہ دیئے گئے ہیں تو میں سر، سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے صوبے کے ساتھ زیادتی ہے، پنجاب مانگے نہ مانگے لیکن میرے خیال میں یہ ایوان ایک قرارداد کے ذریعے اس میں تصحیح کی اپیل کرے۔ اس پول کے حوالے سے میری یہ خواہش ہو گی کہ وزیر خزانہ صاحب، اگر میں غلطی پر ہوں تو اپنی تقریر میں، جب وہ کریں تو میری تصحیح کریں۔ اس طریقے سے اس بجٹ کو 345 ملین کا سرپلس قرار دیا گیا ہے جبکہ Annual Budget Statement میں اے ڈی پی کی جو سمری ہے اور جو مجھ تک پہنچی ہے، اس میں انہوں نے Resource gap دکھایا ہے جو کہ 345.561 ملین ہے، یہ جو سمری ہے، Resource gap ہے، Page-31, 'Annual Budget Statement' اسمیں Resource gape آپکا آرہا ہے 345 ملین کا یعنی اے۔ ڈی۔ پی میں جو آپکا پروگرام ہے، اس میں 345 ملین آپ کے گھٹ جائیں گے۔ دوسرے الفاظ میں سر، یہ وہ رقم ہے جو کہ اے۔ ڈی۔ پی میں تو Reflect کی گئی ہے لیکن اے۔ ڈی۔ پی میں یہ رقم موجود نہیں ہے اور یہ Resource gap اگر ہے سر، تو یہ اگر ہم Meet کریں گے بھی صحیح تو یہ وہ 345 ارب ہونگے کہ جو جہاں پہ ہم نے سرپلس دکھائی ہے اس وقت، اس Resource gap کو ہم Meet کر سکتے ہیں۔ اس طریقے سے سر، Grant-in-aid میں چودہ ارب سے اوپر کا تخمینہ آیا ہے، اگر ہم دیکھیں سر، ماضی کا جو ہمارا تجربہ ہے تو اس کے مطابق یہ دو ارب اوپر ہے۔ ماضی کا جو تھا، وہ بھی اس وائٹ پیپر میں شائع ہو چکا ہے اور اسکا جو آخری Page ہے، صفحہ 138، وائٹ پیپر، آخری آخری صفحہ ہے، اس میں اگر شیڈول کو آپ دیکھیں، تقریباً دو ارب کی کمی آ رہی ہے اور جب بجٹ کے اعداد و شمار ہم اپنے سامنے رکھتے ہیں تو ماضی کا جو حساب ہوتا ہے، اسکو یقیناً دیکھنا پڑتا ہے، اگر ماضی میں اس میں Short fall آرہا ہے تو یہ Expected ہے کہ یہاں پہ بھی Short fall آئے گا۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب اسکا نوٹس لیں، 345 ارب کا آپ کے اے۔ ڈی۔ پی میں آرہا ہے اور اگر Grant in aid میں آپکا دو ارب کا Short fall آتا ہے، اس طریقے سے سر، Indirect taxes کی مد میں الیکٹرسٹی ڈیوٹی 450 ملین متوقع دکھائے گئے ہیں جبکہ وائٹ پیپر کے صفحہ 58 پر لکھا گیا ہے کہ واپڈا صوبے کو یہ رقم

نہیں دیتا تو 345 یہ صحیح 450 Indirect taxes کی مد میں اور دو ارب اگر Suppose گرانٹ ان ایڈ میں کمی آتی ہے تو مل ملا کر آپ کا خسارہ تقریباً کوئی تین ارب کا ہو رہا ہے۔ یہ میرے خدشات ہیں، جس طریقے سے میں نے اس کو دیکھا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے، اس پہ بحث بھی ہو سکتی ہے اور جیسا کہ میں نے کہا End of the day پاس تو ہم یہی کریں گے جو حکومت نے Present کیا ہے اور چونکہ پہلی حکومت ہے اور اس کے پاس اتنا ٹائم بھی نہیں تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پہ یہ Academic discussion بھی ہے، اس کو تنقید برائے تنقید کے جائزے میں نہ لیا جائے بلکہ یہ اس حوالے سے ہے کہ اگر کمی رہ گئی ہے تو عوامی نمائندوں کی طرف سے بھی اس میں Input ہو جائے۔ جناب سپیکر! ایوان میں یہ فگرز رکھنے سے، جیسا کہ میں نے کہا میرا مقصد یہ نہیں تھا کہ موجودہ حکومت پر محض تنقید برائے تنقید ہو بلکہ بیوروکریسی کے جو فگرز تھے اور میری یہ خواہش تھی کہ ہمارے قابل وزیر خزانہ صاحب اس جانب توجہ دیں۔ ساتھ میں سر، اگر ہم بجٹ کے حوالے سے دیکھیں، سر، میں آپکی توجہ چاہونگا، آج سپیکر ویسے بھی میرے خیال میں تھوڑے ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے نوٹس میں بھی لا رہے ہیں، سر، اس میں اگر ہم دیکھیں، اے۔ڈی۔پی کے حوالے سے کل کے جو ہمارے اپوزیشن لیڈر ہیں، انہوں نے چند گلے کئے اور ان کا یہ بھی گلہ تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب موجود نہیں ہیں، اگر وہ موجود ہوتے تو وہ منہ پہ کہتے۔ آج میری بھی یہ خواہش تھی کہ اگر وزیر اعلیٰ صاحب یہاں پہ ہمارے سابق موجود ہوتے تو وہ عادلانہ دور، وہ نوشیروان عادل کا جو دور ہمارا پانچ سال کا گزرا تھا، ہم اس میں یہ دیکھتے کہ اس وقت ہمارے ساتھ کیا طریقہ کار تھا بجٹ کی تیاری کے حوالے سے تو سر، میں نے آپکو بتا دیا کہ ایک، میں نے اس وقت ایک شعر پڑھا تھا کہ: (تالیاں)

؎ چولہے سے بھی سیاہ ہے تپش میری آہ کی ممکن ہے میں جناب کی روٹی پکا سکوں

(تالیاں)

یہ اس وقت کا سر، میرا شعر تھا کہ جب پانچ سال ہم درویشانہ رگڑے میں آئے تھے۔ آج اگر یہ موجود ہوتے اور میں ان کے سامنے وہ رکھتا کہ اگر ہم وزیر اعلیٰ صاحب کو دیکھیں، ان کی ٹیم کو دیکھیں، کیا ان کی یہ شرافت نہیں ہے کہ انہوں نے Block allocation میں سے، پچھلے سال کی حکومت سے ان کو اگر دو دو کلو میٹر تھا اور اگر کوئی ان کے پاس نہیں بھی گیا تو انہوں نے Directive ایشو کر کے ان کو گھر بھجوایا؟ (تالیاں) کیا یہ انکی شرافت نہیں ہے کہ انہوں نے واٹر سپلائی سکیم اگر ان کے اپنے محکمے کی تھی

اور اگر ان کے پاس ایک بھی تھی تو انہوں نے بجائے اس کے کہ اپنے لئے دس رکھتے اور ہمیں ایک بھی نہ دیتے، انہوں نے ننانوے جتنے بھی اراکین اسمبلی تھے یا جتنے ہاؤس میں موجود تھے، ان سب کو اگر سکیمز دیں تو کیا یہ ان کی شرافت نہیں ہے سر؟ (تالیاں) اور اس طریقے سے سر، میری یہ خواہش ہوتی کہ وزیر اعلیٰ صاحب ہمارے سابق موجود ہوتے اور وہ جس عادلانہ دور کی بات کرتے، غالباً وہ پہلا موقع تھا کہ جب ایم۔ پی۔ ایز نے اپنے تعمیر سرحد پروگرام کے حوالے سے عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹائے اور ان شہداء میں ایک نام میرا بھی تھا اور ایک میرے ساتھ پیر محمد خان، اللہ ان کو جنت دے، ان کے صاحبزادے بھی ہیں، وہ بھی ہمارے ساتھ تھے، سعید خان بھی ہمارے ساتھ تھے، زر گل خان بھی ہمارے ساتھ تھے، نگہت یاسمین اورکزئی بھی ہمارے ساتھ تھیں، سابق ڈپٹی سپیکر اکرام اللہ شاہد بھی ہمارے ساتھ تھے، وجیہہ الزمان خان بھی تھے اور ایسے بہت سے تھے، تنولی صاحب کی اس وقت بیٹی تھی، پرویز خٹک صاحب تھے، ان میں کچھ کو تو عدالت نے فیصلہ دے دیا کہ کس طریقے سے آپ نے فنڈز روکے ہوئے ہیں کہ لوگ عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹا رہے ہیں؟ ایوانوں سے بات نکل کر عدالتوں تک پہنچ گئی تھی۔ کیا اس عادلانہ دور کی ابھی ہم بات کریں اور کیا ہم اس کیلئے دعائیں مانگیں کہ وہ عادلانہ دور دوبارہ لوٹ آئے اور وہ سلوک ہو جو پانچ سال پہلے ہمارے ساتھ ہوا تھا؟ جناب سپیکر، یہ وہ دور تھا کہ عورتوں کے فنڈز پہ بھی شب خون مارا گیا اور جوان کے فنڈز تھے، ان کی بھی بندر بانٹ کی گئی اور سر، جو ہمارے سابق وزیر اعلیٰ صاحب کہہ رہے تھے کہ سپیشل پروگرام میں یہ پیسے کہاں گئے میری حکومت کے، مجھے تو پتہ نہیں ہے؟ یہ وہ فنڈز تھے سر، جو کہ اپنے ممبران اسمبلی کو دیئے گئے۔ کسی کو تین کروڑ دیئے گئے، کسی کو چار کروڑ دیئے گئے، نہ اس کے ٹینڈرز ہوئے، ان کی پراجیکٹ کمیٹیاں بنائی گئیں۔ حکومت کا فنڈ پہلے نکالا گیا اور اسی پہ پھر اشتہاروں کا خرچہ بھرا گیا، اسی پہ Conveyance دی گئی، اسی پہ لوگوں کے مسائل حل کئے گئے اور حکومت کے فنڈ سے کئے گئے۔ یہ سر، وہ دور تھا اور یہ وہ سپیشل پیکج تھا۔ میری بشیر بلور صاحب سے درخواست ہو گی کہ اس حوالے سے میں نے ایک سوال بھی بھیجا ہے، اگر اسمبلی میں وہ لے آئیں کہ کتنے کروڑ روپے بلکہ اربوں تک بات چلی گئی ہو گی کیونکہ اگر ایک ایک ممبر اسمبلی کو تین، تین کروڑ ملے تو اربوں تک وہ بات چلی گئی تھی اور اس میں پتہ چل جائے گا کہ کس ضلع کو کتنے دیئے گئے اور کس ممبر اسمبلی کو کتنے دیئے گئے اور کس طریقے سے الیکشن لڑے گئے؟ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں اچھائیاں بھی ہیں، Block allocation کے حوالے سے سر، جو ایم ایم اے کا رگڑا تھا اور جس

سے اس وقت ہم پریشان ہوتے تھے، کل ہمارے ایک دوست نے تقریر کی ہے اور انہوں نے کہا کہ "یا اللہ یا میں بنوں میں پیدا ہوا ہوتا یا مردان میں تاکہ مجھے اپنے حلقوں کا غم نہ ہوتا"، میں ان سے یہ کہوں گا سر، کہ چونکہ اس وقت ایم۔پی۔ایز نے تنگ آکر حکومت کو تجویز دے دی اور Specially یہ تجویز ہمارے ڈی۔آئی۔خان کی طرف سے تھی کہ آپ D-DAC Act اس وجہ سے نافذ نہیں کر رہے کہ ڈی۔آئی۔خان میں آپ کا ممبر اسمبلی نہیں ہے اور ٹانک میں نہیں ہے، تو اگر پاکستان کے پاسپورٹ میں ایک Provision ہے کہ 'All countries of the world except Israel' تو آپ بھی اپنے اس Legislation میں یہ طریقہ کار بنا لیں کہ 'All districts of NWFP except D.I .Khan' تو یہ سر، وہ دور تھا اور آج اگر ہمارے سابق وزیر اعلیٰ صاحب موجود ہوتے اور ڈاکٹر سلیم صاحب نے اس وقت تنگ آکر کہا تھا کہ:

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ   ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

یہ سر، وہ دور تھا جس کے آج وہ ہمیں گن گا کر دکھا رہے تھے اور جس تیزی سے آج اس موجودہ حکومت کو مجبور کیا جاتا ہے کہ ہم ایک ایسی قرارداد لائیں گے، ایسی قرارداد اس ایوان میں لائیں گے کہ ہم باہر کے آقاؤں کو مجبور کریں اور ان کو غصہ دلائیں تو سر، میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں وہ دور بھی نہیں بھولا کہ اگر وانا کے آپریشن کے حوالے سے ہم بات کرتے تو آپ کے چیمبر سے، وہاں سے ہمیں کہتے کہ یہ وفاقی حکومت کا مسئلہ ہے، یہ وفاق اٹھائے گا اور وانا آپریشن کے حوالے سے جو پہلی قرارداد آئی تھی سر، بشیر بلور صاحب اس کے گواہ ہیں کہ وہ دو سال کے بعد آئی تھی یعنی اس قرارداد کا جب فائدہ ہی نہیں تھا تو یہ وہ قرارداد تھی سر، جو دو سال بعد آئی تھی اور یہ اس وقت کی حکومت میں تھے جو آج سروں پہ شہادت کی پٹیاں باندھنے کے خواہشمند ہیں اور آج کہتے ہیں کہ موجودہ حکومت کو چاہیئے، میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی جرات ہے کہ انہوں نے ابھی حلف بھی نہیں اٹھایا تھا اور اس دن سی۔آئی۔اے ڈائریکٹر کے حوالے سے ایک بیان آیا تو انہوں نے بھی فراخدلی کا مظاہرہ کیا اور اپنے حلف اٹھانے سے پہلے، انہوں نے اپنی کرسی کی بھی پرواہ نہیں کی، انہوں نے یہ پرواہ بھی نہیں کی کہ کل کو ہماری بھی حکومت ہے، مرکز کے ساتھ ہمارے بھی تعلقات خراب ہو سکتے ہیں لیکن انہوں نے وہ قرارداد Move بھی کرائی اور اس ایوان نے پاس بھی کی اور یہ غالباً تیسری قرارداد تھی جو کل ہم نے پاس کی۔ (تالیاں) میں سمجھتا ہوں سر، کہ اگر آج یہ پانچ سال پہلے ہوتا تو جو موجود حکومت کو امن و امان کے مسائل ہیں اور اگر یہ وہ

غفلت نہ برتتے توشاید آج حالات اس حد تک نہ پہنچتے۔ جناب سپیکر! وزراء کا جو طریقہ کار تھا، اس کے متعلق میں اور تو کچھ نہیں کہوں گا لیکن بس چند اور لائنیں ہیں، آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا۔ میری خواہش ہوتی کہ میاں نثار گل صاحب موجود ہوتے کیونکہ وہ ایک دن چیئر کر رہے تھے اور ایک پولیس کا مسئلہ 13 اپریل 2006ء کو ہمیں درپیش ہوا، بشیر بلور صاحب بھی تھے، جس میں پولیس نے واپڈا کا سامان اٹھا دیا اور ڈی۔آئی۔خان میں جمیعت کے جو کارکن تھے، انہوں نے اٹھا لیا اور جب میں نے کمیٹی کو ریفر کرنے کیلئے اس کی بات کی اور آخر میں ایک شعر پڑھا نوابزادہ نصر اللہ کا، اللہ ان کو جنت دے کہ:

میری فریاد کو اس عہد ہوس میں ناصر ـــــ ایک مجذوب کی بے وقت صدا کہتے ہیں

تو جب میں نے سر یہ شعر پڑھا اور میری یہ امید تھی کہ سینیئر منسٹر صاحب، چونکہ اس دن درانی صاحب بھی نہیں تھے، اٹھے اور انہوں نے میرے ساتھ ایک Commitment کی کہ انشاء اللہ یہ معاملہ ہم کمیٹی کو ریفر کریں گے لیکن ان کو سر، یہ پتہ نہیں تھا کہ ڈی۔آئی۔خان ایک No go area تھا اور ہر ایک وزیر کی جو حیثیت تھی، وہ ایک ادنیٰ کارکن سے زیادہ نہیں تھی اور وہ ادنیٰ کارکن سر، ایسی جرات کہاں کر سکتے تھے کہ وہ ہمارے ساتھ بغیر مولانا صاحب سے پوچھے اپنی Commitment honour کر لیتے؟ پانچ منٹ کے اندر وہی ہمارے سینیئر وزیر تھے، جنرل مشرف نے تو 180 درجے کا U- turn لیا تھا مگر انہوں نے 360 کا U-turn لیا تھا اور انہوں نے کہا کہ میری ایک مجبوری ہے۔ تو جہاں پہ ایوان میں وزراء نے اپنے تقدس کو اس طریقے سے پامال کیا جناب سپیکر، میں یہ کہوں گا کہ آج وہ حکومت نہیں ہے لیکن چونکہ انہوں نے اپنی تقریر میں ہمارے بھی ریفرنس دیئے تھے تو یہ ریکارڈ کی درستی کیلئے ضروری تھا اور بہتر یہی تھا کہ درانی صاحب موجود ہوتے کیونکہ بات نکلے گی تو پھر دور تلک جائے گی۔ آج وہ موجود نہیں ہیں، اگر پریس کے ذریعے میری چند باتیں ان تک پہنچیں تو میں انہیں کہوں گا کہ Friendly fire اس کو سمجھ کر درگزر کریں۔ سر، آپ کا بہت بہت شکریہ۔ (تالیاں)

Mr. Speaker: Thank you, Sir. Khalifa Abdul Qayyum Sahib.

خلیفہ عبدالقیوم: **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد،** میں مختصر وقت لوں گا۔ جس طرح بھائی اسرار اللہ خان صاحب نے میرے ضلع کے حالات کے متعلق آپ کو آگاہ کیا، ہمارے ساتھ ابتداء سے اس وقت موجودہ حکومت کی موجودگی میں وہاں پر جو ذمہ داران ہیں، ہمارے ساتھ صحیح تعاون اور انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کر رہے۔ پچھلی حکومت کے دور میں ہم تشدد کا نشانہ بنے اور ان کی حکومت کے خاتمے کے دوسرے دن اللہ پاک نے رہائی عطا فرمائی۔ انتخابات کیلئے

حکومت کو قیام امن کی ضرورت تھی۔ جیل سے نکلنے کے بعد انتظامیہ کے ساتھ آرمی کی موجودگی میں چار پانچ گھنٹے مذاکرات کے بعد فیصلہ ہوا کہ قیام امن کیلئے انتظامیہ کو، ملک کو اور صوبے اور شہر کو ہماری جان کی ضرورت پڑی تو ہم جان دینے کیلئے تیار ہیں۔ الحمد للہ امن قائم بھی ہوا، الیکشن بھی ہو چکے اور الیکشن کے بعد بھی امن قائم رہا۔ اسی اثناء میں میں بیمار ہو گیا، بیمار ہونے کے بعد حرمین پر جانا ہوا۔ اسی دوران پھر دوبارہ سوچی سمجھی سازش کے تحت ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے حالات خراب کئے گئے اور کافی خون خرابہ دونوں طرفین سے ہوا، جس پر میں ان فسادات کی مذمت کرتا ہوں۔ اسی دوران جب ابتداء سے ہمارے مذاکرات شروع ہوئے تھے قیام امن کیلئے، دونوں فریقین کے، اہل تشیع اور اہل سنت والجماعت کے، جو اس وقت بدستور قائم ہیں لیکن جو انتظامیہ وہاں پر موجود ہے، حالات خراب کرنے میں، قیام امن میں صحیح تعاون نہیں کر رہی۔ ایک طرف تشدد کا راستہ اختیار کیا گیا ہے اور دوسری طرف مکمل آزادی دے رکھی ہے۔ دوسری طرف کے حضرات باقاعدہ مسلح ہو کر گھومتے پھرتے ہیں اتنا تک نہیں، ہاؤس بھی بخوبی واقف ہے اور پریس میں بھی یہ باتیں آ چکی ہیں کہ ان کی طرف سے احتجاجات میں مردوں نے نہیں عورتوں تک نے پولیس پر، افسران کی موجودگی میں ان پر گولیاں چلائی گئی ہیں لیکن انتظامیہ نے کسی قسم کے انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا، صرف ہماری طرف تشدد کا راستہ اختیار کیا۔ ہمارے پردوں کو، ہمارے گھروں کی چار دیواری کو پامال کیا گیا، ہمارے چھوٹے بچوں کے نیکر تک انہوں نے پھاڑے ہیں۔ گھر کا تمام بجلی کا ساز و سامان توڑا ہے لیکن دوسری طرف سے جبکہ پریس کی موجودگی میں اور بالا افسران کی موجودگی میں مردوں نے اور عورتوں نے گولی چلائی، اس طرف کسی قسم کا انصاف کا تقاضا پورا نہیں کیا گیا۔ ہم نے صوبائی حکومت سے بھی، وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن ہمارا رابطہ اسی دوران نہیں ہو سکا۔ ابھی جب ہم اجلاس پر آئے تو اجلاس پر آنے کے بعد بھی اسی طرح دوبارہ تخریب کاری ہوئی جو واضح طور پر، پہلی تخریب کاری بھی لوگوں نے تسلیم کی کہ ہم نے کی ہے اور یہ تخریب کاری بھی انتظامیہ اور سب پر واضح ہے لیکن اس کے باوجود انتظامیہ اس قسم کا کوئی ایکشن نہیں لے رہی کہ انصاف کے تقاضے پورے کرے اور جو لوگ شہر میں بدامنی پھیلا رہے ہیں، ان کی گرفت کریں۔ جو انتظامیہ افسران ہیں، وہ جرات کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ میں صوبائی حکومت کی وساطت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اگر ان کی کوئی مجبوری ہے تو ان کو فی الفور تبدیل کیا جائے، جراتمند افسران کو وہاں پر لایا جائے جو جرات سے، جو بھی تشدد کا راستہ، جو بھی تخریب کاری کا راستہ اختیار کرتا ہے، ہم دونوں فریقین نے، اہل سنت نے اور اہل تشیع

نے انتظامیہ کی موجودگی میں واضح کر کے یہ وعدہ کیا کہ جو تخریب کاری کر رہے ہیں، جس طرف سے بھی ہو، آپ گولی ماریں۔ گولی مارنے میں یا ان کو پکڑنے میں اگر آپ کو ہمارے تعاون کی ضرورت ہے تو ہم اس کیلئے بھی حاضر ہیں لیکن وہاں کی موجودہ انتظامیہ صرف ایک طرف تشدد کا ہاتھ بڑھا رہی ہے، دوسری طرف انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کر رہی۔ میری اتنی گزارش ہے کہ بڑی قربانیوں کے بعد ہم نے ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے شہر میں امن کو قائم کیا تھا، اس امن کو بدامنی کی طرف اور خانہ جنگی کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔ ہم دونوں فریق اس پر متفق ہیں کہ جو عناصر شہر میں فساد، دہشت گردی اور تخریب کاری کر رہے ہیں، انتظامیہ کے پاس تمام وسائل موجود ہیں، ان کو عبرت کا نشان بنائیں۔ اب بھی ہم دونوں فریقین قیام امن کے معاہدے اور مذاکرات کیلئے تیار بھی ہیں اور مذاکرات ہمارے چل بھی رہے ہیں۔ اس ہاؤس کی وساطت سے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ جس طرح پہلے اجلاسوں میں انہوں نے اعلان کیا کہ مذاکرات کی بات کریں گے، مذاکرات کے بعد بھی جو ان فسادات سے باز نہیں آئے گا تو ہم اس کو عبرت کا نشان بنائیں گے، ہماری بھی درخواست ہے کہ قیام امن کیلئے جو عناصر شہر میں بدامنی پھیلا رہے ہیں، یہ اپنے قول پر عمل کریں اور انتظامیہ کے افسران کو احکامات جاری کریں کہ جو فریق اور جن فریقوں کے جو عناصر یہ تخریب کاری پھیلا رہے ہیں، ان کو عبرت کا نشان بنائیں اور سزا دیں اور شہر میں قیام امن کیلئے سختی کریں۔ انشاء اللہ بجٹ پر آگے بات کریں گے۔ شکریہ۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ جی۔ نور سحر بی بی۔

<u>محترمہ نور سحر:</u> **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بولنے کا موقع دیا ہے۔ میں موجودہ حکومت کی جانب سے اتنے مختصر عرصے میں اتنا اچھا بجٹ پیش کرنے پر فنانس منسٹر، ہمایون خان کو بہت بہت مبارکباد دیتی ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ بجٹ کو سب Appreciate کرتے ہیں اور سب اس پر بہت خوش ہیں کہ بجٹ میں نابینا افراد کا، بیواؤں کا اور یتیموں کا خاص خیال رکھا گیا ہے جس کیلئے میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں کیونکہ جو یتیم ہو جاتے ہیں، جو بیوہ ہو جاتی ہیں، وہ بڑے مجبور ہو جاتے ہیں، ان کے پاس کوئی بھی مدد کرنے والا نہیں ہوتا۔ جب حکومت کی طرف سے ان کیلئے وظیفہ مقرر کیا گیا تو یہ ان کیلئے بھی خوشی کا باعث ہے اور ہماری پارٹی کیلئے، ہماری حکومت کیلئے بہت خوشی کا باعث ہے کہ ہم نے اس طرح اقدام شروع کئے ہیں۔ اس کے بعد میں سر، تعلیم کے مسائل کی طرف آتی ہوں اور اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہونہار طالبعلموں کو، قابل طالبعلموں کو بہت اچھا

موقع دیا گیا ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور اپنی تعلیم کیلئے اور بھی کوشش کریں کیونکہ جو قابل طالبعلموں کیلئے وظیفہ مقرر کیا گیا ہے، جو ان کیلئے انعام مقرر کیا گیا ہے، اس سے ان کی حوصلہ افزائی ہو گی اور وہ اور بھی آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے، انشاء اللہ ہمارے میرٹ میں بھی اس سے اضافہ ہوگا۔ اس کے بعد 43.5% جو سماجی سیکٹر کو دیا گیا ہے، یہ بھی عوام دوستی کی مثال ہے۔ جناب سپیکر صاحب! سب سے زیادہ خوشی جو مجھے ہوئی ہے، وہ مالاکنڈ کیلئے ٹنل بنانے کی جو سکیم پیش ہوئی ہے، اس میں تو ٹائم زیادہ لگے گا لیکن جس بات کی امید اچھی ہو تو اس پر خوشی کا اظہار کرنا چاہیئے کیونکہ مالاکنڈ سے جو لوگ آتے ہیں، جو Blockade ہوتی ہے، جو مسئلے ہوتے ہیں، وہ انہی کو پتہ ہے جو وہاں مالاکنڈ میں رہتے ہیں اور جن مسئلوں سے ہم دوچار ہیں، وہ آپ سب کو بھی پتہ ہے۔ وہ ایک ایسی جگہ ہے کہ یہاں پر سب آچکے ہیں۔ میرے خیال میں اس ہاؤس میں جتنے بھائی بہنیں ہیں، سب آچکے ہوں گے۔ اگر طالبان کی وجہ سے کچھ رکاوٹ آگئی ہے لیکن آگے امید رکھتی ہوں کہ علاقے کی وجہ سے، ظاہر ہے وہاں جو لوگ آئیں گے، ان کیلئے مسئلے زیادہ نہیں ہوں گے اور اس طرح ملاکنڈ کا ایک مسئلہ جو حل ہو جائے گا کیونکہ ٹنل میں سے گزرتے ہوئے جب ہم جائیں گے تو ہر روز ہمیں یہ خوشی ہو گی کہ شکر ہے کہ حکومت نے ہمیں یہ Facility فراہم کی ہے جس سے ہمیں بہت آسانی پیدا ہو گئی ہے۔ اس کے بعد میں آؤں گی سر، اگر اسلامی یونیورسٹی کی منظوری ہو چکی ہے تو مالاکنڈ کی طرف سے میں یہ کہوں گی کہ وہاں سیدو یونیورسٹی کی بھی منظوری ہونی چاہیئے جو آپ کے بجٹ میں تو نہیں ہے لیکن میں نے قرارداد پیش کی ہے سپیکر صاحب کو، ہو سکتا ہے وہ منظور ہو جائے تو اس کیلئے میں آپ سب سے درخواست کرتی ہوں کہ میرا ساتھ دیں اور میں اپنے سی۔ایم صاحب سے ریکویسٹ کرتی ہوں کہ وہ اس بات کو مرکز تک پہنچائیں تاکہ وہاں سیدو یونیورسٹی قائم ہو جائے جو کہ ہمارے شہید بابا نے 1976ء میں جہانزیب کالج کے کانووکیشن میں جب آئے تھے تو انہوں نے سوات کے عوام سے یہ وعدہ کیا تھا کہ یہاں پر یونیورسٹی بنے گی لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ ان کے دور میں تو نہیں بن سکی، بی بی کے دور میں تو نہیں بن سکی لیکن دیر آید درست آید، اچھی بات ہے اگر وہ یونیورسٹی قائم ہو جائے تو سوات، شانگلہ، کوہستان اور دیر کے لوگوں کیلئے بڑی آسانی ہو گی کیونکہ ہم چکدرہ جاتے ہیں چھوٹی Application کیلئے، ایک فون کیلئے ہم وہاں جاتے ہیں تو ہمارے لئے بڑی مشکل ہوتی ہے۔ اسلئے میں آپ سے یہی درخواست کروں گی کہ اس یونیورسٹی کیلئے آپ ذرا آگے بات لے جائیں، مرکز سے اس کی منظوری کروالیں۔ اس کے بعد میں آؤں گی سر بجٹ پر، چونکہ میں مالاکنڈ ڈویژن کی ڈویژنل وائس

پریذیڈنٹ تھی، وہاں ویمن ونگ پر میں نے کام کیا ہے تو بونیر ڈسٹرکٹ بھی میرے Under آتا ہے اور مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ بجٹ میں بونیر کا کوئی ذکر تک نہیں ہے۔ میں آپ سے یہ کہتی ہوں کہ وہاں بی۔ایچ۔یو بھی نہیں ہے، لوگ معمولی مرض کیلئے، انجکشن لگوانے کیلئے ڈگر ہسپتال جاتے ہیں اور بعض بچے جو ہیضے کی بیماری میں مبتلا ہوں یا جو Diarrhoea کے شکار ہوں تو وہ وہاں پہنچتے پہنچتے راستے میں دم توڑ دیتے ہیں۔ تو پلیز ظاہر علی شاہ سے ریکویسٹ کروں گی کہ وہ بی۔ایچ۔یوز جو ان کو Provide ہوئے ہیں، ان میں سے ایک بی۔ایچ۔یو ہمارے بونیر ڈسٹرکٹ کیلئے بھی Provide کر لیں۔ اس کے بعد وہاں پر سر، Drinking water کا بھی بہت مسئلہ ہے۔ میں سی۔ایم صاحب سے یہ بھی درخواست کروں گی کہ اگر ٹیوب ویل کیلئے وہاں منظوری دی جائے کیونکہ ہیپاٹائٹس سی اور بی کی وباء وہاں پر اس طرح پھیل رہی ہے جس طرح مچھر اور مکھیاں پھیل رہی ہیں۔ پاکستان میں سب سے زیادہ، 99% ہیپاٹائٹس سی اور ہیپاٹائٹس بی بونیر میں پائی جاتی ہے اور یہ Poor sanitation کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اس کو پلیز، آپ نظر انداز مت کریں بلکہ اس کیلئے کچھ نہ کچھ اپنی طرف سے کریں ضرور۔ لیڈیز کے اتنے سکول قائم ہوئے ہیں لیکن اس بجٹ میں کوئی بھی سکول لیڈیز کیلئے وہاں پر قائم نہیں ہوا ہے، نہ کوئی اس کو Update کیا گیا ہے اور نہ لیڈیز کیلئے کوئی کالج Provide کیا گیا۔ یہ سراسر زیادتی ہے۔ بونیر کی لڑکیاں پشاور، مردان اور سوات آکر پڑھتی ہیں۔ کیا ان کا حق نہیں بنتا کہ ان کیلئے ڈسٹرکٹ میں کوئی کالج ہونا چاہیئے؟ کیا ان لڑکیوں کا حق نہیں بنتا کہ ان کو ہائی سکول ملنا چاہیئے؟ اگر اتنے سکول اور کالج فراہم کئے گئے ہیں تو بونیر ڈسٹرکٹ کی لڑکیوں کیلئے کیوں نہیں؟ آیا وہ ہمارا ڈسٹرکٹ نہیں ہے اور وہ ہمارے مالاکنڈ ڈویژن میں نہیں آتا؟ تو میں اپنے فنانس منسٹر سے بھی ریکویسٹ کرتی ہوں اور سی ایم صاحب سے بھی کہ کالج اور سکول کیلئے بونیر پہ آپ نظر ثانی ضرور کریں۔ ابھی تک وہاں پر نہ کوئی لڑکیوں کا دستکاری سکول ہے اور نہ کوئی سپورٹس کمپلیکس ہے۔ وہاں پر تو بچے روڈوں پر کھیلتے ہیں اور اس پر کئی حادثے ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کیلئے کرکٹ اور والی بال کھیلنے کی کوئی جگہ نہیں ہے بلکہ کوئی گراؤنڈ بھی ادھر نہیں ہے۔ جناب سپیکر صاحب! میں انتہائی احترام کے ساتھ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ منتخب ارکان اسمبلی گوناگوں مسائل سے دوچار ہیں۔ آپ کی حکومت نے جب بھی مہنگائی کو مدنظر رکھتے ہوئے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کو بیس پرسنٹ زیادہ کیا ہے تو آخر ہماری کیوں نہیں؟ اگر اس بات سے میرے ایم۔پی۔اے بھائی اور بہن متفق ہیں تو میرا ساتھ دیں۔ (تالیاں) جناب سپیکر صاحب، جتنی ہمیں جتنی Salary ملتی ہے،

Salary ہمیں ملتی ہے، اس میں ہم سب ایم۔پی۔اے ہاسٹل سے لے کر اسمبلی تک اور اسمبلی سے لے کر ایم۔پی۔اے ہاسٹل تک جا سکتے ہیں۔ ستر روپے لیٹر پٹرول سے ہم کہاں کہاں پھریں گے؟ اٹھارہ ہزار میں ہم کیا کیا کریں گے؟ آپ یہ بھی تو سوچیں کہ اگر سب جگہوں پر تنخواہیں زیادہ ہو رہی ہیں تو ہماری Salary کیوں زیادہ نہیں ہو رہی ہے؟ (تالیاں) جناب سپیکر صاحب، جب اتنی بات ہو چکی تو اب میرے کچھ گلے شکوے بھی ہیں، اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو میں کروں؟ آپ کی وساطت سے حکومت کی توجہ ان اراکین اسمبلی کو نظر انداز کرنے کی طرف مبذول کرانا چاہتی ہوں۔ عام رکن اسمبلی اور مخصوص نشستوں پر آنے والی اراکین اسمبلی کے ساتھ مختلف قسم کا سلوک ناقابل فہم ہے حالانکہ دونوں ایک ہی ووٹ اور ایک ہی حیثیت کے مالک ہیں۔ اگر مرد حضرات اسمبلی میں آتے ہیں تو وہ بھی Equal vote سے آتے ہیں۔ ہماری 52% نمائندگی کو کیوں نظر انداز کیا جا رہا ہے؟ (تالیاں) جب ووٹ ہوتے ہیں تو عورتوں کو چیخ کر پکارتے ہیں کہ ہمارا ساتھ دیں، ہمارا ساتھ دیں، بی بی ہم سب کچھ آپ ہی کیلئے کر رہے ہیں۔ جب ایم۔پی۔اے بنتے ہیں تو اس کیلئے جو آرگنائزیشن کی ہوتی ہے، وہ انہی عورتوں نے کی ہوتی ہے۔ اس کے Back پر ہوتی ہیں یہی عورتیں جو اسمبلی میں بیٹھی ہیں، یہی ہوتی ہیں۔ ہم گلی گلی، کوچے کوچے جا کر ان کی منتیں کرتی ہیں، ان کو باہر لاتی ہیں، ان سے وعدے کرتے ہیں اور یہاں آ کر ہمیں کچھ بھی نہیں ملتا تو آخر ہم ان کو کیا جواب دیں؟ ٹھیک ہے ہم Elect ہو کر تو نہیں آئے لیکن جو Elect ہو کر آئے ہیں تو ان کے پیچھے ہم ہیں۔ اگر ہم ہیں تو ہم ان کو جواب دیتے ہیں۔ (تالیاں)

<u>جناب سپیکر</u>: جناب سی۔ایم صاحب! ذرا غور سے سن لیں، بڑی اچھی پذیرائی ہو رہی ہے۔

<u>محترمہ نور سحر</u>: ہمیں سرکاری دوروں، ترقیاتی سکیموں، خصوصی فنڈ، اور دیگر معاملات میں یکسر نظر انداز کیا جا رہا ہے، جس کی مثال میں آپ کو دیتی ہوں۔ حال ہی میں کچھ سکول آئے تھے، وہ صرف Elect کئے ہوئے اراکین کو یعنی ایم۔پی۔ایز کو دیئے گئے، عورتوں کو اس میں کوئی بھی چیز نہیں دی گئی۔ اس کے بعد ٹیوب ویلز آئے ہیں، وہ صرف Male MPAs کو دیئے گئے ہیں، عورتوں کو نہیں۔ کیوں ہمارے علاقے نہیں ہیں، ہم سے کوئی توقع نہیں رکھتے، ہم نے کسی سے وعدے نہیں کئے؟ آخر یہ وعدے ہم کہاں اور کس جگہ پورا کریں گے؟ جناب سپیکر صاحب! اس کے بعد دو کلومیٹر روڈز بھی آئی ہیں اور وہ جو ہم سے چپ چپ کر Male اراکین میں تقسیم ہو گئیں اور ہمیں کچھ بھی پتہ نہیں چلا۔ (تالیاں) جناب سپیکر صاحب، اگر عورتوں کو نمائندگی دی تو ان کو صحیح معنوں میں اختیار کیوں نہیں دیا جا رہا ہے؟ اختیار

کیوں نہیں دیا جارہاہے،اختیار کیوں نہیں دیا جارہاہے؟ ہمیں یہاں آکر ایم۔پی۔اے کا لیبل یا Tag نہیں چاہیئے، ہمیں اختیار چاہیئے،اختیار چاہیئے۔ (تالیاں) کیا عورتوں کا ہونا اور Reserved seat پر آنا کوئی جرم ہے؟ اگر یہ جرم ہے تو یہ جرم اور صوبوں میں بھی ہوا ہے، خالی ہم نے یہ جرم نہیں کیا ہے۔ اگر تین صوبوں میں عورتوں کو Reserved seat پر نمائندگی مل رہی ہے تو آخر صوبہ سرحد میں ہمیں کیوں نہیں مل رہی ہے؟ کیا پاکستان کے صوبے اور وفاق میں Female reserved seat پر آئی ہوئی نمائندگی کو اختیار نہیں دیا گیا ہے؟ تو پھر ہم کو کیوں اختیار نہیں دیا جارہا ہے؟ ہمارے جو مرکز میں دیا جارہا ہے، ہمارے سندھ میں دیا جارہاہے، ہمارے بلوچستان جیسے چھوٹے صوبے میں اختیار دیا جارہاہے، وہاں پر سپیکر کے عہدے پر ہماری Reserved seat کی شہلا رضا صاحبہ آپ کے سامنے بیٹھی ہیں،اس طرح اور لوگوں کے میں نام نہیں لوں گی لیکن مثالیں بہت موجود ہیں۔(تالیاں) یہ مجھے سمجھ نہیں آتی جناب سپیکر صاحب، کہ salary میں سارے صوبوں میں ہم سب سے آخر میں ہیں، نمائندگی میں ہم سب صوبوں سے آخر میں ہیں، آخر ہمارے صوبے میں کیا کمی ہے جو اور صوبوں میں ہے اور ہمارے صوبے میں نہیں ہے؟ جناب سپیکر صاحب! ہمیشہ ہم اور صوبوں کو دیکھیں گے اور ترسیں گے؟ کبھی اور صوبے ہمیں نہیں دیکھیں گے؟ آخر اس طرح ہونا چاہیئے سی۔ایم صاحب، کہ اور صوبے بھی ہمیں دیکھیں۔ ہمیں دیکھیں، ہماری طرف دیکھیں کہ آخر ان کو مراعات زیادہ مل رہی ہیں، ان کو Salaries زیادہ مل رہی ہیں، ان کو نمائندگی زیادہ مل رہی ہے آخر کیوں؟ اگر آپ نے ہمیں نمائندگی دی ہے، ہمیں اسمبلی میں بٹھایا ہے تو ہمیں پلیز، شو پیس' بنا کر مت بٹھائیں۔ ہمیں نمائندگی دیں لیکن ہمیں اختیار ضرور دیں، اختیار دیں، اختیار دیں۔ تھینک یو، سپیکر صاحب۔ (تالیاں)

Mr. Speaker: Thank you, Noor Sehr Bi Bi. Alam Zeb Khan.

جناب عالمزیب: **اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ډیره مهربانی، جناب سپیکر صاحب۔ زهٔ د خپل طرفه د دے اویا ورځو د حکومت وزیر اعلیٰ صاحب، وزیر خزانه صاحب ته د زړه د خلاصه، زړه د کومی نه دا یو شو ټکی پیش کوم چه دوئ په دے اویه ورځو کښی ډیر بهترین او ښه بجټ پیش کړو۔ خاصکر په دے حالاتو کښی چه کله مونږه الیکشن ته راوتی وو، د ټولو نه غټه مسئله په دے خاوره باندے، زما د پختونخوا په خاوره باندے چه کوم د هور ګولئ وریدے او دلته هر ځائے کښی چه به مونږه د الیکشن Campaign ته تلو

نو یو سوال به کیدو چه مونږ ته هیڅ نه دی پکار ، مونږ ته امن پکار دے۔ وعده مو کړے وه چه انشاءاللّٰه تعالیٰ که دا حکومت زمونږ تر لاسه شی نو دے خپلے خاورے ، د خاورے اوسیدونکو ته به انشاءاللّٰه مونږه امن ورکوؤ۔ د دے بره رب ډیر لوئے احسان دے چه په څو ورځو کښې د صوبے په سطح باندے کومے هلے زلے چه زما مشرانو اوکړے نو د نن نه دا درے میاشتے چه کومے تیرے شوے ، که په دے نظر واچوؤ او د هغے نه مخکښې چه کوم میاشتے او کالونه تیر شو ، په هغے نظر واچوؤ نو د اللّٰه په مونږ ډیر غټ رحم وو ، کرم وو ، فضل وو چه په هغه ټکی کښې چه کوم د امن زمونږ نه خلقو توقع لرله ، نن د خدائے ډیر شکر دے ، ډیر کرم دے چه نه هغه دهماکے شته ، نه هغه خود کش شته۔ اللّٰه تعالیٰ د دغه شان په دے خاوره امن ساتی۔ زه دے خپلو مشرانو ته سلام پیش کوم چه هغوی ډیرے ښے ښے فیصلے ډیر په ښه ښه وخت اوکړے۔ د هغے نه پس ما په حیثیت د عالمزیب چه کوم د پی۔ایف۔1 خلقو سره دا وعده کړے وه چه زما پهلا ټکے چه کوم وو ، هغه تعلیم وو۔ زما نعره ، زما په هر بینر ، په پوسټر ، په سټکر باندے وه چه "*لکھا پڑھا پختون*" ، "*خوشحال پختونخوا، ہمارا پختونخوا، ہمارا پاکستان*" ، دغه چغه ما وهلے وه او نن چه زه دے خپل بجټ ته ګورم نو خپل وزیر اعلیٰ صاحب ته او زمونږ فنانس منسټر صاحب ته خراج تحسین پیش کوم چه د ایجوکیشن په مد کښې هغوی یو بهترین فنډنګ او یو بهترین رقم ایجوکیشن ته ایښودے دے۔ په دے کښې د تیر شپیتو کالو راسے زما په دے پختونخوا کښې د جینکو د پاره ډګری کامرس کالج یا د کامرس کالج په نوم هیڅ څه انسټی ټیوټ نه وو۔ وزیر اعلیٰ صاحب ته زهٔ خراج تحسین پیش کوم چه زهٔ را پاڅیدم هغوی ته مے دا وینا اوکړله ، پهلا زما دا وزیر اعلیٰ صاحب سره میټنګ وو ، ما وئیل چه دلته په دے صوبه کښې د جینکو د پاره کامرس کالج پکار دے۔ هغه د ماشومانو شانتے زهٔ د ګوتے نه د اونیوم او یو یو سیکرټری او یو ډیپارټمنټ ته هغه زما رهنمائی اوکړله او زه په فخر دا وایم چه په پینځه څلویښت ورځو کښې زما دے پختونخوا ته د جینکو د پاره ډګری کامرس کالج منظور هم شو او غټه خبره په هغے کښې دا وه چه انشاءاللّٰه تعالیٰ راروان ستمبر کښې به په دغه ډګری کالج کښې د جینکو د پاره کلاسونه هم شروع کیږی۔ دا زما د پاره ډیر د فخر خبره ده چه په پینځه څلویښت ورځو کښې د صوبے پهلا

ډګری کامرس کالج منظور شو او راروان ستمبر میاشت کښې به بچیانے په هغے کښې داخلیږی۔ د هغے نه پس یو عجیبه حالات زما تر مخه شو۔ میاں افتخار صاحب زما مشر، هغوی ته چه کله وزارت تعلیم محکمه ورکړے شوه نو زما په دے صوبه پختونخوا کښې د میټرک امتحانونه وو، د میاں صاحب یو بیان مے په اخبار کښې کتلے وو چه هغه د یو سکول وزټ کولو او بچیانے په فرش ناستے وے یا بچی په فرش ناست وو۔ جناب سپیکر صاحب، ډیر افسوس دے زمونږ په دے خاوره باندے، زمونږ په دے صوبه کښې څه ډیر عجیبه غوندے حساب دے او انصاف دے۔ یو خوا مونږ وایو که چا خپل بچے سکول ته را نه وستو، داخل ئے نه کړو نو هغه قانونی جرم کوی، د انسانیت سره هم هغه ظلم کوی۔ بل خوا زما دا حال دے چه زما د میټرک پیغلے جینکئ، زما د میټرک هلکان په فرش باندے ناست دی او پیپرے ورکوی په یخ فرش، آیا ستاسو په وساطت زۀ دا تپوس کوم چه د غه بچیانو ته ډیر غټ Percentage دے ځکه چه د ډیرو زما د رونړو خویندو دا وس نه رسی چه هغوی په پرائیویټ سکولونو کښې خپل بچی داخل کړی۔ په فخر وینا کوم چه زما بچی هم په دغه ټاټونو باندے ناست دی سبق وائی۔ جناب سپیکر صاحب! یو بچے په ټیبل او چیئر باندے ناست او هغه امتحان ورکوی، پکے ورته لګیدلے دے۔ بل هغه زما لور او زما ځوئے چه هغه په فرش باندے ناست دے، ګته ئے په لاس ده او د میټرک امتحان ورکوی۔ زۀ به د څه تپوس اوکړم او زۀ به څه هیله او لرم چه د هغه نه به زۀ ډاکټر څنګه جوړوم، د هغه نه به زۀ انجینئر څنګه جوړوم، د هغه نه به زۀ ډاکټر او پروفیسر او لیکچرر څنګه جوړوم، سائنسدان به ترے څنګه جوړوم؟ زۀ خو نه پوهیږم، آیا دغه بچیانو له مونږ څه ګریس مارکس ورکوؤ؟ د دغه بچیانو په مونږه باندے څه حق شته او که نشته؟ جناب سپیکر صاحب! دا طبقاتی نظامونه بدلول غواړی۔ زۀ ستاسو په وساطت باندے بلکه تاسو ته درخواست کومه، ستاسو په وساطت باندے زۀ سی۔ایم ته سوال کومه چه مهربانی اوکړی زما دغه لونړو، دغه بچو له تاسو کم از کم په Percentage باندے مارکس ورکړئ۔ څنګه چه د میاں صاحب هغه بیان راغلے وو، په رب مے د قسم وی چه ما هم په دوه سکولونو کښې ژړلی وو، بچیانے په فرش باندے ناستے وے، هلکان په فرش باندے ناست وو۔ درے

ګهنټے ما ته د څوک په دے هاؤس کښ ثابت کړی چه بهر فرش ته د اوځی او په دے فرش باندے د هسے کښینی۔ نه شی کښیناستے۔ یو بچئ به په هغه دریو ګهنټو کښ د امتحان پیپر څنګه ورکوی؟ او زما د ملک سستم دا دے چه د چا د میټرک په امتحان کښ ښه نمبرے نه وی، هغه په بره تلے نه شی او په بره سفر نه شی کولے۔ پرون زمونږه سی۔ایم صاحب وینا اوکړله چه ما ډیره ترقی ورکړے ده، د زوړ سی۔ایم صاحب خبره کومه، زه تپوس کومه، په خپلو سکولونو باندے اوګرځیدمه، یو یو پرنسپلے، پرنسپل، هیډ ماسټر راته وینا اوکړله چه په لس اته کاله کښ مونږ ته نه ټاټ ملاؤ شوے دے، نه کرسی ملاؤ ده، نه بنچ ملاؤ دے، نه ډیسک ملاؤ دے، څه شوے دا پیسے، دغه رقم چرته لاړلو؟ تاسو ته سوال کومه، ستاسو په وساطت باندے سی۔ایم صاحب ته سوال کومه چه مهربانی اوکړئ که د ټولے صوبے کوئ او که نه کوئ، زهٔ خپل د دے پیښور د ضلع دا سوال تاسو ته کومه چه د دے هاؤس یو کمیټی جوړه کړئ او دغه کمیټی د د تیرو پینځو کالو او د شپږو کالو او د اته کالو د دغه فنډ معلومات اوکړی چه یو سکول ته د هغے فرنیچر نه دے تلے، ټاټ نه دے تلے، څه شوے دا پیسے چرته لاړے؟ (تالیاں) بل سوال زما د خپل سی۔ایم او وزیر تعلیم صاحب نه دے۔ کتابونه خو مونږه ورکړو، ډیره غټه توره اوکړو چه بچیانو ته وایو چه کتابونه مونږه تاسو ته درکوؤ خو سوال کوم، منت کوم، دغه شان د تیر حکومت په شان تاسو په هغے کښ خپل تصویرونه چهاپ کوئ او خپل ایډورټائزمنټ کوئ نو بیا زهٔ دے خپل ورور سی۔ایم صاحب او وزیر تعلیم، سردار بابک صاحب ته سوال کومه چه بیا کتابونه مه چهاپ کوئ او یا ئے که چهاپ کوئ نو د تیر حکومت په شان په هغے کښ خپل تصویرونه او ایډورټائزمنټ زما بچو ته مه ښایئ؟ هغه بچی چه کور ته راشی نو زما نه تپوس کوی چه دا څوک دے او دا څوک دے؟ دا چا د کور نه نه دی ورکړی، دا د دے صوبے د دے بجټ نه، د دے عوامو د ټیکس نه دا کتاب هغه ته ملاویږی، په دے د چا تصویر او ایډورټائزمنټ ته ضرورت نشته۔ مهربانی اوکړئ چه دغه تصویر او ایډورټائزمنټ په دے کښ مه ورکوئ۔ (تالیاں) اوس چه کوم بچی زما د پینځم نه شپږم ته لاړل، زما په شپږم کلاس کښ د بچو داخلول نه کیږی۔ یو خوا مونږه وایو چه مونږه تعلیم عام

کوۀ تر لسمه پورے ، تر دولسمه پورے ، تش په کتاب باندے زما تعلیم نه عام کیږی. که په کتاب باندے عام کیږی نو بیا به ئے بچیانو ته کورونو ته لیږو. ما ته سکولونه پکار دی. لاړم سیکرټری ایجوکیشن سره کښیناستم، میټنګ مے اوکړو. ډیره عجیبه خبره ده چه هیچ چا ته پته نه وه خو بیا هم چه پوره معلومات مو اوکړل، د یو هفتے د خوارئ نه پس دا پته اولګیده چه زما په صوبه پختونخوا کښ چهیاسی فیصد پرائمری سکولونه دی او د بدقسمتئ نه چوده فیصد مډل او هائی سکولونه دی. جناب سپیکر صاحب! زه دا تپوس کومه چه آیا دا چهیاسی فیصد بچی چه کوم د پینځم نه شپږم ته شی، هغوی به په دے چوده فیصد کښ زه څنګه ځائے کوم؟ نو مهربانی اوکړئ چه د دے د پاره داسے څوک کښینوئ چه هغه ایکسپرټ وی او هغه کم از کم، پرائمری سکولونو تعداد ډیر ضروری دے خو د هغے نه زیات ما ته د مډل او د هائی سکولونو ضرورت دے ، په راروان بجټ کښ، چونکه په دغه باندے کار نه دے شوے ، چا پرے پوره ذهن نه دے جنګولے یا هر څه چه وی، د ایکسپرټس نه پرے چا کار نه دے اغستے ، زمونږه د پرائمری سکولونو تعداد بیا هم زیات دے ، د مډل او د هائی ماسره کم دے نو مهربانی اوکړئ دغه د چوده پرسنټ نه کم از کم د هغے هغه Percentage سیوا کړئ چه شپږم کلاس ته چه کوم زما بچی ځی چه هغوی ته مونږه په څه نه څه طریقه باندے داخله وراورسوؤ. جناب! زما د دے نه پس، د دیر نه تعلق ساتمه او د Seventies په Start کښ بلکه د Sixties په آخره کښ پلار زۀ بوتلے وومه او شاؤ سکول ورته وائی، په هغے کښ ئے زۀ داخل کړے وومه. زۀ خلفاً وایمه چه کله ئے داخل کړمه، نن مے هم هغه ورځ یاده ده، نو دومره غټ ټاټ ما ته ملاؤ شوے وو او بیا په دیر کښ ورته پورے غاړه هائی سکول وائی، زما حیات خان ناست دے ، نور ملګری مے ناست دی د دیر، په هغے کښ چه کله زۀ پنځم جماعت ته لاړمه، هغه ورځو کښ پنځم کلاس ته چه به تلو نو هائی سکول ته به تلو، نو ما ته هلته تهری سیټر ډیسک او بنچ ملاؤ شوے وو، زۀ ډیر افسوس کوم، ما ته خو ډیر ښائسته هال دلته ملاؤ دے ، اے-سی لګیدلے دے او ډیرے ښے کرسئ دی پکښ خو دے تیر حکومت زما دغه بچو ته اونه کتل چه زه نن د پی-ایف-I ایم پی اے یم او د امتحان نه بغیر هم زما بچی بغیر د ټاټ نه په پرائمری سکول کښ داخلیږی

او د ګډو بیزو په شانتے ناست وی او دغه شان چه کله د پنځم نه شپږم ته شی نو اول ورته ځائے نه ملاویږی او چه ورته کله ځائے ملاؤ شی نو هغه جینکۍ هلکان به هم په فرش ناست وی۔ سوال کوم چه د تیرو کالونو هغه کهاتے ختمے کړئ او د راروان ټائم زما دغه بچیانو ته، دغه بچو ته د ځائے ورکړے شی۔ سپیکر صاحب، زهٔ د هاؤس د هغے ډلے نه تعلق ساتم چه نن زما حکومت دے خو د تیرو حکومتونو په احتجاج زهٔ کم از کم په دے کرسی نور نه شم کښیناستے۔ زهٔ به په دے فرش باندے کښینم چه تر څو پورے زما وزیر اعلیٰ صاحب ما ته دا یقین دهانی نه وی راکړے چه د تیرو کلونو ازاله به زما دا وروړ ما له کوی۔ زما دا سوال دے چه زهٔ نن د دغے بچو چه ما ته په Sixties او Seventies کښ کرسۍ بنچ ملاویدو او نن زما د پیښور ښار د پی۔ایف۔I بچی ته نه ملاویږی نو زهٔ دا حق نه لرم چه زهٔ د په دے کرسۍ کښینم۔ زهٔ به هم په دغه فرش باندے کښینم چه څو پورے ما ته دا یقین دهانی نه وی شوے۔

(تالیاں)

(اس مرحلہ پر معزز رکن احتجاجاً اپنی نشست سے اٹھ کر فرش پر بیٹھ گئے)

<u>جناب سپکر:</u> تهینک یو، عالم زیب خان۔ ډیر ښه تقریر ئے اوکړو، تاسو وزیران صاحبان چه څومره ناست یئ، د ده خصوصی Notes واخلئ، ډیر ښه تجویزونه ئے پیش کړل۔ بس اوس خپل احتجاج ختم کړه او دے مشرانو سره لاړ شه۔ تهینک یو۔

(معزز رکن احتجاج ختم کرکے اپنی نشست پر بیٹھ گئے)

(تالیاں)

<u>جناب سپیکر:</u> قلندر خان لودھی صاحب۔

<u>جناب بشیر احمد بلور (سینئیر وزیر):</u> سپیکر صاحب!۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> بشیر بلور صاحب ته مائیک آن کړئ، څه وائی۔

<u>سینئیر وزیر:</u> مونږه به کوشش کوؤ چه مونږه خپلو بچو ته هغه چه کوم د دوئ ډیمانډ دے، پوره کړو ورته۔

<u>جناب سپیکر:</u> تھینک یو جی۔ قلندر خان لودھی صاحب۔

حاجی قلندر خان لودھی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں مشکور ہوں سپیکر صاحب، کہ آپ نے مجھے بجٹ 09-2008 پر اظہار خیال کی اجازت دی۔ جناب سپیکر! دنیا، دنیا ہی رہے گی اس میں تشنگی باقی رہے گی۔ کل Ex-Chief Minister کو یہ تشنگی تھی کہ بشیر بلور صاحب ہوتے، وزیر اعلیٰ صاحب ہوتے، میری بھی خواہش تھی کہ بشیر بلور صاحب کم از کم ہوتے، اگرچہ عبدالاکبر خان تھے لیکن ان کی وہ شوخی، انہیں ہم اپوزیشن والے اسمبلی کا شیر کہتے تھے لیکن ڈھائی مہینے سے مجھے ایسے لگتا ہے کہ پتہ نہیں انہیں کیا ہو گیا ہے؟ (قہقہے/تالیاں) یہ دو سیٹوں سے جیت کر آئے اور اس پارٹی سے تعلق سے ہے کہ جس کی پاکستان میں پذیرائی ہو رہی ہے اور کتنی واہ واہ ہے اور کتنی بڑی طاقتور پارٹی ہے لیکن ایسی سادھ اس نے لی ہے کہ پتہ نہیں اسے کیا ہو گیا ہے؟ بشیر صاحب نہیں تھے اور آج وہی تشنگی میرے چھوٹے بھائی، اسرار گنڈاپور کو پیش آئی۔ جناب سپیکر، کیا پتہ ہے کس کے دل میں کیا کیا ہے، کس کے ساتھ کیا کیا ہوا ہے؟ اور آئندہ اللہ جانتا ہے۔ یہ چونکہ قسمت سے پچھلے سال بھی، پانچ سال اپوزیشن میں گزارے، آزاد تھے، پارٹی میں شامل ہو گئے لیکن اپوزیشن میں تھے۔ اس دفعہ بھی اللہ نے سیٹ دے دی، بہت مشکل پارٹی میں تھے لیکن سیٹ مل گئی۔ میں جناب سپیکر، آپ کی وساطت سے تقریر شروع کرنے سے پہلے میری یہ ریکویسٹ ہو گی سی۔ ایم سے کہ سی۔ ایم صاحب، جو میرا پی۔ ایف۔ 46 ہے، ٹھیک ہے قلندر لودھی کا وہ حلقہ ہے، Constituency ہے لیکن دو کروڑ عوام میں وہ شامل ہیں، وہ آپ کا حلقہ ہے، وہ آپ کی Constituency ہے، وہ آپ کے عوام ہیں، وہ آپ کے لوگ ہیں، اسے آپ نے نہیں بھولنا ہو گا۔ جناب سپیکر! یہ صحیح ہے، ہمیں معلوم ہے، ہم ان مشکلات کو جانتے ہیں، اس بات کو جانتے ہیں کہ ہماری آنے والی گورنمنٹ مشکلات میں تھی، امن و امان کا مسئلہ تھا، ٹائم بہت تھوڑا تھا لیکن جناب سپیکر، یہ جو الائنس ہے عوامی نیشنل پارٹی اور پاکستان پیپلز پارٹی کی، یہ کیسی پارٹیاں ہیں؟ یہ کوئی درویشوں کی پارٹی تو نہیں تھی کہ انہیں Time limit ہونے کا بہانہ ہو گا، اس میں تو بڑے ٹاپ کے سینیئر پارلیمنٹیرینز بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان سیاسی جماعتوں کا سیاسی بیک گراونڈ ہے۔ انہیں تو وہ چاہیئے تھا جو یہ پانچ سال میں یہ کہتے رہے کہ ہمیں Block allocation نہیں چاہیئے، ہمیں امبریلہ نہیں چاہیے، یہ جو بھی حربہ ہے، ایم پی ایز کو دباؤ میں رکھنے کیلئے ہے۔ ہم ایسا نہیں کریں گے۔ اسے تو میرے خیال میں PF-wise کرنا چاہیئے تھا لیکن امید کرتے ہیں ہم اپنے بھائیوں، دوستوں سے جو گورنمنٹ میں ہیں اور خصوصاً نوجوان وزیر اعلیٰ سے کہ وہ ہمارے ساتھ وہ چھتری والا، Block allocation والا، جو میرے بھائیوں نے Highlight

کیا یہاں، ہو سکتا ہے کہ بہت کے دلوں میں یہ باتیں تھیں لیکن موقع موقع پر کی جائیں گی انشاء اللہ۔ اب جی، یہ جو پارٹی ہے، ہماری نیشنل عوامی پارٹی یا پاکستان پیپلز پارٹی، اس سے ہمیں یہ توقع تھی اور صوبے کے غریب عوام، صوبہ سرحد کی شرح غربت جو بتائی جاتی ہے، وہ 38% ہے جبکہ مجموعی طور پر پورے پاکستان میں 21% ہے، تو یہ غریب صوبہ اس توقع پر بیٹھا تھا کہ اس دفعہ نیشنل عوامی پارٹی اور پاکستان پیپلز پارٹی اس غریب صوبہ کیلئے بہت بڑا پیکج حاصل کرے گی مرکز سے لیکن ان کی اپنی مصروفیات، ٹیکنیکل مشکلات، اسے بھی ہم سمجھتے ہیں، یہ ابھی شروعات ہیں، بہت ٹائم ہے، ہمیں امید ہے کہ یہ اس حیثیت میں ہے انشاء اللہ کہ ہمارے صوبے کیلئے بہت کچھ لائیں گے۔ بہر حال ان کا میں، اسرار اللہ گنڈاپور صاحب کی بات پر میں نے تھوڑی سی بات کی۔ بجٹ کی تیاری میں پچھلی دفعہ بھی ہم اخباروں میں پڑھتے تھے کہ فلاں فورم کو بلایا، فلاں فورم کو بلایا، فلاں کو بلایا تو ہمارا خیال تھا کہ اس دفعہ کم از کم اگر ایم پی ایز کو Confidence میں لیا جائے یا ان کی رائے بھی شامل کی جائے، ایک Debate ہو جاتا، دو Debates ہو جاتے تو یہ گلے شکوے، یہ اتنی باتیں یہاں پر نہ ہوتیں۔ اگر آئندہ کیلئے اسے Develop کیا جائے Consensus سے، تو میرے خیال میں زیادہ بہتر ہوگا، صوبے کی بہتری کیلئے ہے۔ جناب سپیکر! بجٹ تقریر کے دوران ہاؤس میں یکسوئی، خاموشی اور اتنے پیار کا ماحول، یہ جو بھی تھا اس کا کریڈٹ اگرچہ سارے ہاؤس کو جاتا ہے لیکن میرے خیال میں یہ خصوصاً اپوزیشن بنچز کو جاتا ہے حالانکہ پاکستان میں دوسری اسمبلیوں کے اجلاس بھی ہو رہے ہیں مگر ہماری اسمبلی، ہمیشہ ہم کہتے ہیں کہ یہ ہمارا جرگہ ہے، اسلئے ہم نے جو Friendly ماحول رکھا، اس کو قائم رکھنے کیلئے رکھا اور روایات کو قائم رکھنے کیلئے رکھا۔ جناب سپیکر! میں اپنے نوجوان وزیر اعلیٰ امیر حیدر ہوتی صاحب کا مشکور ہوں کہ دو ڈھائی مہینے کے پیریڈ میں انہوں نے ہمارے ایم۔ پی۔ ایز کیلئے ایک دن رکھا، اس پر ان کے Stamina کو داد دیتا ہوں، ان کے صبر و تحمل کو کہ وہ صبح گیارہ بجے سے بیٹھتے تھے چھ بجے تک اور میرے ایک بھائی صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، نام میرے ذہن میں نہیں آرہا، بونیر سے میرے خیال میں تعلق ہے، وہ تو اتنی فائلیں لے آتے، اتنی فائلیں لے آتے، ایک دو دفعہ مجھے چانس ملا تو وہ پونے گھنٹے، سوا گھنٹے تک تقریباً اور ہم لائن میں بیٹھے ہوئے تھے اپنی باری پر اور یہ ایسے سن رہے تھے جیسے پہلا آدمی ہو اور پہلی بات ان سے کر رہا ہے تو میں بڑا ان کو Appreciate کرتا ہوں۔ (تالیاں) اور ان سے میں نے بھی، چونکہ میں Age wise شاید ہماری Age ایسی ہے کہ ان کا اور ہمارا مقابلہ نہیں ہو سکتا لیکن میں نے ان سے، پھر میرے ساتھ وہ بات ہوئی ہے کہ میں بھی اپنے

لوگوں کو اسی طرح سے سن رہا ہوں، اپنی Constituency کے لوگوں کو جیسے میں اس دفعہ ابھی Elect ہوا ہوں۔ پچھلے پانچ سال والی بات کہ میں سابقہ نہیں تھا جو کہ کچھ آدمی ٹائم لگا کے تھک جاتا ہے، میں نے بھی اپنے Stamina کو Build up کیا ہے۔ میں ان کا مشکور ہوں، میں نے ان میں ایک اچھی روایت دیکھی۔ جناب سپیکر! گنڈاپور صاحب نے بھی بات کی، میں اگر اس بات کو نہیں کرونگا تو یہ زیادتی ہوگی اور جیسے ہمایوں خان نے کہا کہ سینکڑوں میلوں کا سفر ہوتا ہے لیکن پہلے میل سے شروع کیا جاتا ہے، سینکڑوں قدم کا سفر ہوتا ہے لیکن پہلے قدم سے شروع کیا جاتا ہے۔ میرے خیال میں سی۔ایم کے یہ قدم ان کے پاس دو کلومیٹر تھے تو انہوں نے بغیر تمیز کے ہم سب کو برابری کی بنیاد پر Treat کیا اور ہمیں دو دو کلومیٹر دے دیئے، ایک واٹر سپلائی بھی انہوں نے دے دی۔ میں ہاؤس میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ یہ اگر نہ دیتے تو ہم ان کا کیا کر سکتے تھے؟ تو انہوں نے یہ اچھی روایت رکھی اور آئندہ بھی توقع رکھتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ایک دفعہ دے کر یہ ہمیں بھول جائیں گے، یہ آئندہ بھی اسی روایت کو قائم رکھیں گے انشاء اللہ اور اس طرح اے ڈی پی میں بھی آپ ہمارے ساتھ رویہ رکھیں گے جی۔ جناب سپیکر! یہ صحیح بات ہے کہ ہماری بجلی کے خالص منافع میں زیادتی ہوتی ہے، ہوتی آرہی ہے اور بھی ہوگی، میں اسرار اللہ گنڈاپور بھائی کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ 110 ارب کا جو ہمارا ثالثی ٹریبونل نے فیصلہ کیا ہے، اس پر ہم دوسرا Debate شروع کردیں۔ میرے خیال میں ابھی میری یہ ریکویسٹ ہوگی گورنمنٹ کو اور وزیراعلیٰ صاحب کو، حکومت اس کو لینے کی کوشش کرے، یہ 110 ارب جو ہیں، اس کو لینے کی کوشش کرے۔ ہمارا صوبہ بہت غریب ہے، ہمارا تو شرح غربت 38% ہے، کچھ ہم Develop ہو جائیں گے، کچھ ہمارا مسئلہ حل ہو جائے گا اور آئندہ آپ مصلحت جاری ساری رکھیں گے۔ چونکہ آپ کے تعلقات کا دائرہ ایسا ہے کہ وہ تو مرکز تک ہے۔ آپ صرف یہاں پر نہیں بیٹھے ہوتے، صوبے میں نہیں، آپ کی گورنمنٹ مرکز میں ہے۔ آپ انشاء اللہ جو کچھ بات کرتے ہیں، یہاں نہیں بلکہ وہاں فوراً جاتی ہے اور مانی جاتی ہے اور ہمیں تو اپنے صوبے سے، اپنے ملک سے پیار ہے، اس کی بہتری چاہتے ہیں۔ ملک میں جتنی بہتری ہو، جس کے Through بھی ہو، ہم اس کے بھی احسان مند ہونگے، Appreciate کریں گے اور صوبے کو جس کے Through جتنا کچھ آئے، اس کو تاریخ لکھے گی اور یہ انشاء اللہ ایک اچھی بات ہے جس کیلئے یہ کوشش کریں۔ صحت کے شعبے میں جی کچھ آسامیاں انہوں نے نکالیں 975، میں نے فگر دیکھی، خوشی ہوئی کہ کچھ بے روزگاری میں کمی ہوگی لیکن تعلیم کے مسئلے پر بھی کچھ دیکھیں۔ 5474 آسامیوں کا ایک وفد میرے پاس آیا مانسہرہ سے،

انہوں نے کہا جی کہ ہمیں نکال رہے ہیں۔ میری اس ہاؤس سے آپ کی وساطت سے گورنمنٹ سے ریکویسٹ ہوگی کہ جو لوگ لگے ہوئے ہیں، وہ بھی آپ کے ہیں، اسی صوبے کے ہیں، اسی صوبے کے بچے ہیں، ان کے گھر کے چھولے قائم رکھنے ہیں، انہیں نہیں نکالنا۔ وہ جس مسند پر ہیں، ان کو قائم رکھیں جی۔ اس کے بعد جی تعلیم بارے میں یونیورسٹی کا ذکر ہوا، دو ہیں یا چار کیڈٹ کالج ہیں یا بیس کالج ہیں، میں سوچ رہا تھا کہ اگر چوبیس ہوتے تو کم از کم ہر ڈسٹرکٹ میں، اور پھر ہم تو یہ چاہتے تھے کہ سو ہوتے تاکہ کم از کم ہر ایک ایم پی اے کو ایک ایک مل جاتا لیکن وسائل نہیں ہیں۔ بہر حال میرے خیال میں کچھ Priorities ہیں، کچھ Directives ہیں، انشاء اللہ ہم اسکو Own کریں گے اور اس کی مشکلات دیکھیں گے کہ جس ضلع میں زیادہ ہیں اور خصوصاً میں سپیکر صاحب، آپ کی وساطت سے اس بات کو ذرا Highlight کرونگا، ڈسٹرکٹ ایبٹ آباد اور ڈسٹرکٹ مانسہرہ، اٹھارہ کلومیٹر اس کا درمیانہ راستہ ہے اور اس کے درمیان میں کوئی کالج نہیں ہے۔ پچھلی گورنمنٹ میں مجھے ایک ہائی سیکنڈری سکول ملا تھا جس کو میں نے قلندر آباد میں قائم کیا تھا۔ قلندر آباد مرکز کی جگہ ہے اور سی ایم صاحب نے اس کے Directives بھی دیئے ہوئے ہیں۔ میری یہ ریکویسٹ ہوگی آپ کے Through اس ہاؤس سے بھی کہ بیس پچیس کلومیٹر، اٹھارہ کلومیٹر اور اوپر نیچے جائیں تو سو سو کلومیٹر بن جاتا ہے، اس میں کوئی کالج نہیں ہے، اگر ایک کالج ہمیں مل جائے تو ان کے ہم مشکور ہونگے۔ اس کے ساتھ جی جو انہوں نے ایک اور بڑا Incentive دیا تعلیم میں کہ انہوں نے ہر ڈسٹرکٹ، ذرا سی میں Clarification بھی چاہونگا ہمایون خان سے، آپ نے تقریر میں کہا بھی تھا، میں نے پڑھا ہے جی کہ اس میں ہر ڈسٹرکٹ میں پانچ لاکھ جن کی میٹرک میں کارکردگی اچھی ہوگی، ان کے نمبروں کے لحاظ سے، پوزیشن کے لحاظ سے تو یہ پانچ لاکھ ہر سکول کو انعام ملے گا، بہت اچھی بات ہے لیکن اس کے ساتھ پرائیویٹ سکول بھی شامل کریں، پرائیوٹ سکولوں نے بہت بڑا بوجھ اٹھایا ہوا ہے جی۔ گورنمنٹ کیا کچھ نہیں دے رہی؟ بلڈنگز، ٹیچر کی تنخواہ، سب کچھ اور اس کے ساتھ آپ کا پرائیویٹ سیکٹر ہے، وہ آپ کو نرسری آگے دے رہے ہیں اور انگلش میڈیم ہے، ان کے ساتھ وہ کر رہے ہیں تو آپ کو انہیں Ignore نہیں کرنا چاہیئے، ان کو بھی اس میں شامل کرنا ہے اور وہ جو ڈسٹرکٹ میں بہتر آئیں گے، اس کے ساتھ کرنا ہے۔ اس کے ساتھ دوسری بات جو 'امیر و غریب ہر ایک کیلئے یکساں تعلیمی نظام کے مواقع' ان کی سوچ ہے تو ہم ان کو Appreciate کرتے ہیں، اللہ کرے کہ یہ اس میں کامیاب ہو جائیں۔ چونکہ یہ میں نے دیکھا ہے کہ بہت سارے پرائیوٹ سکولز ہیں، بڑے اچھے پرائیوٹ سکولز جی لیکن ان کے

جو پرنسپلز ہوتے ہیں یا مالک ہوتا ہے یا اس کا جو ایم ڈی ہوتا ہے، اسکا اپنا بچہ دوسرے کسی پبلک سکول میں پڑھ رہا ہوتا ہے تو اسلئے جب اس تعلیمی نظام کو ہم اچھا کریں گے، یکسوئی میں لائیں گے تو ہم نے پہلے اپنے بچے داخل کرنے ہونگے ان سکولوں میں تاکہ ہم مثال دیں۔ جب تک ہمارے اپنے بچے ان سکولوں میں نہیں پڑھیں گے تو کبھی وہ یکساں نظام نہیں ہو سکے گا، اس پر کوئی توجہ نہیں دے گا۔ اس پر بھی سوچ کر Step لینا ہے۔ کرنا چاہیئے، ضرور ہونا چاہیئے جی۔ جناب سپیکر! روڈز کے بارے میں یہ بڑی ضروری چیز ہے اور اس میں ایک جگہ دو سو لکھا ہے اے۔ ڈی۔ پی میں، ایک جگہ دو سو پچاس ہے اور میرے معزز منسٹر صاحب، فنانس منسٹر صاحب نے جو تقریر کی، انہوں نے چھ سو پچاس کی فگر بتائی، ہم خوش ہونگے کیونکہ ساڑھے تین تین کلو میٹر تو مل جائیں گے لیکن اللہ کرے کہ یہ غلطی سے وہ آٹھ سو پچاس ہو تاکہ اور بھی ہمیں کچھ بچ جائے۔ چونکہ ہمارے ساتھ اور کوئی مسئلے ہیں ہی نہیں، انہی پر ہم نے نظر لگائی ہوئی ہے جی۔ زرعی ٹیکس کے بارے میں جی بات کرونگا کہ اس کو بالکل نہیں لگانا چاہیئے۔ پہلے سے ہمارے یہاں اناج کا بحران ہے، گندم کا بحران ہے، کسان دلچسپی نہیں لے رہا کھیتی باڑی میں، اگر اس پر اور ٹیکس لگ گیا تو میرے خیال میں وہ اس کو چھوڑ ہی دیں گے۔ انہیں اور Incentive کچھ دینا چاہیئے تاکہ وہ اور Encourage ہوں اور ہماری یہ جو پریشانی ہے، یہ حل ہو جائے۔ بیس فیصد جو اضافہ ہوا ہے تنخواہوں میں، یہ کم ہے جی۔ یہ بھی آپ ان کو Basic پر دیں گے تو کیا اضافہ ہوا؟ اگر اس پر بھی کوئی نظر ثانی ہو سکتی ہے، میں سمجھتا ہوں، گنڈا پور صاحب نے جو بات کی ہے، میں بھی سمجھتا ہوں کہ ہم ایک لفظ، ایک فگر آگے پیچھے نہیں کریں گے لیکن ہم آئندہ کیلئے تو کر رہے ہیں کہ آئندہ اگر انشاء اللہ، ابھی تو ہم چلے ہیں، ابھی ایک سال بعد پھر ہم بیٹھیں گے تو یہ چیزیں نوٹ ہونی چاہیئے تاکہ ان چیزوں کا اگر آج مداوا نہیں ہو سکتا تو کل اس کا مداوا ہونا چاہیئے کیونکہ آپ نے وہ کچھ کرنا ہے جو ہمارے عوام کیلئے بہتر ہوگا۔ اس کے ساتھ جی، ابھی میری ایک چھوٹی بہن نے بات کی تو میں اس کی تصحیح کیلئے جی، میرا یہ اپنا خیال ہے، ہو سکتا ہے کہ میرے کسی بھائی کو پسند نہ ہو، ہم لوگ یہاں جناب سپیکر، آپ سمیت اور یہ سارا جو ہاؤس بیٹھا ہوا ہے، یہاں جو آئے ہیں، تنخواہ کیلئے نہیں آئے ہیں۔ یہاں جو آئے ہیں، کمائی کیلئے نہیں آئے ہیں جی۔ (تالیاں) یہ بہت بڑی عزت ہے، یہ اربوں کھربوں کی عزت ہے، یہ کوئی آدمی بیس کروڑ روپیہ دے دیں اور آپ سے سیٹ مانگیں اور اس سیٹ پر بیس کروڑ روپے دینے والے لوگ بھی آپ کو ملیں گے، پچاس والے بھی ملیں گے۔ یہ عزتیں خریدی نہیں جاتیں، ان کی قیمت نہیں لگتی، یہ اللہ کی طرف سے دین ہے اور پھر عوام کا اعتماد ہے

اور ہم نے اپنے آپ سے ان پر خرچ کرنا ہے۔ جو لوگ اس اسمبلی میں آتے ہیں، ان کی حیثیت ہوتی ہے، کروڑوں لگا کر آتے ہیں، ان کی نظر تنخواہ پر، ٹھیک ہے گورنمنٹ مائی باپ ہوتی ہے، دے دیں تو مجھے کیا اس پر اعتراض ہے؟ (قہقہے) لیکن یہ ہے کہ (تالیاں) چونکہ میں، میرا چھوٹا بھائی جو یہ اسد صاحب ہے، ایک منٹ جی، میرا چھوٹا بھائی اسد جو منسٹر ہے جی، اس نے میری طرف دیکھا اور مجھے پتہ ہے کہ ہری پور ڈسٹرکٹ بلکہ ہمارے ہزارہ ڈویژن میں بہت بڑا امیر آدمی ہے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> قلندر لودھی صاحب! Conclude کریں جی، Conclude کریں۔

<u>حاجی قلندر خان لودھی:</u> ہاں، لیکن ان کا خیال تھا کہ بڑھنی چاہیئے تو میں نے کہا جی اسلئے۔ دوسری بات یہ ہے جی کہ جناب سپیکر، آپ نے تو، میرے خیال میں میرا کوئی ٹائم تھا تو آپ نے، ٹرانسپورٹ کے بارے میں جی میں یہ کہونگا کہ اس پر بالکل ہی ٹیکس نہ لگائیں، اس کا تو آج ہی ختم کریں۔ پہلے ہی ڈیزل اتنا مہنگا ہے، پہلے ہی ہر چیز مہنگی ہو گئی ہے، ٹرانسپورٹیشن مہنگی ہو گی تو ہر چیز مہنگی ہو جائے گی، تو اس پر ٹیکس لگانے کا تو مجھے سمجھ نہیں آئی جی تو اسے تو بالکل ہی نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ساتھ جی جو ہمارا پہلے سرحد ڈیویلپمنٹ پروگرام تھا، اس کا پروگرام تھا، اب پتہ نہیں آپ اس کا کیا نام رکھیں گے؟ لیکن میری یہ خواہش ہو گی جی، سوری، آپ سے کہ جی اس پر ایک کروڑ تو بہت کم ہے، جب ایک کروڑ تھا تو اس وقت سو روپے کی چیز سو روپے پر، اب وہی سو روپے کی چیز جو ہے، ایک سو بیس روپے پر ہے۔ اب اس کی قیمت بہت کم ہو گئی ہے جی، اس پر ضرور نظر ثانی کریں کیونکہ ہماری جیب میں یہی کچھ ہوتا ہے جی، جو ہم کسی کے ساتھ معاہدہ کرتے ہیں جناب سپیکر، یا کسی کے ساتھ کچھ، کہتے ہیں کہ یار یہ آج میں آپ کو کر کے دونگا، تو یہ اس کیلئے ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ہی جناب سپیکر، میں ایک بات آپ کی وساطت سے، ہاؤس کی وساطت سے اس گورنمنٹ کے، مرکز کے علم میں لاتا ہوں اور میرا ان سے ایک مطالبہ ہے جی کہ آیا لوگ آگے کو جا رہے ہیں، ہم نے Reverse لگایا ہوا ہے، کیا لائن لگانا ہمارا مقدر بن گیا ہے؟ آٹے کیلئے لائن، دالوں کیلئے لائن، پھر گھی کیلئے لائن اور اب ڈیزل کے لائن، وہ لائینیں گھنٹوں اور دنوں کی تھی اور یہ تو ہفتوں کی لائینیں لگی ہیں اب ڈیزل کیلئے جی۔ آج میں ایبٹ آباد سے آیا، ڈیزل نہیں مل رہا ایبٹ آباد سے، یہاں پشاور سے، میٹنگ تھی ایرا والوں کی، روڈ بلاک تھی، میرے دوستوں، میں نے آپ کو کہا، عنایت اللہ خان نے کہا کہ _ میرے پاس ڈیزل نہیں ہے۔ ڈیزل نہیں مل رہا، پیسوں سے چیز نہیں مل رہی، تو اس پر میرے خیال میں مرکز اور صوبے سب سوچیں۔ سی۔ایم صاحب کا تو مرکز کے ساتھ ہر وقت Interaction ہوتا

ہے جی۔ اس کے بعد جی میں جناب سپیکر، آپ کے رویے سے، جس طریقے سے آپ ہاؤس چلا رہے ہیں، کوئی معزز ممبر اگر کتاب لیکر پڑھتا ہے، آپ کو رول کا پتہ ہے، آپ نے ابھی تک اسے بھی نہیں ٹوکا، ہر ایک کو ٹائم دے رہے ہیں، ہر ایک کو سن رہے ہیں، پیار دے رہے ہیں، آپ کے مشکور، وزیر اعلیٰ صاحب کے مشکور کہ جب اس کے پاس گئے، بڑا اچھا ٹائم دیا، بڑے اچھے طریقے سے سنا اور اس کے تمام وزراء کا میں نے ابھی تک، مجھے کسی وزیر سے ابھی تک کوئی گلہ نہیں ہوا جی، جب ہوگا تو اس ہاؤس کو آپ کی وساطت سے بالکل ڈنکے کی چوٹ پر کہیں گے کہ یہ آدمی ٹھیک نہیں ہے۔ اس ہاؤس میں میرے اپنے ڈسٹرکٹ کا منسٹر تھا اور بشیر بلور صاحب گواہ ہیں اور باقی اسمبلی، تو ہم اس کو کہتے تھے کہ اس کا رویہ ٹھیک نہیں ہے جی۔ آج کچھ باتیں، میرے پاس فائل تھی لیکن میں نے مناسب نہیں سمجھا کیونکہ گنڈاپور صاحب نے بھی کر دی اور پھر ہم نے کہا کہ نئے ساتھی بھی بیٹھے ہیں اس ہاؤس میں، وہ کہیں گے کہ ابھی آپس میں اتنے بغلگیر بھی ہوتے ہیں اور پھر اس میں ان کے زیادہ گلے بھی تھے، تو میں نے کچھ اپنی عمر کو دیکھ کر، کچھ حالات اور واقعات کو دیکھ کر خاموشی کی ورنہ میرے تو ایسے گواہ ہیں، جو سیکرٹری اور چیف انجنیئر ادھر بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ فائلیں گواہ ہیں کہ کیا کیا ہوا؟ اور کیا کیا، آگے تو پتہ نہیں ہے، جو ہوا، وہ میں بتا سکتا تھا۔ بہر حال میں آخر میں جی ایک دفعہ پھر گورنمنٹ نے امن وآمان کے مسئلے میں مذاکرات کے ذریعے جو ایک اچھی فضاء یہاں پر Build up کی ہے، اس پر اسے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ امن ہوگا صوبے میں تو ترقیاتی کام بھی ہوں گے۔ امن ہوگا تو سب کچھ ہوگا۔ ایک آدمی باہر نہیں نکل سکے گا، ایک آدمی کو سکیورٹی نہیں ملے گی، ایک آدمی کو جان کا تحفظ نہیں ملے گا، وہ کیا کرے گا ان کروڑ اربوں کو؟ اسلئے سب سے پہلی ہماری جو Priority ہے، ہر ایک کی، وہ امن وامان کو قائم کرنا ہے۔ اس کا بہترین طریقہ جو ہے، وہ مذاکرات ہیں، ہم اس کی حمایت کرتے ہیں۔ اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ پاکستان پائندہ باد۔ شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی، بی بی۔

<u>محترمہ نور سحر</u>: جناب سپیکر صاحب! قلندر لودھی صاحب نے جو باتیں کیں، ان کا ذرا تھوڑا بہت جواب دینا چاہتی ہوں۔ آپ کی اجازت ہو تو؟

<u>جناب سپیکر</u>: جی۔

<u>محترمہ نور سحر</u>: ایک طرف تو ہمارے ایم پی اے صاحب، قلندر لودھی صاحب اخراجات کی اور تنخواہوں کی باتیں کر رہے تھے کہ % 20 بہت کم زیادہ ہوئے ہیں۔ ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ Salary کے بغیر،

میں دیکھتی ہوں کہ آپ کو مراعات نہ ملیں، آپ کو Salary بھی نہ ملے، آپ کو کچھ بھی نہ ملے اور آپ دس قدم اسمبلی سے آگے جائیں تو میں دیکھتی ہوں کہ آپ کس طرح جاتے ہیں؟ (قہقہے / تالیاں) آپ کی جیب خالی ہو، آپ کی جیب خالی ہو، آپ پانچ منٹ گزارہ کر سکتے ہیں؟ کس طرح کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: تھینک یو، نور سحر بی بی، بس اس حد تک کافی ہے۔

Madam Noor Sahar: Thank you, Sir.

جناب سپیکر: جاوید عباسی صاحب۔ جی، عبدالاکبر صاحب۔ مختصر، مختصر۔

جناب عبدالاکبر خان: اچھا، ابھی نئے نئے ہیں نا جی۔ (قہقہے) جناب سپیکر! یہ الیکشن فروری میں ہوئے ہیں اور یہ جون کا مہینہ ہے، تقریباً چار مہینے گزر گئے اور ہماری جو سٹینڈنگ کمیٹیز ہیں، وہ ابھی تک تشکیل نہیں پا چکی ہیں (تالیاں) تو جناب سپیکر، میں آپ کی توجہ رول 154 کی طرف دلانا چاہتا ہوں، "Each Committee shall consist of not more than Nine Members, who shall be elected by the Assembly. The election shall be held, as far as possible, in accordance with the -----"

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان صاحب! پہلے Rule suspension کیلئے Move کریں۔

جناب عبدالاکبر خان: نہیں سر، میں Suspension کیلئے نہیں، پہلے میں اپنا Point raise کرتا ہوں، اس کے بعد میں پھر Suspension کی درخواست کروں گا۔ میرا جناب سپیکر، پوائنٹ یہ ہے کہ یہ اس اسمبلی کی روایت رہی ہے بلکہ اس اسمبلی کی ہی نہیں، میرے خیال میں پاکستان کی ساری اسمبلیوں کی یہ روایت رہی ہے گزشتہ تیس، چالیس سال سے کہ کبھی بھی اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹیز کیلئے کوئی الیکشن نہیں ہوا، رول 154 کبھی بھی Follow نہیں کیا گیا اور ہماری اسمبلی کی بھی یہ روایات ہیں کہ جب بھی اسمبلی کا اجلاس شروع ہوتا ہے تو اس اجلاس میں ہم سپیکر کو Empower کرتے ہیں اور یہ ساری اسمبلیاں اسی طرح کرتی ہیں تو میں آپ کی توجہ رول 193 کی طرف دلانا چاہتا ہوں:

"Constitution of the Committees special power of speaker.- (1) The Assembly may by a verbal resolution moved by any Member, empower the Speaker to constitute Committees, without holding elections keeping in view the educational qualifications and experience of the Members, as he may deem fit.

(2) The Speaker may, if so empowered by a Committee appoint a Chairman for that Committee from amongst the members of the Committee concerned."

تو جناب سپیکر، ہمیشہ یہ ہوا ہے کہ ہم نے ایک Verbal motion move کی ہے
193 کے تحت، آپ کو Rule suspension کیلئے میرے خیال میں کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ I am not moving a resolution, I am just moving a verbal motion تو جناب سپیکر، اگر آپ مجھے صرف 'Verbal motion' پیش کرنے کی اجازت دیں تو ہاؤس سے پوچھیں لیکن اس میں جناب سپیکر، ایک اور پوائنٹ بھی میرا ہے کہ 154 میں 'Nine Members' کا ذکر ہے، یہ اس وقت جب 83 ممبرز ہوا کرتے تھے کیونکہ یہ رولز 1988 میں بنے ہیں اور 1988 میں 83 ممبرز تھے۔ اب چونکہ ممبرز کی تعداد 124 ہو گئی ہے، Almost 50 % increase ہو گئی ہے جناب سپیکر، تو 154 کے تحت اگر Nine رکھیں گے تو یہ Total strength 83 کا تھا، اب چونکہ 124 ہیں تو میں جناب سپیکر، آپ کی توجہ پھر ایک اور رول کی طرف دلانا چاہتا ہوں، رول 246، اگر آپ کہتے ہیں تو میں اس موشن کو پھر دوسری دفعہ پیش کر دوں گا۔ When the Assembly empowers you. اس میں یہ ہے کہ "Not less than fifteen clear days' notice of a motion for leave to amend the rules shall be given, unless the Speaker waives this notice period" آپ کے پاس یہ بھی اختیار ہے۔ اگر ہم موشن Move کرتے ہیں اور پھر آپ 15 days کا جو نوٹس ہے Amendment of rules کیلئے، تو 154 کو جب تک آپ Amend نہیں کریں گے تو آپ کے ممبرز کی تعداد Nine سے Increase نہیں ہو سکتی۔ تو اگر 154 کو ہم Amend کریں گے 246 کے تحت، تو پھر According to the strength of the Assembly تیرہ ممبرز تقریباً بنتے ہیں، Nine کی بجائے تیرہ بنتے ہیں تو آپ Empower ہو جائیں گے کہ بجائے اس کے کہ کمیٹی آپ Nine کی بنالیں، آپ Thirteen کی بنائیں اور بجٹ اجلاس ہے، یہ مہربانی ہوگی اگر ہم Empower کرتے ہیں آپ کو تو بجٹ اجلاس کے دوران اگر کمیٹیز کی Constitution ہو جائے تو بجٹ اجلاس جب ختم ہو تو پھر وہ کمیٹیز کام کر سکیں گی اور اسی طرح ٹی بریک کے بعد اگر آپ کہتے ہیں تو میں یہ دوسری موشن بھی Move کروں گا لیکن اس وقت میں Move کرتا ہوں جناب سپیکر کہ "This Assembly empowers the speaker to constitute all Committees according to rules-----(قطع کلامی)

<u>جناب بشیر احمد بلور (سینیئر وزیر):</u> جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

<u>جناب سپیکر:</u> جی بشیر بلور صاحب۔

سینئیر وزیر: عبدالاکبرخان ډیرے ښے خبرے اوکړے۔ پوائنټ آف آرډر زما دا دے چه دا طریقه کار همیشه عبدالاکبرخان ساتلے دے چه هغه سپیکر سره مخکښ Understanding اوکړی او بیا Speeches کښ یو پوائنټ آف آرډر اوکړی چه هغه تاسو Facilitate کړی۔ تاسو ریزولیوشن دے د پاره مه راولئ، مونږ هسے هم، حکومت او اپوزیشن، تاسو Empower کوؤ چه تاسو کمیټئ جوړے کړئ خو زما به دا ریکویسټ وی چه دا د کمیټو چه کوم تعداد دے ، هغه د نه زیاتیږی، ډیر زیات بوجھ پریوځی په کمیټو باندے ، دا تاسو که لږ حساب اوکړئ نو د لکھونو روپو په دے کمیټو باندے Investment کیږی نو زما به دا خواست وی چه دا د Increase نه شی او بیشکه ریزولیوشن دے د پاره پاس کوؤ چه مونږ اختیار دوئ له ورکړو۔ مونږ اختیار ورکوؤ سپیکر له خو زما به دا ریکویسټ وی چه د کمیټو ممبرانو تعداد د نه زیاتیږی ولے چه هغے سره زیات بوجھ پریوځی په خلقو باندے او دا د عوامو پیسه ده او بیا ډیر زیات اخراجات کیږی۔ دا زما ریکویسټ دے چه عبدالاکبرخان د دا زما ریکویسټ اومنی، نو دا به ډیره مهربانی وی۔

جناب سپیکر: جی، عبدالاکبر خان صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میں آپ کے دفتر میں یہ اجلاس شروع ہوتے ہوئے کبھی نہیں آیا۔ یہ On the record ہے کہ میں آپ کے آفس میں اجلاس ختم ہونے کے بعد جاتا ہوں۔ بشیر خان کیسے یہ Presume کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے بات کی، اس میں آپ سے بات کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ تو سارے ممبران اگر نہیں چاہتے تو بس نہ دیں اجازت۔ اگر چاہتے ہیں، چاہتے ہیں کہ نہیں چاہتے؟

آوازیں: چاہتے ہیں۔ (تالیاں)

جناب عبدالاکبر خان: تو جناب سپیکر! میں۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: زما خیال دے د هاؤس فیصله راغله۔ د هاؤس فیصله راغله۔ بشیر خان! تاسو کښینئ۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! دوسرا پوائنٹ انہوں نے یہ اٹھایا ہے۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: Move کریں، Move کریں بس۔

جناب عبدالاکبر خان: نہیں سر، دوسرے پوائنٹ کی میں بات کر رہا ہوں کہ نوسے ممبران کی تعداد نہیں بڑھنی چاہیئے۔ جناب سپیکر، جب وزیروں کے پٹرول پر اور ان کے دفتروں پر خرچ کروڑوں تک پہنچ جاتے ہیں وہ تو خیر ہے (تالیاں) ان کے گھر کی بجلی کے بل حکومت ادا کرتی ہے، ان کو مراعات دیتی ہے، ان کی Discretionary grant بڑھتی ہے، وہ پندرہ سو سی سی گاڑی کی بجائے تین ہزار سی سی اور چار ہزار سی سی گاڑیاں رکھتے ہیں (تالیاں) اس وقت خزانہ پر اثر نہیں پڑتا اور ابھی خزانے پر اثر پڑتا ہے کہ جو۔۔۔۔۔۔

(تالیاں)

قاضی محمد اسد خان (صوبائی وزیر): جناب سپیکر صاحب! یہ الفاظ حذف کروائے جائیں سر۔ کہاں پر پندرہ سو اور تین ہزار سی سی گاڑیاں ہیں؟

جناب عبدالاکبر خان: باہر کھڑی ہیں۔ اگر آپ کو نظر نہیں آرہی ہیں، باہر کھڑی ہیں، باہر کھڑی ہیں۔

قاضی محمد اسد خان: ابھی تک تو ہم نے کسی کے پاس نہیں دیکھی ہیں، باہر کہیں بھی نہیں ہیں۔

جناب عبدالاکبر خان: میں آپ کی بات نہیں کر رہا۔ جناب سپیکر! I beg to move -----------

جناب سپیکر: ابھی بیٹھیں۔ بشیر خان- نه تي بريک به او کړو کنه۔

سینئر وزیر: یہ اپنے آپ کو Importance دینے کی بات کر رہے ہیں، ہم Request کرتے ہیں آپ سے۔ کہاں سے سپیکر صاحب، ہمیں بتایا جائے کہ کونسے منسٹروں کو زیادہ مراعات دی گئی ہیں سابقہ حکومتوں میں؟ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اب اور بوجھ نہ بنیں۔ اگر یہ غلطی پہلے حکومتوں نے کی ہے تو ضروری نہیں ہے کہ ہم بھی وہ غلطی کرائیں۔

جناب سپیکر: یہ ٹھیک ہے، Thank you۔ عبدالاکبر خان! فی الحال آپ Verbal جو Motion ہے، وہ پیش کریں، ہاؤس کا فیصلہ آچکا ہے پہلے۔

سپیکر کو مجالس قائمہ تشکیل دینے کے خصوصی اختیار کا تفویض کیا جانا

جناب عبدالاکبر خان: "یہ اسمبلی سپیکر کو رول 193 کے تحت اختیار دے کہ وہ تمام کمیٹیوں کو Constitute کرے اور ان کے چیئرمین نامزد کرے۔"

(تالیاں)

جناب سپیکر: تو یہ چونکہ Verbal resolution آگئی ہے تو اس میں Rule suspension کی۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں اس پر بھی آتا ہوں۔ معزز ممبر صاحب نے رول 124 کو جو۔۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! پندرہ دن کا جو نوٹس ہوتا ہے، اس کو Waive off کرنے کیلئے آپ رول 124 کو Suspend کرتے ہیں، یہ تو میں Verbal motion پیش کرتا ہوں۔ 124 is for the time یہ جو پندرہ دن کا نوٹس ہوتا ہے، اس کو ہم Waive off کرتے ہیں ورنہ میں پڑھ کر سناتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے آپ بیٹھ جائیں جی۔ The motion before the House is that the resolution moved by the Honourable Member may be adopted? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is adopted unanimously. Janab Javed Abbasi Sahib!

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: میں آپ کو، After him، جاوید عباسی صاحب۔

وزیر اطلاعات: بیا به زړه شی جی۔

جناب سپیکر: نه زړیږی، میاں صاحب۔ څه پرونئ، اوسنئ خبره ده، خیر دے۔ جاوید عباسی۔

جناب محمد جاوید عباسی: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ میرے قلندر لودھی صاحب نے آج بہت کمال کے ساتھ، بہت دنوں سے عبدالاکبر صاحب اپنی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے، آج قلندر لودھی صاحب نے آخری دفعہ ان کو اٹھا دیا ہے اور پھر الحمدللہ آج سے یہ شیر ایک دفعہ پھر جاگ اٹھا ہے اور مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ یہ جو ہاؤس کا ایک ماحول اور خوبصورت ماحول ہے، اس میں اس طرح کی باتیں آئیں گی اور اسی طرح ہم سیکھیں گے۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد کا اور وزیر خزانہ صاحب کا انتہائی مشکور بھی ہوں اور بہت خراج تحسین بھی پیش کر رہا ہوں کہ انہوں نے اس مشکل حالات میں جہاں اس صوبے کو بہت سے چیلنجز درپیش تھے، ایک بہترین بجٹ پیش کرنے کی

کوشش کی ہے اور جناب سپیکر، اس میں شک نہیں ہے کہ موجود حکومت کو ابھی کچھ مہینے ہی ہوئے تھے اور ان تین چار مہینوں میں بہت بڑے بڑے مسائل کا سامنا تھا، پھر بھی انہوں نے اپنی ٹیم کے ساتھ ملکر اور وزیر خزانہ صاحب، جنہیں بالکل آخری دنوں میں شاید یہ محکمہ ملا، نے بہت اچھی کوشش کی ہے کہ اس صوبے کے عوام کے تمام مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے انہوں نے بجٹ پیش کیا ہے اور اس میں سارے صوبے کے جو ڈیپارٹمنٹس تھے اور جو مسائل تھے، ان کی نشاندہی کی گئی ہے۔ (تالیاں)

جناب سپیکر! جو بڑے بڑے چیلنجز اس وقت اس صوبے کو درپیش ہیں، میں صرف ان پر بات کروں گا۔ سب سے بڑا مسئلہ، یہاں لاء اینڈ آرڈر کے اوپر بات ہوئی ہے اور سب سے بڑا اس صوبے کو اس وقت یہ مسئلہ درپیش ہے۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں چیف منسٹر صوبہ سرحد اور ان کی ٹیم کو کہ انہوں نے بڑی کوشش کی ہے، اس صوبے میں امن لانے کیلئے انہوں نے امن معاہدے کئے ہیں۔ وہ جو صوبے کی روایات تھیں ہمیشہ سے بیٹھ کر بات کرنے کی، لوگوں کو ساتھ لیکر چلنے کی اور الحمدللہ یہ روایت اب نظر آئی ہے لیکن یہ صرف اتنا کافی نہیں ہے جناب سپیکر، ہماری خواہش تھی کہ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے، پورے پاکستان میں اس وقت لاء اینڈ آرڈر کا بہت بڑا مسئلہ ہے لیکن ہمارا صوبہ سب سے زیادہ اس کی گرفت میں ہے، اس کیلئے پورا سیشن ہونا چاہیئے تھا، آپ ایک پورا اجلاس اس کیلئے بلاتے اور یہ ایوان، یہ معزز ایوان جو یہاں بیٹھا ہوا ہے، یہ الگ سے لوگ ہیں پورے صوبے سے آئے ہوئے، ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھ کر پیش ہوتا اور ہم بتاتے اور ہم آپ سے پوچھتے اور ہم اپنی بات آپ کو بتاتے کہ یہ کون لوگ تھے اور کن کی وجہ سے یہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ آج اس صوبے میں اس سٹیج پر جاکر پہنچ گیا ہے کہ آج پشاور کے اندر رہنے والا، کوہاٹ کے اندر رہنے والا، چترال کے اندر رہنے والا، ہزارہ میں رہنے والا کوئی آدمی بھی اپنے آپ کو محفوظ Feel نہیں کر رہا۔ اس کے ذمہ دار کون لوگ ہیں اور کن لوگوں کی وجہ سے یہ ہوا ہے؟ (تالیاں)

یہ صوبہ جو امن کا گہوارہ سمجھا جاتا تھا، جس کی اپنی روایات تھیں۔ لوگ عزت کے ساتھ مہمانوں کے ساتھ سلوک کیا کرتے تھے، اس صوبے کو کس کی نظر لگ گئی ہے؟ اور وہ لوگ آج بھی اقتدار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ آج بھی اس صوبے کے امن کو تباہ کرنے کیلئے سازشیں کر رہے ہیں اور آج بھی ان کا اپنا ایجنڈا اور اپنے آقاؤں کو، امریکہ کو اور دوسرے لوگوں کو خوش کرنے کیلئے انہوں نے اس پاکستان کی سلامتی کا سودا کیا ہے۔ ان لوگوں کو بے نقاب کرنے کا اب صرف یہ ذریعہ رہ گیا ہے کہ ہم اس ایوان میں کھڑے ہوں اور ہم سارے سچ بات کریں کہ اس کے ذمہ دار کون لوگ تھے، کن کی وجہ سے یہ مسئلہ شروع

ہوا ہے اور کس طرح اس کو ہم اختتام کی طرف لے جاسکتے ہیں؟ اگر ہم صرف اتنا کہیں کہ آج ہماری سرحدوں پر اور ہمارے معصوم شہریوں پر اور ہماری افواج پاکستان پر بمباری ہو رہی ہے اور ہم صرف ایک ریزولیوشن پاس کر کے بیٹھ جاتے ہیں تو یہ ہمارے لئے کافی نہیں ہو گا بلکہ ہمیں دیکھنا ہو گا اور ان لوگوں کو بے نقاب کرنا ہو گا جو آج بھی ان امن معاہدوں کی اہمیت کو نہیں سمجھ رہے ہیں اور آج بھی ان کو توڑوانے میں لگے ہوئے ہیں، ان لوگوں کو بھی بے نقاب کرنا پڑے گا۔ اسلئے میری آپ سے Request ہے کہ کسی مناسب وقت میں اس کے اوپر پورا سیشن ہونا چاہیئے اور اس پر ہم کھل کر بات کریں۔ جو پالیسی بھی حکومت کی اس وقت ہو گی امن کے بارے میں، انشاء اللہ ہم سارے لوگ مل کر ان کا ساتھ دیں گے۔ یہ جو گروپس ہیں، جو ہماری Writ کو چیلنج کرتے ہیں کہ کیا کیا نام یہاں لیے جا رہے ہیں، کون ہے جو ان کو Finance کرتا ہے؟ کون ہے جو ان کو پیسہ مہیا کر رہا ہے، کون ہے جو ان کی Backing پر ہے؟ اور آج الحمد للہ جناب سپیکر، موجودہ حکومت کی Efforts سے یہ مسئلہ کچھ حل دکھائی دے رہا ہے۔ اس کیلئے اور کوشش کریں گے اور ہم سارے دوست ان کے ساتھ انشاء اللہ تعاون کریں گے لیکن ہماری Law enforcement agencies پر بھی بڑی ذمہ داری اس وقت عائد ہوتی ہے، ان کو بھی ہمیں ساتھ ساتھ مضبوط کرنا ہو گا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ گروپ زیادہ مضبوط ہو جائے اور ہماری Law enforcement agencies، میں شکر گزار ہوں حکومت وقت کا کہ انہوں نے ایک بڑا پیسہ اس کیلئے مہیا کیا ہے لیکن یہ پیسہ تب ہی ٹھیک طرح خرچ ہو سکتا ہے کہ جناب سپیکر، کہ چیف منسٹر صاحب یا حکومت کوئی ایسی ٹاسک فورس بنائے جس میں عوامی نمائندے بھی شامل ہوں کہ جو اس پولیس کیلئے اور دوسری ایجنسیوں کیلئے جو اتنا بڑا پیسہ ہم نے بجٹ میں رکھا ہے، اس کا پتہ چل سکے کہ وہ کہاں خرچ ہوتا ہے؟ اور ان کو ٹارگٹ دیا جائے تاکہ وہ آپ کے ٹارگٹ Achieve کر سکیں۔ دوسرا بڑا مسئلہ اس وقت جو ہمیں درپیش ہے اور جس پر دوستوں نے بات کی ہے کہ وہ Food crisis کا ہے، آٹے کا مسئلہ ہے۔ پورے صوبے میں اس وقت ہر طرف لائنیں لگی ہوئی ہیں اور یہ مسئلہ اس حکومت کا پیدا کردہ نہیں ہے۔ اس حکومت نے آتے ہوئے بہت سے اچھے اقدام بھی کئے ہیں۔ یہ مسئلہ پچھلے کئی سالوں سے چلا آرہا تھا اور پچھلی حکومت نے اس پر بالکل توجہ نہیں دی۔ اب چونکہ جناب چیف منسٹر صاحب بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور وزیر خزانہ صاحب شاید باہر تشریف لے گئے ہیں۔۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> جاری رکھیں جی۔

جناب محمد جاوید عباسی: بس آپ کی توجہ، آپ جب مسکرا کر مجھے دیکھتے ہیں تو مجھ میں بات کرنے کا اور حوصلہ بڑھتا ہے تو جناب سپیکر، اس وقت جو بجٹ سپیچ ہمیں دی گئی ہے اور جو White documents جو ہمارے پاس ہیں، آج اس کو میں نے دیکھا ہے کہ ہماری ڈھائی کروڑ آبادی کیلئے تیس لاکھ ٹن گندم کی ضرورت ہے۔ بجٹ سپیچ میں وزیر خزانہ صاحب نے نشاندہی کی ہے کہ دس لاکھ ٹن گندم ہم Produce کرتے ہیں یا ہم پیدا کرتے ہیں، چوبیس لاکھ ٹن آٹا یا گندم ہمیں خریدنی پڑے گی۔ پھر اسلئے انہوں نے کہا ہے اور اپنے بجٹ میں انہوں نے سبسڈی بھی رکھی ہے دو ارب روپیہ اور باقی انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں پندرہ ارب روپیہ اس کیلئے چاہیئے، چودہ ارب روپیہ ہم نے وفاقی حکومت سے توقع کی ہوئی ہے اور شاید وفاقی حکومت نے اس مد میں ہمارے لئے کوئی پیسہ نہیں رکھا ہے تو میں اس ایوان میں یہ بات کر رہا ہوں کہ یہ Food crisis اس طرح رہے گا، یہ پیسے سبسڈی کی شکل میں ہمیں ہر صورت میں Pay کرنے ہوں گے اور چودہ ارب روپے ہم کہاں سے پورا کریں گے؟ اور اگر یہ چودہ ارب روپیہ فیڈرل گورنمنٹ ہمیں نہ دے سکی تو پھر شاید اس پر کٹ لگنا شروع ہو جائیں گے۔ جو ہمارا Developmental budget ہے، جو ہمارا دوسرا بجٹ ہے، ہم اپنے علاقوں میں آج کہہ دیں کہ یہ ترقی کا عمل اتنے پیسوں سے شروع ہو گا اس کیلئے شاید پریشانی ہو گی۔ اب الحمد للہ صوبے میں بھی حکومت ان لوگوں کی ہے جن لوگوں کی حکومت مرکز میں بھی ہے اور یہ سب سے اچھا وقت ہے کہ مرکز نے ہمارا پیسہ مانا ہوا ہے 110 ارب روپے اور یہ جو کیس ہے، سول جج کی عدالت میں اسلام آباد میں جو کیس ہے، اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اگر یہاں مرکزی حکومت کے ساتھ یہ معاملہ اٹھایا جائے، یہاں چیف منسٹر صاحب اور دوسرے جو ہمارے یہاں بڑے رہنما صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں اور دونوں جماعتوں کے لوگ ہیں، ان کے ساتھ یہ مسئلہ اٹھاتے ہیں، یہ سب سے اہم اور اچھا وقت ہے مرکز سے پیسہ لینے کا۔ ان کے پاس جائیں، انہیں کہیں کہ آپ نے مانا ہوا ہے، یہ پیسہ 110 ارب روپے جو آپ کے وفاق کے ذمے ہے بجلی کی مد میں صوبہ سرحد کا، اس میں فوری طور پر پندرہ ارب روپے کا بندوبست کیا جائے تاکہ یہ جو فوڈ کا کرائسز ہے، یہ کرائسز بڑھے گا تاکہ اس کو ہم قابو کر سکیں اور اگر ہماری اور اس معزز ایوان کی ضرورت پڑی تو ہم بھی انشاء اللہ اس جرگے میں ان کے ساتھ شامل ہوں گے اور وفاقی حکومت کے ساتھ بات کریں گے۔ یہ ایک بڑا کرائسز ہے اس وقت ہمارے صوبے کا، یہ پندرہ ارب روپے کی بات ہے جناب سپیکر، لہذا اگر اس معاملے کو اسی سٹیج میں، جناب فوڈ منسٹر صاحب بھی یہاں تشریف فرما ہیں، الحمد للہ وہ بھی اپنے لیول پر لگے ہوئے

ہیں، وہ بھی اپنی کوشش ضرور کریں گے لیکن یہ مجھے خطرہ ہے کہ یہ پندرہ ارب روپے اگر کوئی ہماری ڈیویلپمنٹ اور دوسری جو سکیمیں ہیں، ان سے کاٹ کر سبسڈی کیلئے نہ دیئے جائیں، جناب اس کا فوری طور پر بندوبست کیا جائے۔ Devolution آنے کے بعد یہاں اس طرح ہوا کہ Prices کے اوپر جناب سپیکر، کوئی چیک نہیں رہا۔ کوئی کنٹرولنگ باڈی ایسی نہیں ہے جو اس وقت اضلاع میں اور مختلف جگہوں پر جا کر چیک کر سکے۔ ہر طرف لوگوں کے اندر ایک خاص بے چینی ہے۔ ہر ایک ایریا میں کوئی جاتا ہے تو اس کی اور دوسرے ایریا کی قیمتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ جب Devolution نہیں تھا، لوکل گورنمنٹ آرڈیننس سے پہلے یہاں مجسٹریٹس ہوا کرتے تھے، وہ پرائس چیک کرتے تھے۔ لوکل گورنمنٹ کے سسٹم میں کوئی ایسا سسٹم دیا نہیں گیا جو پرائسز کے اوپر کنٹرول کر سکے۔ کچھ پاور فوڈ انسپکٹر کو اور جوڈیشل مجسٹریٹ کو دی گئی ہے۔ جوڈیشل مجسٹریٹ نے اب بازاروں میں۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: یہ Points ذرا نوٹ کر لیں، یہ بہت Important points ہیں، شکریہ۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی</u>: چونکہ ان کیلئے جانا، مارکیٹ میں جوڈیشل مجسٹریٹ جاتے نہیں اور پولیس کے ساتھ ان کا آپس میں کوآرڈینیشن بھی نہیں ہے تو میں جناب سپیکر، آپ کی وساطت سے Request کروں گا حکومت سے کہ ایسا Mechanism ہم ضرور کوئی Adopt کریں کہ پورے صوبے میں پرائسز کے اوپر ایک چیک ہو اور کنٹرول ہو سکے تاکہ غریب لوگوں کو جائز منافع کے ساتھ اچھی چیزیں مل سکیں۔ جناب سپیکر! چونکہ ہم ایک غریب صوبے سے تعلق رکھتے ہیں اور ہمارے وسائل کم ہیں، میں دیکھ رہا تھا کہ دنیا کے بہت سے ایسے ممالک ہیں جن کی میں یہاں مثال دے سکتا ہوں کہ جن کی پوری Economy آج Base کرتی ہے ٹورازم پر اور اس دفعہ ٹورازم پر کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی۔ میری یہ Request ہو گی کہ اللہ تعالیٰ نے صوبہ سرحد کو ایسے خوبصورت علاقے دیئے ہوئے ہیں، ہزارہ ڈویژن میں نتھیا گلی، کالا گلی، چھانگا گلی اور جناب سپیکر، ناران، کاغان کی وادیاں اور سوات میں امن لایا جائے تو اس سے خوبصورت علاقے اور کوئی نہیں ہیں ٹورازم کیلئے۔ بدقسمتی سے ایک ادارہ "گلیات ڈیویلپمنٹ اتھارٹی" کے نام سے بنا تھا جو اسلئے بنایا گیا تھا کہ گلیات میں جب Tourists جائیں گے، جو ٹاؤن شپ ہیں، ان لوگوں کی زندگیوں کو Uplift کرنے کے ساتھ ساتھ اس علاقے کی ترقی کیلئے وہ ایک منصوبہ بندی کرے گا لیکن وہ ادارہ بھی پچھلے پانچ سالوں سے کرپشن کی جڑیں بنا رہا ہے، کروڑوں روپے کی اس میں کرپشن ہوئی ہے۔ میں نے منسٹر صاحب سے بھی Request کی ہے، چیف منسٹر صاحب سے بھی

Request کی ہے کہ سب سے پہلے اس ادارے کی کرپشن منظر عام پر لائی جائے اور جن لوگوں نے کروڑوں روپے اس ادارے سے لوٹے ہیں، ان کا حساب اس اسمبلی کے سامنے پیش کیا جائے۔ اگر اس میں کوئی چیف منسٹر Involve تھا یا کوئی منسٹر Involve تھا یا اس کے ڈی جی Involve تھے، ان کے نام بھی یہاں سامنے لائے جائیں اور بتایا جائے کہ اتنا بڑا پیسہ اس قوم کا کس لئے خرچ ہوا ہے؟ اور جناب سپیکر، اس ادارے کی انکوائری NAB اور RAB میں بھی ہو رہی ہے لیکن وہ رپورٹ بھی میں چاہوں گا کہ آپ کے سامنے یہاں پر لائی جائے تاکہ قوم کو پتہ چل سکے اور ان معزز ممبران کو پتہ چل سکے کہ ایک ادارہ جو اس پارلیمنٹ نے بنایا تھا، اس پارلیمنٹ کے عہد کے نیچے بنا تھا اور جناب سپیکر، ایک بہت دلچسپ بات کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس آنے کے بعد تمام ڈیویلپمنٹ اتھارٹیز جو تھیں، وہ Devolve ہو گئی تھیں۔ The master of GDA، وہ ایک طرح Devolve ہو کر اپنے خاص مقاصد کیلئے اس کو صوبے میں لایا گیا ہے اور کرپشن اس میں کی گئی ہے، اس کا بھی میں ذکر کرنا انتہائی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر بھی توجہ دی جائے۔ نتھیا گلی اور گلیات ایک ایسا علاقہ ہے الحمد للہ جہاں پر ہر معزز ممبر کو اور سارے پاکستان سے لوگوں کو جانا ہوتا ہے لہذا یہ ادارہ اپنا ایسا کام کرے کہ ہم وہاں اپنے Tourists کو Facilitate کر سکیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کی تھکاوٹ بھی دیکھ رہا ہوں، ہیلتھ پر اور بہت سی اور باتیں تھیں، میں ان میں نہیں جاتا، آپ بار بار، مجھے یقین ہے، مجھے اس کا اندازہ ہے لیکن جناب قائد عوام صاحب فارغ ہو جائیں تو میں ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ اور ان کی توجہ بھی کروانے کے بعد آپ سے اجازت چاہوں گا۔

<u>جناب سپیکر:</u> (دوسرے رکن سے مخاطب ہو کر) جناب، بیٹھ جائیں اور ان کو ذرا توجہ دیں۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی:</u> جناب سپیکر صاحب! میرا تعلق اس علاقے سے ہے کہ ڈھائی، تین سال پہلے وہاں شدید زلزلہ آنے کی وجہ سے ایبٹ آباد، مانسہرہ، بٹگرام، کوہستان اور شانگلہ تک بہت بڑی قیامت گزری ان لوگوں کے اوپر اس سے بڑی قیامت شاید اس صدی میں لوگوں نے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھی ہو۔ باہر سے Loan Donor Agencies کا اور ممالک کا بھی بڑا مشکور ہوں کہ انہوں نے ہر فنڈ Tolerance کیلئے بھیجے ہیں۔ یہاں "ایرا" کے نام سے، "پیرا" کے نام سے، "ڈی آر یو" کے نام سے کئی ادارے بن گئے ہیں جن پر کروڑوں روپے خرچ ہو رہے ہیں لیکن بد قسمتی سے اس زلزلہ زدہ علاقے میں لوگ کسمپرسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آج بھی لوگ گھروں سے، آج بھی بچے سکولوں سے، آج بھی

ڈسپنسریوں اور بی ایچ یوز سے اور روڈوں سے محروم ہیں۔ میں آپ کے توسط سے، چیف منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ان سے Request کروں گا کہ یہ پیسہ ہمارے صوبے کے لوگوں کیلئے آیا ہوا ہے، یہ پیسہ ہمارے صوبے کے لوگوں کے اوپر خرچ ہونا چاہیے تھا اور خرچ ہونا چاہیے۔ تو جناب چیف منسٹر صاحب سے میری Request ہے کہ جب ہم "ایرا" یا "پیرا" والوں سے بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم آپ کی بات سنیں تو یہ سیاسی بات ہو جائے گی، یہ مسئلہ Politicize ہو رہا ہے۔ ہمیں لوگوں نے Elect کر کے بھیجا ہے۔ لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ ہمیں سڑکیں دو، ہمیں پانی دو، ہماری یہ مجبوریاں ہیں۔ جب ہم ان سے بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ سیاسی بات ہو جائیگی۔ دیکھیں، یہ پٹی ان کو کس نے پڑھائی ہوئی ہے کہ Elected لوگوں کو وہ یہ بات بتا رہے ہیں کہ آپ کی بات سننے سے اور آپ کا اس عمل میں شامل ہونے سے یہ سارا معاملہ سیاسی ہو جائے گا؟ سیاست کرنا اس ملک میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ لہذا مجھے چیف منسٹر صاحب سے Request ہو گی کہ جو ایرا کونسل بنی ہوئی ہے، کہ جو پیرا کونسل بنی ہوئی ہے، ان میں Elected لوگوں کو شامل کیا جائے۔ یہ پیسہ صوبہ سرحد کے Aligned departments کے لوگوں کے پاس آنا چاہیئے، ہمارے پاس۔ میں ایک مثال آپ کو دے رہا ہوں کہ انہوں نے جو Strategy بنائی ہے، اس میں ایرا نے کہا ہے کہ کوئی نئی روڈ ہم نہیں بنائیں گے، ساری جو Damaged پرانی روڈز ہیں، ان کو ٹھیک کریں گے اور اس کیلئے انہوں نے Consultant hire کیے ہیں، نیسپاک والے کے ہوئے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم اس کیلئے انٹرنیشنل سٹینڈرڈ روڈ بنائیں گے۔ اربوں روپے، کروڑوں روپے وہ اپنی فیس لے رہے ہیں اور ابھی تک کوئی Feasibility نہیں بنا سکے۔ چند دن پہلے Elected لوگوں کی ایک میٹنگ نئے ڈپٹی چیئرمین ایرا کے ساتھ ہوئی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ چیف منسٹر صاحب اپنے لیول پر اس معاملے کو اٹھائیں گے۔ وہ پیسہ جو نیسپاک اور ڈی آر یو، ان کے پاس کوئی Capacity اضلاع میں موجود نہیں ہے، وہ پیسہ آپ اپنے صوبے کی گورنمنٹ کے Disposal پر لائیں اور آپ کے پاس الحمدللہ ہر ضلع میں اپنے Aligned departments, C&W, Public Health and TMAs ہیں اور ہمارا C&W الحمدللہ کسی اور ادارے سے پیچھے نہیں ہے، ان کے ذمے یہ پیسہ لگائیں تاکہ وہ خرچ کر سکیں۔ پچھلے دو تین سال اس معاملے پر گزر گئے جو بچہ آج سکول سے باہر آگیا ہے، وہ کل پھر اگر سکول بن بھی گیا تو شاید واپس سکول میں نہ جا سکے اور اس طرح ہماری ایک پوری جنریشن

شاید تعلیم سے باہر رہ جائے۔ میری Request ہے چیف منسٹر صاحب سے کہ اس معاملے پر فوری توجہ کی ضرورت ہے اور اس میں وہاں کے Elected لوگوں کو بھی شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب، کم۔۔۔۔۔

جناب محمد جاوید عباسی: جناب چیف منسٹر صاحب اور وزیر خزانہ صاحب، جہاں آپ نے بجٹ میں بہت محنت کی ہے، اپنی ٹیم کو ساتھ لے کر بڑا کام کیا ہے۔ وہاں نتھیا گلی کے خوبصورت موسم کا بھی بڑا عمل تھا۔ آپ کو اس طرح کا ماحول مہیا کرنا اور نتھیا گلی کے اندر جو میٹنگز آپ نے کی ہیں، الحمد للہ اس کا فروٹ اب پورے صوبے کو ملے گا لیکن مجھے یقین ہے کہ جس مقام پر آپ بیٹھے ہیں، اس مقام کو بھی آپ نظر انداز نہیں کریں گے۔ ہو سکتا ہے بجٹ سپیچ میں وزیر خزانہ صاحب نے ہمارے لئے کوئی چیز رکھی ہو مگر ڈالنا بھول گئے ہوں اور مجھے یقین ہے ہمارے ساتھ ایسا ہی ہوا ہو گا لیکن میں توقع کرتا ہوں کہ وہ خوبصورت علاقہ جو آپ کی میزبانی کا ہمیشہ شرف حاصل کرے گا انشاء اللہ اور ہمیشہ وہ خوبصورت اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں جب آپ آکر انشاء اللہ کھائیں گے، آپ کو تروتازہ کریں گی۔ مجھے یقین ہے کہ اس علاقے کا حصہ بھی اس کے وقار کے مطابق آپ اس میں دیں گے۔ میری Request ہے جناب سے، میں پھر بہت مشکور ہوں کہ آپ نے ایجوکیشن میں، Specially آپ جو کیڈٹ کالجز بنا رہے ہیں، یہ بہت اچھی بات ہے۔ میری آپ سے درخواست ہو گی کہ ضلع ایبٹ آباد میں کوئی کیڈٹ کالج نہیں ہے، اگر کسی ایک اچھے مقام پر، جو ایجوکیشن سٹی کے نام سے پہچانا جاتا ہے، جس ایبٹ آباد کو سکولوں کا شہر کہا جاتا ہے، وہاں ایک اچھے کیڈٹ کالج کی کمی ہے اور میں جب معزز ایوان کے ممبران کے چہروں کو دیکھ رہا ہوں تو ہر ایک سپیکر صاحب سمیت ہاں کے ساتھ جواب دے رہا ہے کیونکہ ہر ایک کی خواہش ہے کہ میرا بچہ وہاں جاکر اچھے ماحول میں پڑھے۔ تو مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ جناب چیف منسٹر صاحب اور وزیر خزانہ صاحب میری اس مودبانہ گزارش پر ضرور غور فرمائیں گے۔ جناب سپیکر صاحب! میں آپ کا اور اس معزز ایوان کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا اور میرے دوستوں نے میری بات سنی۔ تھینک یو، صاحب۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: تھینک یو، عباسی صاحب۔ میاں افتخار صاحب! اگر کوئی میٹھی بات کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ۔۔۔۔۔۔

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): زۀ به اوس ستاسو د خاطره خبره اوکړم گنی ما خو وئیل چه نه به کومه۔

جناب سپیکر: ښه ده جی، بس بیا به چائیو له لاړ شو که۔۔۔۔۔۔

وزیر اطلاعات: او چائیو له جی زۀ تاسو لیږمه۔ تاسو باندے د عبدالاکبر صاحب خبرے خوږے لگیدے، ټول اختیارات ئے درکول۔ عبدالاکبر صاحب هم چرته په دے کرسئ یو زمانه کښے ناست وو نو مونږ د هغوی ډیر مشکور یو چه دومره په ښه انداز کښې ئے تاسو سره کمک اوکړو خو دا یوه خبره چه وزیرانو ته ډیر سهولتونه دی، چرے چه دے سپیکر وو، دا ئے نه وو وئیلی چه ما ته سهولتونه وو۔ نو خدائے د اوکړی چه خیر دے، دا زمونږ سهولتونه د خدائے دوئ ته هم ورکړی خو دا یوه خبره ضرور ده چه که مونږه د دے صوبے د غربت د خاتمے د پاره زمونږ د وزیرانو دا Facilities تاسو واپس اخلئ، مونږ رضاکارانه طور دے واپس کولو ته تیار یو۔ (تالیاں) مونږ د هغے سوچ او فکر سره تعلق لرونکی خلق یو، مونږ نن هم د هاسټل په یو کمره کښې اوسیږو۔ زمونږه هغه اکثریت وزیران چه کوم ځان سره ډرائیور او گن مین گرځوی، هغه هم ورسره هم په هغه کمره کښې هلته وخت تیروی۔ مونږه د هغے رهائیشونو عادت نه یو، د غټو بنگلو، د لویو بنگلو عادت نه یو۔ ښه غریب خلق یو، د دے لارو کوڅو خلق یو، په وزارت مو فخر نه دے، د دے ځائے په ممبرئ باندے او په خدمت مو فخر دے۔ (تالیاں) مهربانی جی۔

جناب سپیکر: ډیر ښه، میاں صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر صاحب! زۀ په دے سلسله کښې۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker: No cross talking. The sitting is adjourned till 4.00 p.m. this evening.

(ایوان کی کارروائی شام چار بجے تک کیلئے ملتوی ہو گئی)

دوسری نشست

صوبائی اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعۃ المبارک مورخہ 20جون 2008بمطابق 15جمادی الثانی 1429ہجری بعداز دوپہر چار بجکر پنتیس منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب ڈپٹی سپیکر، خوشدل خان ایڈوکیٹ مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اوراس کا ترجمہ

اعوذباللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُO لَهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ يُحْيِۦ وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌO هُوَ ٱلْأَوَّلُ وَٱلْأَخِرُ وَٱلظَّـٰهِرُ وَٱلْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌO هُوَ ٱلَّذِي خَلَقَ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ ٱسْتَوَىٰ عَلَى ٱلْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي ٱلْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنزِلُ مِنَ ٱلسَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌO لَّهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَإِلَى ٱللَّهِ تُرْجَعُ ٱلْأُمُورُO

ترجمہ: جو مخلوق آسمانوں اور زمین میں ہے خدا کی تسبیح کرتی ہے۔اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے۔(وہی) زندہ کرتا اور مارتا ہے۔اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔وہ (سب سے) پہلا اور (سب سے) پچھلا اور (اپنی قدرتوں سے سب پر) ظاہر اور (اپنی ذات سے) پوشیدہ ہے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے۔وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا۔ جو چیز زمین میں داخل ہوتی اور جو اس سے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اُترتی اور جو اس کی طرف چڑھتی ہے سب اس کو معلوم ہے۔اور تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے۔اور سب امور اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔صدق اللہ العظیم۔

سالانہ بجٹ برائے سال 09-2008 پر عام بحث

جناب ڈپٹی سپیکر: اب الحاج حبیب الرحمان تنولی صاحب، وزیر مال سے گزارش ہے کہ وہ بجٹ پر بات کریں۔

جناب حبیب الرحمان تنولی (وزیر مال): شکریہ، جناب سپیکر۔ میں سب سے پہلے، گزشتہ روز جو تقاریر ہوئیں، خصوصاً قابل احترام سابق وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد جناب اکرم خان درانی صاحب نے کچھ باتیں کیں، آج افسوس ہے کہ وہ نہیں ہیں لیکن ریکارڈ پر لانا میں ضروری سمجھتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ پچھلے وقتوں میں جو اے ڈی پیز تھیں، وہ اے ڈی پیز اپوزیشن رٹ کے ذریعے حاصل کرتی رہی۔ میری بیٹی ایم پی اے تھی جنرل سیٹ سے تو میرا وقت عدالتوں میں گزرا۔ کل انہوں نے ایک یہ بھی مطالبہ کیا جی کہ یہ پیسے بھی بڑھائے جائیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ آخری تعمیر سرحد پروگرام کے پیسے اور کچھ اور اے ڈی پیز تھیں، وہ انہوں نے چیف منسٹر ڈائریکٹیو کے ذریعے نوٹیفکیشن کر کے اپنے آدمیوں میں بانٹ دیئے اور جو اپوزیشن تھی، وہ دھری کی دھری رہی اور ہم سب عدالتوں کے چکر لگاتے رہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ دیکھتے ہیں کہ اس دفعہ جو چھ سات اے ڈی پیز باقی رہتی تھیں اور پچھلی حکومت کا وقت ختم ہوا تو جناب محترم وزیر اعلیٰ صاحب نے جو کچھ رہتا تھا، اس کو مساوی طور پر سب ایم پی ایز میں تقسیم کیا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی بڑائی ہے۔ بہت سی ایسی باتیں ہیں جو صبح کے اجلاس میں میرے دوستوں نے، بھائیوں نے کر دی ہیں، میں ان کو دہرانا نہیں چاہتا، صرف اتنا چاہتا ہوں کہ میں آپ کو مثال دوں کہ زلزلہ پر بات ہوئی، میرے ایک بھائی نے بات کی۔ زلزلہ ہمارے چار پانچ ڈسٹرکٹس میں ہوا اور وہاں پہ جو فنڈنگ ہے، وہ ایسی مشکلات میں ہے کہ ابھی تک گراؤنڈ پہ کچھ نہیں ہے، وہ چیف منسٹر صاحب کے نوٹس میں ہم پہلے بھی لا چکے ہیں اور پھر بھی لائیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ موجود حکومت نے اقتدار سنبھالتے ہی امن وامان پہ توجہ دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو جرگے منعقد کئے اور جو اس صوبے میں ہماری ضرورت ہے امن وامان کی، اس پہ پوری طرح توجہ دی گئی، جس کو بھی ہم Appreciate کرتے ہیں اور تائید کرتے ہیں۔ اس کے بعد میں بجٹ کی طرف آتا ہوں کہ بجٹ اصل میں تو حکومت کی آمدن اور خرچ کا ایک اندازاً تخمینہ میزانیہ ہے اور جو آمدن ہے، اس کو جس طریقے سے حکومت خرچ کرتی ہے، وہ اسمبلی میں سامنے لاتی ہے۔ یہ ایک آئینی تقاضا بھی ہے۔ جن چیزوں سے ہمارے صوبہ کو، جو کہ ایک غریب صوبہ ہے اور جن مدات سے ہمیں پیسے ملتے ہیں، اس میں فیڈرل گرانٹس ہیں، Divisible pool ہے، ہائیڈل

پاور کا ہمارا شیئر ہے، گیس اینڈ آئل کا شیئر ہے، بیرونی Assistance ہے، قرضے ہیں اور ہمارے اپنے وسائل ہیں، یہ آپ بجٹ کی Books میں دیکھ رہے ہیں کہ یہ چیزیں شامل ہیں۔ پھر جی بجٹ کا جو سب سے بڑا خرچہ ہے، وہ ہمارے سرکاری ملازمین کی تنخواہیں ہیں، دفتروں کے خرچے ہیں جو Un-avoidable ہیں، وہ پیسے نکالنے کے بعد اس میں مثلاً سرکاری ملازمین کی تنخواہیں بھی ہیں، قرضوں کی واپسی بھی ہے اور امن وامان کی اس دفعہ کی پوزیشن کے حوالے سے زیادہ پیسوں کا خرچہ بھی ہے اور کچھ لازمی ادائیگیاں بھی ہیں اور تنخواہوں میں اضافہ بھی ان ہی مدات میں آتا ہے، اس لحاظ سے Developmental side میں تک آنا بھی ایک نیچرل امر ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حکومت نے ترجیحات کیا مقرر کی ہیں، ہمارے مسائل کیا ہیں، لوگوں کی ضروریات کیا ہیں؟ میں مختصراً یہ عرض کروں کہ ہماری بنیادی جو ضروریات ہیں، اس میں پہلا فوڈ ہے، ہیلتھ ہے، اس کے بعد ایجوکیشن ہے، پینے کے پانی کے ہمارے مسائل ہیں، روڈز ہیں اور بجلی کا حصول ہے۔ اس کے علاوہ سوشل سیکٹرز اور بھی بہت سے ہیں، خواتین ہیں، بچے ہیں، میں آگے اس پہ آؤنگا لیکن بنیادی طور پر ہم نے دیکھنا ہے کہ آیا یہ جو مسائل ہیں، حکومت نے ان کو Address کیا ہے؟ جو پیسے لازمی اخراجات سے بچے ہیں، Developmental side پر انہوں نے لگائے ہیں؟ اور دیکھنا یہ ہے کہ آیا وہ پیسے ان Issues کو Address کرنے پہ خرچ کئے ہیں؟ اس میں یہ آپ سے گزارش کروں کہ بجٹ کی Proposal کو آپ ملاحظہ فرمائیں تو ان میں Ownership کو بھی دیکھیں اور یہاں چاہیئے تو یہ کہ تنقید کی بجائے Proposals دیں۔ بجٹ میں تبدیلی کیلئے کوئی Proposal آئے تو حکومت کو اس پہ غور کرنا چاہیئے۔ فوڈ کے مسئلے میں، جو پہلا ہمارا مسئلہ ہے فوڈ کا ہے، اس میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ اسکو بجٹ میں پوری طرح Address کیا گیا ہے، اس کو Better management کی طرف لایا گیا ہے، اس میں Weekly procurement کی بات کی گئی، اس میں حکومت نے Fair price shops کھولی ہیں، یوٹیلیٹی سٹور یونین کونسل لیول پہ اور فرنچائزڈ دو کلو میٹر تک انہوں نے کھولے ہیں تاکہ لوگوں کو Door step پہ یہ چیزیں ملیں اور اسی میں دو بلین روپے کی سبسڈی بھی دی ہے جس سے آدمی یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ جو ہمارا بنیادی نکتہ ہے، فوڈ کی جو Deficiency ہے، اس کو ہم نے اور طرح بھی Address کیا ہے۔ اس کی مثال میں یوں دونگا کہ اپنی پیداوار گندم کی بڑھانے کیلئے ایگریکلچر کو آپ دیکھیں گے تو ایگریکلچر میں بہت سے 'Heads' دیئے ہوئے ہیں کہ اس کو کس طرح Improve کیا جارہا ہے؟ میں آگے تھوڑا سا ٹائم لونگا، پھر Water پہ کافی توجہ دی گئی ہے کہ ہم کتنی مزید زمین کو زیر آب لا سکتے ہیں

تاکہ آبپاشی کے ذریعے ہم مزید گندم پیدا کر سکیں اور اس Issue کو Address کر سکیں۔ ڈیمز کا حوالہ دیا گیا ہے، نئے چینلز اس میں دیئے گئے ہیں اور ایریگیشن کے آپ سائز کو دیکھیں، ایریگیشن میں جو Allocation کی گئی ہے اور ایگریکلچر میں جو Allocation کی گئی ہے، اس کو بھی آپ غور سے دیکھیں تو کافی اس کو Address کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ہیلتھ سیکٹر پہ میں آتا ہوں کہ اس میں کس طرح حکومت نے اس بنیادی ضرورت کو Address کیا ہے اور صوبے کے تمام بڑے ہسپتالوں میں اچھی خاصی رقوم فراہم کی گئی ہیں؟ ساتھ ہی ضلعی ہسپتالوں پر توجہ دی گئی، نئے اپ گریڈیشن سکیمز دی گئیں ہیں مثلاً بی۔ ایچ۔ یو سے آر۔ ایچ۔ سی، آر۔ ایچ۔ سی سے ہاسپٹلز اور سول ڈسپنسریز اس میں شامل کی گئی ہیں۔ نئے پندرہ بی۔ ایچ۔ یوز شامل کئے گئے ہیں تو اس طرح یہ ایک بڑا Volume اس بجٹ کا حصہ بنتا ہے۔ اس کے علاوہ پشاور پہ کل بھی بات ہوئی، آج بھی بات ہوئی تو پانچ سو بیڈز کا "بے نظیر بھٹو ہاسپٹل" جو تعمیر ہو رہا ہے پشاور میں، یہ پیسہ جدھر سے بھی ہے، گورنمنٹ اس کو بنا رہی ہے تو یہ پشاور کا ہم سب کا ہاسپٹل ہو گا۔ اس طرح یہ ایشو بھی تقریباً تقریباً Address کیا ہے حکومت نے۔ ایجوکیشن پہ آتے ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ اس میں On-going projects پہ خاصی رقم رکھی گئی ہے تاکہ ان کو مکمل کیا جائے۔ پھر اس کے ساتھ نئے بیس کالجوں کا قیام اس میں دکھایا گیا ہے۔ تعلیم پہ غور کیا گیا ہے، سو نئے ہائی سکولز بن رہے ہیں، سو نئے مڈل سکولز بن رہے ہیں، دو سو پرائمری سکولز بن رہے ہیں۔ اس کے علاوہ نئے کمرہ جات ہیں، سکولوں کی چار دیواریاں ہیں، Improvement ہے اور لیٹرین وغیرہ کی تعمیر ہے، مرمت اور Renovation ہے اور طلباء اور اساتذہ کیلئے Incentives اس میں دیئے گئے ہیں، میں صرف High-light کرتا ہوں۔ تو اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ کے حجم کو دیکھیں تو اچھا خاصا ایجوکیشن کو انہوں نے دیا ہے۔ پھر ادھر ہم پینے کے پانی کی بات کرتے ہیں تو یہ اس صوبے کے عوام کا حق ہے کہ ان کو پینے کا صاف پانی ملے۔ اس میں جناب والا، نئے ٹیوب ویلز اور ڈگ ویلز شامل کئے گئے ہیں، سو نئی پینے کے پانی کی سکیمیں شامل ہیں۔ پھر تعمیر سرحد پروگرام میں رقم رکھی گئی ہے جو ایم پی ایز حضرات اپنے وسائل سے چھوٹی چھوٹی سکیمیں دے سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی جو خاصی رقم ڈسٹرکٹ گورنمنٹس کو دی گئی ہے، وہاں پر بھی نمائندے بیٹھتے ہیں وہ پینے کے پانی کے ایشو کو Address کریں گے۔ پھر جناب سپیکر صاحب، روڈز ہمارا ایک سیکٹر ہے، روڈز میں اگر آپ دیکھیں تو چھ سات روڈز، ابھی اسکے ٹینڈر لگ رہے ہیں اور نئے سال کی اس دفعہ پھر انہوں نے اچھی خاصی رقم رکھ دی ہے، پلوں کی تعمیر کیلئے پیسے رکھے

ہیں تاکہ یہ Development ہو سکے۔ ایک منصوبہ میں نے اور دیکھا ہے کہ ملاکنڈ کو متبادل راستے کیلئے پیسے رکھے گئے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ ٹائم بھی بچائے گا اور لوگوں کیلئے سہولت بھی پیدا کرے گا۔ اسی طرح اگر آپ دیکھیں تو پاؤر پر انہوں نے توجہ دی ہے، اپنے صوبے کے اندر جہاں جہاں پہ ان کے وسائل ہیں، وہاں پہ ان کو ترقی دینے کی کوشش کی ہے اور ساتھ ہی ساتھ جو ہمارا حصہ بنتا ہے سنٹر میں ہائیڈل پاؤر کا یا گیس کا یا آئل کا تو جو پیسہ واپڈا سے ہمیں مل رہا ہے، ان سے ہمیں مزید لانے کی ضرورت ہے۔ بلکہ پہلے بھی اپوزیشن نے تعاون کیا ہے اس معاملے میں، اب بھی میری گزارش یہ ہوگی کہ اس پہ ایک مشترکہ ہمارا فورم ہونا چاہیئے کہ ہم مرکز سے اپنے حقوق کیلئے آگے بڑھیں۔ مثلاً چھ ارب روپے تقریباً پچھلے تین چار سالوں سے مسلسل وہ ہمیں دے رہا ہے لیکن ہمارے اب بھی بقایاجات ہیں انکے پاس کافی تو اس پہ ہمیں ایک مشترکہ لائحہ عمل طے کرکے، اپوزیشن اور ٹریژری بنچز کا مشترکہ لائحہ عمل ہو کہ ہم اس پر آگے بڑھیں۔ اس کے علاوہ جناب والا، آپ اگر یہ ملاحظہ فرمائیں تو سوشل ویلفیئر سیکٹر میں زون پروگرامز کیلئے پیسے رکھے گئے ہیں۔ جنگلات آپ دیکھیں تو ہماری بنیادی ضرورت ہے اور جنگلات کی بیدریغ کٹائی ہوئی ہے پچھلے وقتوں میں، اس وجہ سے اس کو Focus کیا گیا ہے۔ بجٹ کا جو Volume ہے، وہ بھی کافی ہے تو اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ اچھا خاصا اس کو بھی Address کیا ہے۔ ایک بات یہاں پر یہ ہوئی کہ گندم کیلئے جو سبسڈی ہے، وہ کم رکھی گئی ہے اور اس کیلئے سنٹر سے اگر پیسے نہ ملے تو کیا ہوگا؟ تو میں نے ان Books کو دیکھا ہے، اس میں ایک ایسا Amount بھی ہے جس کا متبادل Arrangement حکومت نے کیا ہے کہ اگر پیسے نہ ملے تو ہم اپنا بندوبست کرسکیں لیکن ہمارا Focus یہ ہے کہ گندم کی سبسڈی اگر کم ہوتی ہے تو وہ ہم مرکزی حکومت سے حاصل کریں۔ مجھے یقین ہے کہ چیف منسٹر صاحب اپنی ٹیم کے ساتھ یہ سبسڈی حاصل کرنے میں کامیاب ہونگے۔ آخر میں ایک گزارش کرونگا کہ بجٹ میں اگرچہ ہمارا حصہ ہے، میں ہزارہ کی بات کرتا ہوں، آخر ہزارہ سے ہم بیس سے زیادہ لوگ یہاں پہ بیٹھے ہیں اور 25% ہزارہ کی آبادی ہے، آج صبح ہماری آپس میں میٹنگ بھی ہوئی کہ ہم اس پر بیٹھ کر بات کریں کہ بجٹ میں 25% ہزارہ کیلئے Facilities، ہزارہ کیلئے فنڈز کی بات چیف منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر کریں گے، تقریباً نزدیک نزدیک ہے لیکن As a matter of right میں سمجھتا ہوں کہ ہزارہ کا یہ حق ہے اور اس کو ملنا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ساتھ جس طرح جو ماحول Develop ہوا ہے، اس اسمبلی کے آنے کے بعد سے اپوزیشن نے بھی گورنمنٹ کا ساتھ دیا ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ اپوزیشن کی بہتر تجاویز کو

بجٹ میں شامل کیا جائے اور یہ فضاء آگے ہم لیکر چلیں تاکہ یہ صوبہ ہمارا جو پسماندہ ہے، جس میں امن و امان کا مسئلہ ہے، جس میں خوراک کا مسئلہ ہے، جس میں غیر ترقی یافتہ علاقوں کا مسئلہ ہے تو اس کو ہم مل بیٹھ کر وسائل مہیا کریں اور ان کے پرابلمز دور کریں، امن و امان بحال کریں اور ان کیلئے خوشحالی لائیں۔ بہت شکریہ، جناب سپیکر۔ بہت مہربانی۔(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی، شکریہ۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ اس دوسری نشست میں چیف منسٹر صاحب بھی تشریف فرما ہیں اور ساتھ ہمارے قائد حزب اختلاف، اکرم درانی صاحب بھی موجود ہیں، بہت خوشی کی بات ہے۔ میں تمام معزز ممبران، ارکان سے درخواست کرونگا کہ زیادہ سے زیادہ دس منٹ And speech should be brief and concise on the point. اب ہمارے معزز ممبر اکرم خان درانی صاحب نے چٹ بھیجی ہے اور اس میں وہ پانچ منٹ وقت مانگتے ہیں کہ میں کچھ ضروری معاملے پر بات کرونگا تو لہذا میں ان کو اجازت دے دیتا ہوں کہ وہ بولیں۔

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محترم سپیکر صاحب، ستاسو ډیرہ مننه۔ زۀ د دے ایوان او د حکومت په مخکښ۔۔۔۔

آوازیں: اردو میں بات کریں۔

قائد حزب اختلاف: اچھا میں اس معزز ایوان اور حکومت کے ذمہ دار، چونکہ چیف منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں، ایک انتہائی اہم اور نازک مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ کل ہمارے قائد حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب ایک انتخابی جلسے کیلئے دیر جا رہے تھے، چونکہ وہاں پر الیکشن ہے، جب وہ خال پہنچے تو خال کے مقام پر کسی نے، جماعت کا ایک قافلہ بھی تھا، تو راستے میں انہیں کسی نے بتایا کہ آگے کچھ لوگ نکلے ہیں، لوڈ شیڈنگ کا مسئلہ ہے، اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس روڈ سے نہیں بلکہ دوسری طرف روڈ پہ جائیں کہ ایک انتہائی ذمہ دار شخصیت ہیں۔ وہاں پر انہوں نے لوگوں کے احترام کو دیکھا کہ یہ ان کی رائے ہے، جماعت کی بھی تھی، ان کی اپنی بھی تھی اسلئے انہوں نے راستہ تبدیل کر کے دوسرے راستے سے جانے کی کوشش کی۔ پھر جب ان کو پتہ چلا کہ انہوں نے راستہ تبدیل کر دیا ہے تو وہ لوگ فوری طور پر دوسری طرف سے وہاں پر آئے اور وہاں پر رکاوٹیں کھڑی کر دیں۔ وہاں پر ہماری جماعت کے ذمہ دار لوگوں نے بھی درخواست کی لیکن ان لوگوں نے بات نہیں مانی۔ پھر ہم نے اسی وقت یہ بھی معلوم کیا کہ ان لوگوں کا رات سے کوئی ایسا شیڈول نہیں تھا کہ لوڈ شیڈنگ کا وہاں پر احتجاج کرنے کا پروگرام ہوگا۔ جب

ہم نے معلوم کیا تو وہ جماعت اسلامی کے ورکرز اور اس کے اہم ذمہ دار لوگ نکلے چونکہ جماعت اسلامی ایک طرف تو بائیکاٹ کر رہی ہے، الیکشن میں حصہ نہیں لے رہی ہے اور دوسری طرف جو میرے ساتھ ان کے وزیر صحت تھے، عنایت اللہ خان، ان کا بھائی انور خان الیکشن لڑ رہا ہے اور پھر وہاں پر انہوں نے بینرز بھی لگائے ہیں کہ سراج الحق کی طرف سے یہ پیغام ہے اور قاضی صاحب کی طرف سے یہ پیغام ہے۔ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ اگر وہ پشیماں ہیں کہ ہم نے الیکشن میں حصہ نہیں لیا، اگر وہ چاہیں تو اب بھی لیں، ان کی اپنی مرضی لیکن اس صوبے میں ایسی روایات نہیں ہیں، میں نازک مسئلہ اسلئے سمجھتا ہوں کہ ہر پارٹی کی ہر جگہ اپنی ایک حیثیت ہے اور اس کے اپنے ورکرز ہیں، وہ کسی کو بھی وہاں رکوا سکتے ہیں اور کسی کی عزت کو بھی اچھال سکتے ہیں لیکن یہ پختون روایات کا حصہ نہیں ہے۔ اگر اس روایت کو جاری رکھا گیا تو کسی پارٹی کے سربراہ کو کسی ضلع میں وہ عزت نہیں ملے گی جو جمہوریت نے دی ہے، ہمارے معاشرے نے ان کو ایک مقام دیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ وفاقی گورنمنٹ کے انتہائی اہم ذمہ دار لوگوں نے خود رات کو مولانا فضل الرحمان صاحب کو فون کیا لیکن ہماری اپنی روایات کے حامل لوگ، ہماری اپنی حکومت کے کسی فرد نے بھی یہ زحمت گوارا نہیں کی کہ مولانا فضل الرحمان صاحب کون ہیں، ان کی حیثیت کیا ہے اور اگر انکے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو یہ پختونوں کی زمین کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ تو ایک تو مجھے افسوس ہے صوبائی گورنمنٹ کے رویے پر کہ یہاں پر اگر اس حد تک کوئی مسئلہ پیش آ جائے تو اس پہ فوری طور پہ صوبائی گورنمنٹ کے ذمہ دار شخصیت کی طرف سے فون بھی جانا چاہیئے تھا اور وہاں پر ایڈمنسٹریشن کو صحیح اقدام اٹھانے کی تلقین بھی کرنی چاہیئے تھی۔ میں وہاں پر ضلعی ایڈمنسٹریشن کے رویے کی مذمت کرتا ہوں، وہاں پر انہوں نے ایک عام سی ایف آئی آر شاید درج کی ہے یا نہیں کی ہے، دس بارہ لوگوں کو، جو کہ معلوم ہیں کہ وہ جماعت اسلامی کے لوگ ہیں، انہیں حراست میں بھی لیا گیا لیکن وہاں کی ایڈمنسٹریشن اتنی کمزور ہے جناب سپیکر صاحب، کہ تھانے میں حوالات کی بجائے ان لوگوں کو گھروں میں رکھا گیا۔ میں چیف منسٹر صاحب سے ریکویسٹ کرونگا اور صوبائی حکومت کے ذمہ داران سے کہ وہاں کی انتظامیہ کی اس غفلت کہ ایک مجرم کو حوالات کی بجائے گھر میں آرام سے سونے پر اس کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ جو بھی وہاں پر ضلع کا ذمہ دار ہے، اس کے خلاف بھی ایکشن لیا جائے اور وہاں پر ان لوگوں کے خلاف عام مقدمات نہیں، میں آج اسلئے اس ایوان میں بات کر رہا ہوں کہ اگر یہ روایت چل پڑی تو پھر اس صوبے کا ہمارا جو ایک کلچر ہے، اس کو تباہ کرنے کی طرف ایک قدم ہے۔ تو مجھے یہی امید ہے کہ فوری طور پر ان لوگوں کو بھی

جو کہ کسی کے حوالے سے کہ انہوں نے کہا کہ عام مقدمات تھے، رات کو گھروں میں رہے اور صبح قاضی نے انہیں Bail out کیا یا کسی طرح، یہ تو دہشت گردی ہے، یہ تو انتہا پسندی ہے کہ اگر اس طرح کے لوگوں کی بھی عزت اچھالیں، آپ ان پر پتھراؤ کریں، وہاں پر کئی گاڑیاں خراب ہوئی ہیں، موقع پر ٹوٹی پھوٹی ہیں۔ وہاں پر ہمارے کارکن زخمی ہیں لیکن اس کے بعد اس پر خاموش تماشائیوں کی طرح بیٹھنا، میرے خیال میں یہ ایک سنگین غلطی ہے۔ مجھے ابھی گورنمنٹ کی طرف سے ایک بات اگر آجائے اور اس پر میری تسلی ہو جائے، اپوزیشن کے میرے جو ساتھی ہیں، ان کی تسلی ہو جائے ورنہ پھر ایسی جگہ ہم نہیں چاہیں گے کہ بیٹھیں جس جگہ ایسے لوگوں کے احترام کی بات کو نظر انداز کیا جائے تو ابھی میں دیکھ رہا ہوں گورنمنٹ کی طرف سے جواب کو، کہ وہ مجھے کس انداز سے جواب دیتے ہیں؟ ورنہ اس کے بعد میرے خیال میں میرا بیٹھنا یہاں پر اس ہاؤس میں، میں مناسب نہیں سمجھتا ہوں کہ اس انداز میں بیٹھوں اور پھر ہم خود سوچیں گے اور اگر ہم خود سوچیں تو آپ دیکھیں کہ اس کا پھر کیا حال ہوگا؟ تو مجھے امید ہے کہ گورنمنٹ میری بات کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گی اور اس پر جو میری اپنی، میں جانتا ہوں بلکہ وہ مجھ سے بہتر جانتے ہیں، ذمہ دار ہیں تو اسی طرح کے ایکشن لینے کی مجھے توقع ہے۔ سپیکر صاحب، میں آپ کا مشکور ہوں، مجھے معلوم ہے کہ بجٹ اجلاس ہے، آپ نے مجھے موقع دیا، مہربانی۔

Mr. Deputy Speaker: Thank you, Durrani Sahib.

جناب امیر حیدر خان (وزیر اعلیٰ): بسم الله الرحمن الرحیم۔ محترم سپیکر صاحب، ستا سو مشکور یم چه تاسو موقع راکړه۔ زمونږ مشر اکرم خان درانی صاحب د یو واقعے ذکر اوکړو چه پرون کوم په دیر کښې شوے دے۔ نن اخبار کښې د هغے واقعے تفصیل راغلے وو او هغے کښې په یو اخبار دوه کښې یو خوا د دے واقعے تفصیل راغلے وو او بل خوا ورسره بعضے خلقو د هغے تردید کړے وو چه داسے څه واقعه نه ده شوے۔ ما وئیلی دی چه زهٔ نن سیشن کښې به د وقفے نه پس درانی صاحب سره صلاح کومه، هغوی نه به ځان پوهه کړم خو اتفاق خبره دا وه چه درانی صاحب وختی تشریف نه وو راوړے، اوس راغلل او اوس دوئ دا خبره هم اوکړه نو زهٔ تش دومره گزارش کول غواړم جی چه مولانا فضل الرحمان صاحب نه صرف دا چه د جمیعت مشر دے بلکه زما په خیال د هغوی یو داسے شخصیت دے او د هغوی یو داسے کردار دے او د مشرانو د وخته چه هغه زمونږ د ټولو مشر دے او مونږ د هغوی په مشرئ باندے فخر کوؤ مونږ ټول او دا تسلی دوئ له

ورکول غواړمه چه هر څوک چه په دے کښې ملوث وی، که دوئ ایف آئی آر کړے وی، د دوئ ملګرو او By name کسان په هغے کښې یاد شوے وی نو بالکل د هغوی خلاف به هم مکمل کارروائی کیږی او که By nameنه وی یاد شوی نو دومره مهربانی به اوکړ ئ چه بیا مونږه به لږ پوهه کړئ چه په هغے کښې څوک ملوث وو؟ بالکل هر چا چه دا حرکت کړے دے، غلط حرکت ئے کړے دے۔ مونږه مذمت کوؤ، تش بحیثیت وزیراعلیٰ زهٔ د دے مذمت نه کوم بلکه بحثیت د یو پښتون زهٔ د دے مذمت کوم او دا یقین دهانی دوئ له ورکوم چه انشاءاللّٰه د دے به مونږ مکمل مکمل تپوس کوؤ، هم د انتظامیے نه، هم د هغے خلقو نه چه کوم په دے کښې ملوث دی۔ (تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب حیات خان۔

جناب حیات خان: بسم اللّٰه الرحمن الرحیم۔ سابقه وزیر اعلیٰ صاحب، محمد اکرم خان درانی صاحب چه د کومے مسئلے طرف ته د ایوان توجه اوګرځوله، په هغے باندے زهٔ افسوس کوم خو چونکه دا واقعه زما په حلقه کښې شوے ده نو دا معزز ممبران په دے لږ شانتے بریف کول غواړمه۔ مولانا صاحب زمونږه د پاکستان په سطح باندے قائد دے، مشر دے او زمونږه عزتدار دے۔ دا د لوډ شیډنګ خلاف چه کومه مظاهره وه، دا تقریباً د یو هفتے نه مخکښې شیډول وه او دا د یو پارټۍ نه وه بلکه دا د ټولو پارټیانو په مشترکه یو احتجاجی جلوس وو۔ بیا چه دوئ په دے بل طرف باندے څنګه چه دوئ ذکر اوکړو، تلی دی نو د دوئ سره د مدرسے طالبان وو، د هغے طرف نه هم دغه شان د کشرانو جلوس وو Already د مخکښې نه۔ هغه طالبان تلی دی او هغه کسانو سره مشت ګریبان شوی دی او په دغے باندے "تو تو میں میں" راغلے دے۔ بیا د هغوی د دغه ضلع کوم صدر چه د جمیعت علما ئےاسلام دے، د هغوی ګاډی ته نقصان په هغے کښې رسیدلے دے، په هغے زهٔ افسوس کومه خو چونکه دا مظاهرین، کوم مشران چه وی، هغوی سره چه کوم کشران وی، دا اصل کښې مظاهره وی، په هغے کښې هغوی کنټرول نه شی کولے نو په هغے مونږ ته افسوس دے چه د پاکستان په سطح باندے زمونږ د یو عظیم لیډر بےعزتی شوے ده او زما په خاوره باندے شوے ده، ما ته پرے افسوس دے خو باقاعده د هغه ځائے پولیس د

هغوی خلاف ایف۔آئی۔آر درج کړے دے۔ باقاعده هغوی هلته په حوالات کښی شپه تیره کړے ده بیا نن Bail out شوی دی پاکستان د قانون مطابق، سول جج هغه کړی دی نو دغه ستاسو د ریکارډ درستگی د پاره ما دا خبره کوله۔ وآخرالدعوانا ان الحمدلله رب العالمین۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو۔اب جناب غلام محمد صاحب، ایم پی اے۔جی تنولی صاحب۔

جناب حبیب الرحمان تنولی(وزیر مال): منور خان صاحب، ایم پی اے نے اپنے حلقے، لکی کا ایک حوالہ دیا تھا کہ رات کو سیلاب سے آدمی ایک مر گیا ہے اور دو زخمی ہوئے ہیں اور کچھ مکانات کو نقصان ہوا ہے تو وہاں صبح پھر ڈی۔سی۔او صاحب نے تیس عدد خیمے ان کو فراہم کئے اور دوائیوں و دیگر ضروریات کے بارے میں ابھی بھی میٹنگ جاری ہے۔ مرنے والے کو ایک لاکھ روپیہ اور دو شدید زخمیوں کو پچاس پچاس ہزار روپے کے چیک جاری بھی کئے جا چکے ہیں۔۔ شکریہ جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، جناب عنایت اللہ صاحب۔

جناب عنایت اللہ خان جدون: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر صاحب! میں آپ کا مشکور و ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ کے سیشن میں بولنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے تو فنانس منسٹر صاحب، ہمایون خان صاحب کو اور ہمارے ہر دلعزیز نوجوان وزیر اعلیٰ امیر حیدر خان ہوتی صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑے کم عرصے میں، بڑے محدود عرصے میں یہ بجٹ یہاں پر پیش کیا اور بڑی محنت کیساتھ تیار کیا۔ مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ ان کے پاس شاید اتنی گنجائش یا اتنی Freedom نہیں تھی کہ وہ بہت سی چیزیں اپنی مرضی سے کر سکیں کیونکہ میں نے جو بجٹ اور اے ڈی پی سٹڈی کی ہے، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً پینسٹھ، ستر فیصد On going projects جو تھے، ان کو مکمل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور کچھ نئے پراجیکٹس اس میں ڈالے گئے ہیں۔ چونکہ بجٹ سے پہلے ہم سے اس بارے میں کوئی تجاویز نہیں لی گئیں، شاید ہم اپنے علاقوں کے مطابق ان کو کچھ بہتر تجاویز دے سکتے اور اس میں کوئی ان کی مدد کر سکتے، بہر حال میں جو تجاویز ابھی پیش کر رہا ہوں، جیسا کہ مجھ سے پہلے کسی فاضل دوست نے، شاید گنڈاپور صاحب نے کہا تھا کہ بجٹ میں جو پرنٹ ہو گیا، سو پرنٹ ہو گیا، اب تبدیل کرنا مشکل ہے، تو آئندہ کیلئے اس میں کوئی بہتری آسکے تو میں مشکور ہونگا کہ میری جو تجاویز ہیں، ان کو نوٹ کیا جائے۔ میں سب سے پہلے اکرم خان درانی صاحب کی طرف سے اٹھائے گئے پوائنٹس کی تائید کرتا ہوں کہ جو Elected Members کے Disposal پر

فنڈز ہوتے ہیں، وہ فنڈ ایک کروڑ روپیہ غالباً رکھا گیا ہے اور موجودہ مہنگائی کے دور میں اور High inflation کے وقت میں ایک کروڑ روپیہ شاید بہت ہی قلیل رقم ہوگی جس سے ہم اپنے حلقے، اپنے علاقے کے لوگوں کو، اپنے ووٹرز کو، اپنے سپورٹرز کو مطمئن کرسکیں اور اس صوبے کے لوگوں کی خدمت کرسکیں۔ میری اس میں رائے اور گزارش یہ ہے کہ یہ کم از کم ڈھائی سے تین کروڑ روپیہ ہونا چاہیے اور اگر ڈھائی، تین نہیں کرسکتے تو جتنا اکرم خان درانی صاحب نے دو کروڑ روپے کی ریکویسٹ کی ہے، کم از کم وہ تو کریں کہ جس سے ہم نے پورا سال یہ پیسہ چلانا ہے اور اس سے کام کرنا ہے۔ مجھے اس بات کا بھی اندازہ ہے کہ یہ ایک غریب صوبہ ہے اور شاید زیادہ بوجھ نہیں اٹھا سکتا لیکن بہت سی ایسی چیزیں میری نظر سے گزری ہیں جن کیلئے بہت سا پیسہ رکھا گیا ہے تو یہ ممبران جو اس اسمبلی کا حصہ ہیں، ان کیلئے بھی اگر پیسوں میں اضافہ کیا جائے تو وہ زیادہ بہتر ہوگا۔ اس کے علاوہ امبریلا سکیمز کا جو سسٹم ہے، مجھے کافی Confusion ہوئی کیونکہ میری پہلی بار تھی، میں نے Budget document کو جب پڑھا تو مجھے کافی Confusion ہوئی کہ ہم نے جو اے ڈی پیز بناکر بھیجیں اور پچھلے ڈیڑھ ماہ سے جن چیزوں پر ہم محنت کررہے تھے، ان کا کوئی ذکر نہیں تھا اور امبریلا سکیمز تھیں تو جب اس کے بارے میں ساتھیوں سے مشورہ کیا اور پوچھا تو اس بات پر میری رائے یہ ہے کہ خود وزیراعلیٰ صاحب ہمارے Dynamic آدمی ہیں، ان کے ساتھ ایک Dynamic team ہے، وہ Change لانا چاہ رہے ہیں، بہتری کی طرف جانا چاہ رہے ہیں تو یہ فرسودہ امبریلا سکیمز کا جو نظام کچھ عرصے سے یہاں پر رائج ہوا ہے، پہلے نہیں تھا، اس کو ختم کرکے باقاعدہ ممبرز کی اے ڈی پی کے مطابق ان کو ان کے کام دیئے جائیں تاکہ ان کاموں میں بھی بہتری آئے، علاقے کے عوام کی بھی بہتر خدمت ہوسکے اور جو جمہوریت کی جمہوری روایات ہیں، جمہوریت کی جو سپرٹ ہے، اس کے اندر رہتے ہوئے یہ کام ہوسکے اور ہر کسی کو اس کا حق ملے۔ اسی طرح امبریلا سکیمز کے ساتھ ساتھ ایک چیز جو میں نے نوٹ کی، وہ ہے سکولز کے حوالے سے۔ چونکہ میرا تعلق ایبٹ آباد شہر سے ہے اور ایبٹ آباد شہر کو سکولوں کا گڑھ کہا جاتا ہے، سٹی آف سکولز کہا جاتا ہے۔ اس میں بہت سے سکولز ہیں، سرکاری بھی اور پرائیویٹ بھی، تو یہاں پر اگر آپ Allocation quota system کرلینگے کہ اتنے پرائمری سکولز، اتنے مڈل یا اتنے ہائی سکولز، اس میں شاید میرے علاقے میں پرائمری سکولز کی ضرورت نہ ہو، شاید مڈل کی ضرورت نہ ہو لیکن ہائی سکولز کی زیادہ ضرورت ہو تو میری درخواست ہے کہ اس کو اس طرح سے Rationalize نہ کریں کہ اتنے پرائمری، اتنے مڈل، اتنے ہائی بلکہ ضرورت کے

مطابق، جو ممبرز صاحبان ہیں، ان کی ضرورت اور مشورے کے مطابق ان کو سکولز Allocate کئے جائیں اور جناب والا، یہاں پر سکولز کے ساتھ ساتھ، جیسا کہ ایجوکیشن کے حوالے سے میں بات کر رہا ہوں، یونیورسٹیز کے بارے میں اور کالجز کے بارے میں بات ہوئی ہے، ویمن یونیورسٹی کے حوالے سے تو میرے شہر ایبٹ آباد میں ایک جیل ہے، وہ جیل شہر کے درمیان میں واقع ہے اور پچھلے اسی، سو سال سے بنی ہوئی ہے لیکن آج پوزیشن یہ ہے کہ اس جیل کے ارد گرد پورا شہر آباد ہو چکا ہے اور حالیہ زلزلے میں وہ جیل Damage ہو گئی تھی اور اس کیلئے "ایرا" نے فنڈز فراہم کئے ہیں اس کی Repair کیلئے۔ میری گزارش یہ ہے کہ جیل کیلئے متبادل سرکاری جگہ موجود ہے اگر ہم وہ فراہم کریں، چیف منسٹر صاحب کی میں توجہ چاہونگا، تو وہ پیسہ جو ہے، نئی جیل جو وہیں پر دوبارہ تعمیر کی جا رہی ہے، اس کو نئی جگہ پر تعمیر کیا جائے اور یہ جگہ، موجودہ حکومت سے درخواست کرونگا کہ وومن یونیورسٹی کیلئے الاٹ کرے۔ وہاں پر میں ویمن یونیورسٹی بنانا چاہتا ہوں۔ (تالیاں) جناب والا! میں نے دیکھا کہ یہاں پر اس بجٹ میں ملازمین کیلئے انشورنس کا اعلان کیا گیا، یہ ایک اچھی روایت ہے۔ دنیا کے معزز ملکوں میں اس قسم کی Facilities دی جاتی ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں نے یہ کمی بھی محسوس کی کہ کلاس فور ملازمین کیلئے کوئی خاص ریلیف نہیں دی گئی۔ میں اپیل کرتا ہوں کہ کم آمدنی والے جو ہمارے دوست اور ساتھی ہیں، ان کیلئے بھی کوئی ریلیف پیکیج دیا جائے، کلاس فور ورکرز کیلئے بالخصوص ریلیف پیکیج دیا جائے کیونکہ یہ Backbone ہیں ہماری Economy کا، ہماری سوسائٹی کا اور ان کے اوپر ہی سب سے زیادہ بوجھ پڑتا ہے۔ جب Inflation بڑھتی ہے، مہنگائی ہوتی ہے تو سب سے زیادہ متاثر یہ لوگ ہوتے ہیں۔ تو میری اپیل ہے موجودہ حکومت سے آپ کی وساطت سے کہ ان کیلئے کچھ سپیشل ریلیف پیکیج کا اعلان کیا جائے اور ان کی جو مشکلات ہیں، ان میں کمی لائی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ کلاس فور لیول پر ہی نئی نوکریوں کیلئے، نئی Jobs کیلئے، مجھے کوئی خاص نظر نہیں آیا تو میں وہ بھی آپ سے ریکویسٹ کرونگا کہ Jobs creation کی جائے کیونکہ ہمارے صوبے میں بہت زیادہ بیروزگاری ہے، بہت زیادہ مسائل ہیں اور یہ بیروزگاری اور یہ مسائل جو ہمارے بنے ہوئے ہیں، یہ اسی طرح دور ہونگے کہ ہم لوگوں کو روزگار فراہم کریں۔ جب لوگوں کو روزگار ملے گا تو میرے خیال میں بہت سے مسائل سے بچ سکتے ہیں اور ان میں کمی آئے گی۔ جناب والا، جیسا کہ تنولی صاحب نے بھی مجھ سے پہلے فرمایا اور میرے کئی ساتھیوں نے فرمایا، موجودہ بجٹ میں ایک چیز جس کو میں نے بھی بڑی شدت سے محسوس کیا ہے، وہ یہ ہے کہ ہمارے ہزارہ

ڈویژن کیلئے کوئی ایسے اقدامات، اس کیلئے کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ باقی صوبہ سرحد کے علاقوں کے مقابلے میں ہماری پاپولیشن کے لحاظ سے ہم Expect کر رہے تھے کہ ہمیں کم از کم ہماری پاپولیشن کے لحاظ سے وہ حصہ ملے گا لیکن اس میں مجھے کوئی خاص چیز نظر نہیں آئی اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب بھی اس ملک کو، اس صوبے کو، یہاں کے عوام کو قربانی کیلئے ضرورت پڑی تو ہمارے لوگوں نے، ہزارہ کے لوگوں نے بڑھ چڑھ کر قربانی دی، چاہے وہ پاکستان کی تخلیق کا وقت ہو یا چاہے یہاں پر بجلی کی کمی کا وقت ہو۔ تربیلہ ڈیم جیسے منصوبے ہماری مٹی پر بنے جس کیلئے ہمارے لوگوں نے نہ صرف اپنے آباء واجداد کی زمینیں اور جائیدادیں دیں بلکہ اپنے بزرگوں کی قبروں کی ہڈیاں بھی قربان کیں اور اس قربانی کی وجہ سے وہ ڈیم بنا۔ آج اس کے کئی سال گزرنے کے بعد کئی دفعہ کوشش کرنے کے باوجود، صوبہ سرحد میں شاید کوئی دوسرا ڈیم کسی نے بننے ہی نہیں دیا اور بنا بھی نہیں۔ اس میں Basic رکاوٹ نہیں تھی کہ لوگ اپنی زمینیں نہیں چھوڑنا چاہ رہے تھے، اسلئے جب بھی ایسا موقع آتا ہے تو ہزارہ ضرور قربانی دیتا ہے تو ہزارہ کی قربانیوں کو یاد رکھا جائے اور ہزارہ کا جو حصہ بنتا ہے، وہ حصہ اسے دیا جائے۔ اس کے علاوہ ایبٹ آباد کے حوالے سے جیسے میرے بھائی جاوید عباسی صاحب نے پہلے فرمایا کہ ایبٹ آباد، نتھیا گلی وغیرہ ٹورسٹس کے مقامات ہیں اور اس وقت صوبہ سرحد میں جس طرح کے حالات گزر رہے ہیں اور جس طرح کے امن و امان کے حالات ہیں، واحد یہ ایک ایریا رہ گیا ہے جہاں پہ ٹورسٹس آتے ہیں اور یہاں پہ سیاح آتے ہیں، چاہے ملک سے آئیں یا بیرون ملک سے، تو یہاں پر ٹورازم کے حوالے سے کوئی چیز مجھے نظر نہیں آئی، نہ ایبٹ آباد کیلئے، نہ نتھیا گلی اور کاغان، ناران کیلئے، اس ایریا کیلئے کچھ بھی نہیں ہے۔ Tourist activity کیلئے یہاں پر Hotel ling کی صنعت کو Improve کرنے کیلئے کچھ بھی نہیں ہے اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہوٹل جس کو ہم نے انڈسٹری کا درجہ دے رکھا ہے، ہوٹل انڈسٹری ہم اسے کہتے ہیں لیکن اس پر بجلی، ٹیکسز وغیرہ تمام چیزیں کمرشل سطح پر چارج کی جاتی ہیں۔ یہ سیزنل ایریاء ہے، یہاں پر ڈھائی تین مہینے کیلئے سیاح آتے ہیں اور اسی میں یہ ہوٹل، یہ انڈسٹری اور یہ سب کچھ چلتا ہے لیکن جب آپ اس کو انڈسٹری کہتے ہیں تو پھر انڈسٹری کے حساب سے ٹیکسز ہونے چاہئیں، ہوٹل انڈسٹری کے حساب سے اس کے بجلی کے چارجز ہونے چاہئیں لیکن وہ سب کچھ کمرشل ہوتا ہے۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: جدون صاحب! ذرا مختصر کریں۔

جناب عنایت اللہ خان جدون: جی میں ختم کرتا ہوں۔ جناب والا! جیسے میں عرض کر رہا تھا، اسی طرح ہمارے علاقے میں کچھ عرصہ پہلے زلزلہ آیا۔ زلزلے کیلئے وہاں پر "ایرا" اور "پیرا" اور کئی ادارے قائم کئے گئے لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ پشاور اور اسلام آباد میں ان اداروں کے دفاتر ہیں، جہاں پر زلزلہ آیا، وہاں پر موجود ہی نہیں ہیں۔ پچھلے ڈھائی سال میں "ایرا" کے اربوں روپے کی سکیمیں، وہ اربوں ڈالر جو باہر سے آئے تھے، ان کے Against announce کی گئی ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پورے علاقے میں کسی جگہ بھی "ایرا" نے ابھی تک ایک اینٹ نہیں رکھی۔ میں موجودہ حکومت سے اور وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کرونگا کہ وہ "ایرا" کے جو فنڈز ہیں، انکو صوبائی حکومت کی تحویل میں لائیں تاکہ ان کو بہتر طریقے سے ہم اپنے علاقے پہ خرچ کر سکیں اور اس کی ترقی میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔ میں آخر میں انتہائی مشکور و ممنوں ہوں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو، مسٹر جدون۔ اب شیر افغان صاحب کو موقع دے دیتے ہیں اور ساتھ یہ گزارش کرتے ہیں کہ ساتھ ساتھ بجٹ پر بھی بحث کر لیں اور اپنا مسئلہ بھی بیان کر لیں ایوان کے سامنے۔

جناب شیر افغان خان: شکریہ، سپیکر صاحب۔ میرا تو جی، ذرا ایمرجنسی ہوئی ہے، پچھلے دو تین دن مردان میں بہت زیادہ سیلاب آیا ہے اور بہت سے گھروں کو پانی نے بہت خراب کیا ہے۔ اس کیلئے چیف منسٹر صاحب سے ریکویسٹ ہے کہ کوئی ایمرجنسی ریلیف Provide کی جائے۔ باقی تمبا کو سارے لوگوں کے خراب ہو گئے ہیں، تو ان کیلئے بھی ایک Emergency basis پہ کچھ ریلیف دی جائے۔ شکریہ جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی۔

جناب بشیر احمد بلور (سینئر وزیر): جناب سپیکر! خنگہ چہ معزز ممبر خبرہ اوکڑہ چہ مردان کښې داسې سیلاب راغلے وو او څه داسې پرابلمز جوړ شوی دی، تاسو اوګورئ چه تاسو، زمونږ یو ورور خبرہ اوکڑہ نو منسټر صاحب Detail ورته اووئیلو چه هلته کښې څومره خیمې هم اورسیدې هر څه اورسیدل، انشاءالله مونږ به دوئ سره کښېنو که څه پرابلم وی نو هغه به مونږ انشاء الله په سر سترګو حل کوؤ جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو۔ اب جناب عبدالستار خان۔ (تالیاں)

جناب عبدالستار خان: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر صاحب، کہ آپ نے آج مجھے بجٹ کے حوالے سے پہلی بار تقریر کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں اس

حوالے سے سب سے پہلے جناب وزیراعلیٰ صاحب، جناب سپیکر صاحب اور جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کے منتخب ہونے پر مبارکباد بھی دونگا کیونکہ مجھے پہلے موقع نہیں ملا ہے۔ چونکہ بجٹ کا سیشن ہے، اس میں میں کوشش کرونگا کہ کم وقت میں Over all budget پر اپنی جو میری Analysis ہیں، اس کو پیش کروں۔ اس حوالے سے سب سے پہلے تو جن حالات میں بجٹ پیش کیا گیا ہے، نامناسب حالات میں، کم وقت میں وزیراعلیٰ صاحب اور وزیر خزانہ صاحب اور ان کی ٹیم نے جو محنت کی ہے، میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں اپنی پارٹی کی طرف سے، اپنی طرف سے کہ انہوں نے جو ہماری اس قوم کا سب سے اہم مسئلہ تھا، جو اس پورے ملک کو درپیش ہے، اس صوبے کو درپیش ہے، امن وامان کا مسئلہ، اس کو ہمارے پختون روایات کے مطابق جرگے کے ذریعے، بات چیت سے حل کرنے کا جو Initiative لیا ہے، یہ مستحسن بات ہے اور اس سلسلے میں 27% وسائل جو دیئے گئے ہیں پولیس کیلئے، یہ میرے خیال میں صوبے کی تاریخ میں پہلی بار ایک اہم قدم اٹھایا گیا ہے اس سلسلے میں۔ ہر نظام کے، ہر پالیسی کے، ہر ڈاکومنٹ کے کچھ Merits ہوتے ہیں اور کچھ Demerits ہوتے ہیں۔ اس تناظر میں اگر میں دیکھوں تو امن وامان کے لحاظ سے اے ڈی پی میں جو 5% اضافہ ہوا ہے پچھلے سال کے مقابلے میں، دو بلین روپے جو گندم کی سبسڈی کیلئے دیئے گئے ہیں، ایجوکیشن اور ہیلتھ میں 5% جو بجٹ میں اضافہ کیا گیا ہے پچھلے سال کے مقابلے میں، یہ حکومت کے بہترین اقدامات ہیں میری نظر میں کم از کم۔ البتہ جو سب سے بنیادی مسئلہ ہے، وہ وسائل کی تقسیم ہے۔ مرکز سے این ایف سی ایوارڈ کے ذریعے جو وسائل ہمیں ملتے ہیں، اس میں صوبوں کا جو ڈیمانڈ ہے، وہ ہر صوبے کی اپنی اپنی Priority ہے۔ ایک کہتا ہے کہ پاپولیشن کی بنیاد پر ہو، ہمارا صوبہ کہتا ہے کہ نہیں ضرورت کی بنیاد پر ہو، بلوچستان کہتا ہے کہ نہیں ایریا کے حساب سے ہو، سندھ کہتا ہے کہ نہیں ریونیو کے حساب سے ہو۔ ہمارا ایک ہی مطالبہ ہوتا ہے کہ ہمیں Need کی بنیاد پر وسائل دیئے جائیں۔ Horizontal distribution میں جو بات صوبے تک آتی ہے، اس سے آگے جو Transfer of resources to districts ہوتا ہے، اس میں اگر آبادی کی بنیاد پہ وسائل ضلعوں کو دیئے جاتے ہیں تو اس میں سب سے پہلا میرا ضلع متاثر ہوتا ہے اور جو دوسرے کم آبادی والے اضلاع ہیں، وہ متاثر ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے میری ایک تجویز یہ ہے کہ Transfer of resources to districts کی جو بات ہوگی، وہاں پر Need base کو آپ بنیاد بنائیں، یہ میری تجویز ہے وزیراعلیٰ صاحب سے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے، اس میں جو خامی کی بات میں نے کی

ہے،Demerit کی بات کی ہے، میری نظر میں کم از کم، جو میری ناقص رائے ہے، اس میں یہ ہے کہ اس اے ڈی پی میں، سالانہ اے ڈی پی 09-2008 میں زیادہ تر سنٹرل ایریا کو Cover کیا گیا ہے اور اس میں جو رورل ایریاز ہیں، ان کو توجہ نہیں دی گئی ہے۔ لہذا میں اس معزز ایوان کے ذریعے جناب سپیکر، وزیر اعلیٰ صاحب سے عرض کرونگا کہ یہ اے ڈی پی، یہ بجٹ کوئی آسمانی صحیفہ نہیں ہے، اس میں ہم باقاعدہ تبدیلی بھی کر سکتے ہیں، اس میں ہم اپنی ترجیحات کو دوبارہ بھی متعین کر سکتے ہیں، آپ مہربانی کر کے اس میں رورل ایریاز کو ترجیح دیں۔ خصوصاً کوہستان کے حوالے سے یہاں پر میں نے جو اے ڈی پی پڑھی ہے، اس میں نیو سکیمز میں ہمیں کوئی حصہ نہیں دیا گیا ہے تمام سیکٹرز میں۔ کوہستان نہیں، جو بھی باقی Backward areas ہیں، Backward Districts ہیں، ان کو بھی، چاہے جو Southern Districts ہیں، چاہے Northern Districts میں آتے ہیں، چاہے ہزارہ ڈویژن میں، اس میں ان کیلئے خصوصی پیکیج دیں، یہ میری آپ سے درخواست ہے۔ دوسری بات، میں اپنے حلقے کے لحاظ سے، اپنے ڈسٹرکٹ کے لحاظ سے ایک بات اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنا مناسب سمجھونگا۔ میں نے یہاں بزرگوں سے مشورہ بھی کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ کو اس پر فلور دیں گے، وہ میرے خیال میں شاید میری بات نہیں ہے، میرے کوہستان کی بات نہیں ہے، یہ ہمارے پورے صوبے کی بات ہے، یہ اس ملک کی بات ہے، شاید آپ کو عجیب بھی لگے لیکن میں اس چیز کو On the record لانا چاہتا ہوں۔ آج تھوڑی مہربانی کر کے ٹائم زیادہ دیں آپ۔ کوہستان اس فرنٹیئر کا آخری ضلع ہے۔ یہ بات رپورٹ سے ثابت ہے، جس طرح اکرم درانی صاحب نے فرمایا کل کہ سروے کے مطابق پاکستان کا سب سے Backward اور سب سے غریب ضلع ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ہم غریب ضرور ہیں وسائل کے لحاظ سے لیکن اللہ کے فضل سے ہم غیرت کے لحاظ سے غریب نہیں ہیں۔ (تالیاں) اس میں ایک بات جو میری نظر میں بہت اہم ہے اس صوبے کیلئے، اس ملک کیلئے، وہ آپ کے ساتھ شیئر کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب میری اس بات پر فوکس کریں گے اور اسے سنیں گے۔ اس وقت پاکستان کا جو واٹر وژن بنا ہے، یہ میں آپ کی معلومات کیلئے، تمام ساتھیوں کی معلومات کیلئے دیتا ہوں، اس کا فوکس کوہستان ہوگا۔ پچاس سالہ ملک کی جو ضرورت ہوگی، اس کا فوکس کوہستان ہوگا۔ اس سے انکار کوئی بھی نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیر افگن صاحب سے درخواست ہے اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔ شیر افگن صاحب، شیر افگن صاحب، اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں کیونکہ۔۔۔۔۔

جناب عبدالستار خان: یہ بہت اہم مسئلہ ہے سر، میں اس کو۔۔۔۔۔

جناب منور خان ایڈووکیٹ: جناب سپیکر! معزز رکن صاحب اتنی اچھی تقریر کر رہے ہیں اور شیر افغان صاحب خواہ مخواہ بیچ میں آگئے ہیں اور اپنے مراسم بڑھا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منور صاحب! یہی تو ممبر سے عرض ہے کہ آپ تشریف رکھیں تاکہ فوکس ہو جائے۔

جناب عبدالستار خان: جناب سپیکر! میں اپنی بات نہیں کرتا ہوں، میں پاکستان کی بات کرتا ہوں انشاء اللہ العزیز۔

ایک آواز: پاکستان کی بات کر رہے ہیں، سنیں۔

جناب عبدالستار خان: اس وقت دو بڑے ڈیمز میرے حلقے میں بن رہے ہیں۔ ایک بھاشا ڈیم جس کی فیزیبیلٹی بھی تیار ہے، ڈیزائنگ بھی تیار ہے، صرف ٹینڈر باقی ہے۔ دوسرا داسو ڈیم جس کا سروے ہو رہا ہے۔ ان کی Total capacity جو ہوگی Power generation capacity، وہ تقریباً 8600 میگا واٹ ہے۔ اس کے علاوہ جو سمال ڈیمز میرے اپر کوہستان میں بنیں گے، ان کی جو Capacity ہے، وہ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ شاید تاریخ میں ایک بہت اہم موقع ہے اور مجھے بھی اللہ نے موقع دیا ہے اور میرا یہ ارمان بھی تھا کہ کم از کم اتنی چھوٹی عمر میں مجھے اللہ موقع دے تاکہ میں اپنے کوہستان کی کچھ باتیں دنیا کو بھی دکھاؤں، اس ملک کو بھی دکھاؤں اور اس صوبے کو بھی دکھاؤں۔ (تالیاں) جناب سپیکر! سمال ڈیمز میں گوشالی جالکوٹ ویلی میں ایک Proposed Dam ہے جس کا سروے ہو رہا ہے، 1500 میگاواٹ بجلی Expected ہے۔ ایک بات ان دو ڈیموں کے علاوہ، دوسری بات گبر نالہ ویلی میں ایک ڈیم پہ کام ہو رہا ہے جس کی Power generation جو ہے، وہ Expected ہے 500 میگا واٹ۔ تیسری بات، جو سمال پراجیکٹس ہیں کندیا ویلی میں، اس سے 2000 میگاواٹ بجلی، ڈوگ نالہ ویلی میں ایک سروے ہو رہا ہے جس سے 300 میگاواٹ بجلی، سومر نالے سے 200 میگاواٹ بجلی اور سیو نالے سے 200 میگاواٹ بجلی، یہ کل ملا کر میرے حلقے میں 14500 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی گنجائش ہے اللہ کے فضل سے۔ (تالیاں) لوئر کوہستان کی بات نہیں کر رہا ہوں، وہاں ابھی 300 میگاواٹ پر کام ہو رہا ہے جو 2009 میں مکمل ہوگا۔ یہ تو باتیں ہیں ہمارے کوہستان کے لحاظ سے۔ اب اس چیز کو پلان کرنا ہے

ہمیں۔ یہ اس ملک کی اس وقت جو ضرورت ہے، یہ اس صوبے کی جو ضرورت ہے، اس کو اگر 4000 میگاواٹ بجلی ہم پیدا کر کے دیں تو باقی بجلی، آپ اپنے صوبے کی بات نہ کریں، صوبے کی بات نہیں ہے، ملک کی بات نہیں ہے، آپ سنٹرل ایشیاء کو دے سکتے ہیں، دوسرے ممالک کو دے سکتے ہیں صرف ایک کوہستان سے۔ یہ بات On the record ہونی چاہیئے۔ اس میں ہمارا خلوص، ویسے تو لوگ، جب سے میں آیا ہوں کوہستان والوں کو عبد عجیب سا سمجھتے ہیں لیکن ایسی بات نہیں ہے اللہ کے فضل سے۔ (تالیاں) ہم Backward ہیں، ہم اگر تعلیم یافتہ نہیں ہیں تو یہ ہمارا جرم نہیں ہے، یہ ہماری اس سٹیٹ اور حکومت کا جرم ہے کہ ہمیں جان بوجھ کر پینتیس سالوں سے اندھیرے میں رکھا ہے۔ انشاء اللہ العزیز کوہستان والے، اہل کوہستان اس ملک کیلئے قربانی دیں گے، صوبے کیلئے قربانی دیں گے۔ جس وقت آپ ڈیم بنانا چاہیں، اس ملک کی ضرورت پوری کر جائیں، Most welcome ہم تیار ہیں۔ ہم انشاء اللہ آباء واجداد کی قبروں کو، مساجد کو، زمینوں کو قربان کرنے کیلئے تیار ہیں، ایک یہ بات۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو ہمارے ضلع کو دو بنیادوں پر مشکلات ہیں، اس میں آپ لوگوں کو، پوری اسمبلی کے جتنے بھی ساتھی ہیں، وزیر اعلیٰ صاحب، خصوصاً آپ کو ہمارا وکیل بننا ہے، اس صوبے کا وکیل بننا ہے۔ وہ مسئلہ بہت اہم ہے جس کو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ اس بھاشا ڈیم پر شمالی علاقہ جات اور ہمارا تنازعہ ہے۔ ہم کہتے ہیں کوہستان والے کہ یہ ہماری حد میں واقع ہیں، وہ اس پر اپنا حق ظاہر کرتے ہیں۔ اس پہ باؤنڈری کمیشن بنایا گیا ہے مرکزی لیول پر۔ یہ بہت Notable بات ہے اور بہت اہم بات ہے کیونکہ وہ لوگ پڑھے لکھے لوگ ہیں، کافی Competent لوگ ہیں۔ یہ باؤنڈری کمیشن ہمارے خلاف سازش ہے، اس کا کوئی دوسرا مقصد نہیں ہے، اس میں آپ کو ہمارا Back کرنا ہے۔ ہائی لیول کمیٹی جو کہ ہماری Approach سے باہر ہے، کمیشن ہے، اس میں خصوصاً وزیر اعلیٰ صاحب کو ہمارا وکیل بننا ہے، میری یہ ان سے عرض ہے۔ دوسری بات ایک کوہستان ڈیویلپمنٹ فنڈ ہوتا تھا جو China goods barrier کی شکل میں ہمارے پاس ضلع میں صرف ایک وسیلہ تھا جو مقامی طور پر ہمیں آمدن دیتا تھا۔ ہائیکورٹ کے فیصلے کے باوجود اس کو اٹھا کر دو سال پہلے "سست" میں لگایا گیا ہے۔ شمالی علاقہ جات کی حکومت نے ہمارے اوپر ظلم کیا ہے۔ وہاں سے وسائل ڈائریکٹ مرکز میں جاتے ہیں، یہ ہمارا اپنا وسیلہ تھا آمدن کا، تو اسلئے میری یہ گزارش ہے، ہائیکورٹ کا اس پر فیصلہ بھی ہے کہ یہ ہمارا حق ہے، ہمیشہ یہ Barrier کوہستان میں ہوتا تھا۔ دو سال ہو گئے ہیں، اس کو اٹھا کر اوپر لے گئے ہیں، اس حق کو کوہستان کیلئے واپس دلائیں ہمیں۔ (تالیاں)

جناب سپیکر! چونکہ میرا نیا تجربہ ہے، بہر حال بحیثیت مجموعی اس بجٹ کو میں Appreciate کرتا ہوں۔ اس میں جو خامیاں ہیں میری نظر میں، وہ کم ہیں اور خوبیاں زیادہ ہیں، اسلئے اس کو میں Balanced budget اور حالات کی مناسبت سے مناسب بجٹ سمجھونگا اور آخری پوائنٹ یہ ہے کہ میری وزیر اعلیٰ صاحب سے خصوصی درخواست یہ ہے کہ دور دراز علاقوں کو، Backward areas کو، Far flung areas کو آپ اپنی ترجیح میں رکھیں اور جو امبریلا سکیمز ہیں، مجھے امید ہے کہ خصوصی طور پر اس امبریلا کے نیچے مجھے، عبدالستار کو بھی رکھیں گے تاکہ میں بھی اس بارش سے بچ جاؤں۔ Thank you very much۔ (تالیاں)

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: شکریہ جناب عبدالستار خان، اچھے اچھے Proposals پیش کئے تو امید ہے کہ حکومت وقت اس کو Consider کرلے گی۔ اب محترمہ سنجیدہ یوسف صاحبہ۔

<u>محترمہ سنجیدہ یوسف</u>: جناب سپیکر صاحب، ہمارا صوبہ نامساعد حالات کا شکار ہے اور ورثہ میں ملنے والے جن خطرناک بحرانوں کا سامنا ہے، ان میں ہماری Coalition government کی جانب سے اس قسم کا ایک مثالی اور متوازن فری ٹیکس بجٹ پیش کرنا ایک انتہائی قابل تحسین اقدام ہے جس کیلئے میں وزیر اعلیٰ امیر حیدر ہوتی، سینیئر وزیر رحیم داد خان، وزیر خزانہ ہمایوں خان اور تمام کابینہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ جناب سپیکر صاحب! آپ کو بخوبی علم ہے کہ عام انتخاب کے بعد مرکز اور صوبوں میں جو Coalition حکومتیں بنیں، ان کو ورثہ میں خالی خزانہ، دہشتگردی، مہنگائی، بے روزگاری اور Judiciary جیسے خطرناک بحرانوں کا سامنا کرنا پڑا۔ سابقہ حکومت کی غلط معاشی پالیسوں کی وجہ سے ملک مالی طور پر دیوالیہ ہو کر رہ گیا۔ نہ صرف ان بحرانوں کا سامنا کرنا پڑا بلکہ عوام کی منتخب حکومت کے خلاف Establishment نے دیگر غیر جمہوری قوتوں، جن میں وہ جماعتیں بھی شامل ہیں جنھوں نے عام انتخاب میں حصہ نہیں لیا، کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے سازشوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کر رکھا ہے تاکہ حکومت کو کمزور کیا جائے اور مختلف مسائل میں الجھایا جائے لیکن اس کے باوجود Coalition partners بڑے صبر و تحمل اور بردباری کے ساتھ تمام چیلنجز کا مقابلہ کر رہے ہیں اور اتنے نامساعد حالات کے باوجود نہ صرف وفاقی حکومت نے بلکہ اس کے Follow up میں صوبائی حکومت نے بھی محدود وسائل کے باوجود ایک متوازن عوامی بجٹ پیش کیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارا صوبہ جو دہشتگردی کی لپیٹ میں ہے اور فرنٹ لائن صوبہ ہونے کے ناطے ہماری پولیس کے جوان دہشتگردی کا شکار ہو رہے

ہیں، ہمارے فوجی جوانوں کو شہید کیا جارہا ہے، پختونوں کا خون پختونوں کے ہاتھ ہو رہا ہے۔ بلاشک وشبہ یہ ماحول ہمیں ورثہ سے ملا ہے لیکن ہمارے صوبے کی Coalition حکومت جس خوش اسلوبی اور تدبر کے ساتھ اس مسئلہ کو حل کررہی ہے اور جو ڈائیلاگ کا سلسلہ انہوں نے شروع کررکھا ہے، اس پر صوبہ سرحد کے کروڑوں عوام میں ایک خوشگوار تاثر پیدا ہوا کیونکہ وہ اس صوبہ اور ملحقہ ٹرائبل ایریاز میں امن چاہتے ہیں۔ افغانستان کی حکومت، نیٹو افواج کی جانب سے ہمارے علاقے پر بمباری اور ہمارے علاقے میں مداخلت کرکے ہمارے شہریوں کو مارنے کی دھمکیاں دینا دراصل ہمارے صوبے میں امن کیلئے جاری عمل کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے جس کی شدید مذمت کی جاتی ہے۔ جناب سپیکر صاحب! ہمارے صوبے کو نہ صرف دہشتگردی جیسے بڑے چیلنج کا سامنا ہے بلکہ اس کو دیگر بحرانوں کے علاوہ سب سے بڑے بحران، یعنی آٹے کے بحران کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ یہ بحران بھی ہم کو ورثہ میں ملا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ ایسے مشکل وقت میں ہمارا بڑا بھائی، پنجاب ہماری مدد کرتا، اس نے ہمارے صوبے کو آٹے کی ترسیل پر پابندی لگادی جس سے آٹا ناپید ہوگیا، قیمتیں آسمان کو پہنچ گئیں لیکن میں صوبائی حکومت اور خصوصی طور پر صوبائی وزیر خوراک کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے رات دن انتہائی جانفشانی سے آٹے کے بحران سے صوبے کے عوام کو نجات دلائی۔ آج آٹا نہ صرف مارکیٹ میں دستیاب ہے بلکہ آٹے کی قیمت میں بھی، بعض علاقوں میں آٹھ سو روپے تک جب پہنچ گئی تھی، فوری طور پر کمی ہوگئی۔ حکومت کی جانب سے بجٹ میں آٹے پر سبسڈی دینا ایک خوش آئند قدم ہے۔ بس ایسے بحرانوں میں ایک مثالی اور متوازن بجٹ جو نہ صرف ٹیکس فری بلکہ جس میں غریب عوام کیلئے ریلیف پیکج کا بھی اعلان ہے، آٹا پر سبسڈی دینا، وزیراعلیٰ کا منصوبہ برائے انسداد غربت، سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں ریلیف اور پنشن میں بیس فیصد اضافہ، تعلیم اور دیگر شعبہ جات میں عوام کیلئے مہیا کردہ ریلیف، یہ وہ تمام اقدامات ہیں کہ جس نے عوام میں ایک خوشگوار تاثر پیدا کیا۔ تاہم اس بجٹ میں خواتین کیلئے جو رقم مختص کی گئی، وہ انتہائی قلیل ہے۔ سوشل ویلفیئر اور دیگر مدات میں چار کروڑ، اٹھاسی لاکھ روپے مختص کئے گئے جن میں خواتین کیلئے محض ایک کروڑ، آٹھ لاکھ روپے مختص کئے گئے۔ میری درخواست ہے کہ اس میں اضافہ کیا جائے اور میں پہلے بھی کہہ چکی تھی اور اب پھر میری گزارش ہے کہ ڈیرہ اسماعیل خان میں خواتین کیلئے ایک انڈسٹریل ہوم تعمیر کیا جائے تاکہ وہ اپنے لئے آسانی سے روزی کما سکیں تو میں یہ گزارش کرتی ہوں کہ آئندہ جو اضافہ کیا جائے بجٹ میں تو اس میں ہماری اس شق کو بھی ضرور رکھا جائے۔ شکریہ۔

Mr. Deputy Speaker: Thank you Mrs. Sanjeeda Yousaf. Now Maulvi Obaidullah Sahib.

مولوی عبیداللہ: حمداً و صلواۃ للہ وعلی النبی صلی اللہ وعلیہ وسلم۔جناب سپیکر صاحب! میں خدا کا مشکور ہوں کہ اس نے مجھے اس ایوان کے سامنے پورے صوبہ سرحد کی نمائندگی کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔تقریر تھوڑی سی اگر لمبی بھی ہو جائے تو دو چار منٹ آپ مہیا کریں گے مجھے، مجھے امید ہے۔ میں اپنی گزارشات پیش کرنے سے پہلے پاکستان کی میڈیا کا جو ایک معتبر قسم کا اخبار ہے "مشرق"، آج سے ایک دن پہلے، کل نہیں پرسوں اس کے یہ دو بیانات آ گئے ہیں اور اپنی دانست کے مطابق میں انتہائی پریشان بھی ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ اپنی یہ پریشانی آپ سب لوگوں کے ساتھ میں شیئر کروں۔ وہ یہ ہیں، دو سرخیاں ہیں، یہ اخبار ہے، یہ فرما رہے ہیں کہ "سوات کے طالبان نے سرحد حکومت سے رابطہ منقطع کر دیا"، یہ ایک حساس ترین مسئلہ ہے۔ دوسری سرخی میں لکھا ہے "عسکریت پسندی کی لہر پشاور تک پہنچ گئی ہے"، سرحد حکومت کے ایک ذمہ دار سیکرٹری جو ہوم سیکرٹری ہیں، کے یہ ارشادات ہیں۔ اس میں یہ معروض ہوں، میں اپنی وہی کمیٹی جو کہ سوات کے ہمارے جو بھائی ہیں، دونوں طرف بھائی ہیں، جو لڑائی ہو رہی ہے، یہ دونوں طرف ہمارے بھائی ہیں، چائنا، روس، مشرق سے آئے نہیں یہ لوگ، اس دھرتی کے باشندے ہیں، اس مٹی سے پیدا ہوئے لوگ ہیں، میں عرض کر رہا ہوں ہمارے جو حکومت کے قائدین، طالبان کے نام میں نہیں لونگا کیونکہ وہ ہمارے ہی بھائی ہیں، ایک بھائی دوسرے بھائی کے ساتھ لڑ رہا ہے اور یہ بھی میں خراج تحسین اپنی حکومت کو پیش کر رہا ہوں کہ جو عمل انہوں نے Show کیا ہے، یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے، یہ پیغمبرانہ اور انبیاء کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، جس کو خداوند تبارک وتعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ "وَٱلصُّلۡحُ خَيۡرٌ" اور رسول اللہ ﷺ کو رحمت اللعالمین کا لقب بھی اسی بناء پر خدا نے نوازا تھا کہ وہ مشرکین اور مسلمانوں کے درمیان اور مسلمانوں کے آپس میں ہمیشہ کیلئے صلح اور راضی نامہ کیا کرتے تھے۔اسی بنا پر لوگ تو سیکولر بھی کہیں گے ہماری اس جماعت کو لیکن بات یہ ہے کہ جس آدمی سے بھی خداوند تبارک وتعالیٰ اگر خدمت حاصل کرنا چاہے، میں اس کو عظیم آدمی سمجھتا ہوں، اس پارٹی کو عظیم سمجھتا ہوں، اس پروگرام کو میں عظیم سمجھتا ہوں۔ (تالیاں) بات یہ ہے، ہمارے صوبہ سرحد کی حکومت کے جو نمائندے وہاں پر بات کر رہے ہیں، میں افسوس سے یہ بات کہہ رہا ہوں، اتنے لمبے عرصے میں بات چیت کرتے کرتے تعطل کی شکار کیوں ہوئی؟ جو بات آدمی کرے گا تو اس کو سچ کر کے دکھانا چاہیئے، پھس پھسی باتیں نہیں کرنی چاہیئے۔ بھئی آپ لوگوں نے جوان

کے ساتھ وعدے کئے ہیں تو کسی زمین، کسی بلڈنگ، کسی پراپرٹی کی مخالفت میں آپس میں لڑ نہیں رہے ہیں یہ لوگ بلکہ کسی مخصوص بات پر جو مذہبی بات ہے، اسی پر لڑ رہے ہیں۔ کیا ہوگا؟ اگر وہ شریعت چاہتے ہیں تو آپ فوراً ان کو ہاں کیوں نہیں کرتے؟ اگر وہ شریعت چاہتے ہیں تو خدا کا دین چاہتے ہیں بھئی، یہ مغرب کا کوئی قانون نہیں چاہتے ہیں، چائنا قانون نہیں چاہتے ہیں، رشین نہیں چاہتے ہیں، آپ کے اس ملک جو کہ اسلام کے نام پر بنا اور جس کا مقصد بھی اسلام نافذ کرنا ہی ہے، کے لوگ جو بات کہتے ہیں، آپ لوگ کیوں نہیں مانتے ہیں؟ آپ لوگ اس کو مانیں۔ اگر نہیں مانیں گے تو میں کہتا ہوں کہ پورے صوبہ سرحد کے لوگ آپ کو مسترد کردیں گے مستقبل میں۔ گردوپیش کے حالات کو ذرا دیکھیں، اس ملک کو خراب کرنے کیلئے پوری غیر مسلم دنیا درپے ہے۔ خدارا، خدارا جو آپ ہمارے سوات جس کو پاکستان کا سویٹزرلینڈ کہتے ہیں، کو خراب کرنے کا موقع آپ کسی اور کے ہاتھ میں نہ دیں اور اس کے ان لوگوں کے ساتھ جو وعدہ کرتے ہیں، اس کو پورا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ **"الکریم اذا وعدہ وفا"** اچھا آدمی وہی ہوتا ہے جو وعدہ کرکے اس کو پورا کرلیتا ہے۔ جو ہمارے نمائندے بیچ میں ہیں، آپ جو وعدہ کریں گے تو میرا نظریہ ہے کہ آپ اس کو پورا کریں گے۔ یہ فقط سوات تک محدود نہیں ہوگی بات، یہ چلے گی بٹگرام، شانگلہ، کوہستان، چیلاس، دیامیر کو بھی اپنے لپیٹ میں لے گی۔ آن دی ریکارڈ بات ہے، مولوی صوفی محمد جو نفاذ شریعت لانے کیلئے اس وقت سرگرم تھے، ہم نے اس کو Yes کہا، چیلاس سے لیکر بٹگرام کے چھتر تک اور سوات پورا منجمد، ایک آدمی ہل نہیں سکتا تھا، ہم نے کہا کہ ہم شریعت چاہتے ہیں بھئی۔ وہی بات پھر آئیگی لیکن اس وقت بات ذرا اور تھی، اب پاکستان کے اقتصادیات ہمارے کوہستان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں، میرے بھائی عبدالستار نے جو کہا ہے کہ ایک بہت بڑے ملک کے ساتھ ہمارا کوہستان Link کر رہا ہے، وہ سڑک نہیں چلے گی، وہاں ارب ہا ڈالرز کے منصوبے واپڈا بنا رہا ہے، وہ ختم ہو جائیں گے۔ یہ فقط اور فقط وہی کمیٹی جو کہ ان کے ساتھ بات چیت کر رہی ہے، میں معروض ہوں کہ آپ جو بات کریں، وہ پکی کریں، سچی کریں، ان کی بات مانیں اور ان پر عملدرآمد کرائیں۔ یہ میں نے اسلئے عرض کیا کہ یہ بجٹ اجلاس ہے، یہی باتیں بجٹ سے متعلق اور مسلسل باتیں ہیں۔ جب امن وامان نہیں ہوگا تو بجٹ کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ جب امن وامان نہیں ہوگا تو اسی اسمبلی میں ہم آج ہیں، کل نہیں بیٹھ سکیں گے۔ ہماری گاڑیاں منجمد ہونگی، ہماری پراپرٹی ختم ہوگی، ہمارے معاملات سارے ختم ہونگے، یہ چونکہ بجٹ کے ساتھ متعلق ہے اسلئے میں عرض کر رہا ہوں کہ خدارا اس امن وامان کو قائم رکھنے کیلئے تن من دھن لگانے کی

کوشش کریں۔ معمولی سی میری بجٹ کے متعلق بات ہے۔ میں سابقہ حکومت کو یہ داد دیتا ہوں کہ انہوں نے سمریاں اور دفتری خط وکتابت کو اردو میں رائج کیا تھا، یہ غیرت کی بات بھی ہے اور ہمارے رسم ورواج کی بھی ہے، ہم اپنی زبان میں کیوں بات نہیں کر لیتے ہیں بھئی؟ میں پورے یورپ میں پھرا ہوں، میں سویٹزرلینڈ گیا ہوں، وہاں Swiss اپنی زبان بولتے ہیں، ان کو انگلش آتی ہی نہیں۔ جرمنی گیا ہوں، وہاں کے لوگ جرمن بولتے ہیں، انگلش ان کو آتی ہی نہیں۔ بولنا، لکھنا سب کچھ، بول چال انکی اپنی زبان میں ہے۔ ہمیں بھی شرم آنی چاہیئے، ہم اپنی زبان کیوں نہیں استعمال کرتے ہیں جبکہ سب سے اچھی زبان ہماری ہے، ہماری اردو، اس میں فارسی، عربی، ساری زبانوں کا ایک نچوڑ ہے، کیوں نہ ہم اپنی زبان میں سمری ڈرافٹ کریں؟ سپیکر صاحب کو، سیکرٹری صاحب کو میں نے کہا کہ آپ کے پینل کے بڑے بڑے بورڈوں پر انگلش کے الفاظ لکھے ہیں، خدارا آپ اس کو اردو میں لکھیں۔ کوئی اگر آجائے، کوئی انگریز اگر پوچھیں تو ہم کہیں گے کہ یہ سیکرٹری صاحب ہیں، ادھر جائیں۔ یہ ذرا غیرت کی بات ہے، ہماری جو معاشرت ہے، اسی کی بات ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں پورے ایوان سے کہ خدارا اپنی زبان کو آگے کرنے دیں، اپنی ثقافت، اپنی غیرت کو اپنے ہاتھ میں رکھیں۔ کیوں ہم غلام بنیں گے مغرب کے اور وغیرہ وغیرہ لوگوں کے؟ جب اس طرح چھوٹی چھوٹی باتوں کی بھی ہم غلامی کرلیں گے تو بڑی باتوں پر وہ ہمارے گردن نچوڑ کر ہمیں تباہ و برباد کردیں گے۔ مشتے نمونہ از خروارے ہوتا ہے، خروارے میں سے ایک دانہ گندم یا جو کا ہاتھ میں آجاتا ہے تو ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے انہوں نے پہلے سے ہماری آزمائش کی ہوئی ہے لیکن اب چونکہ حالات ذرا اور ہیں، اچھے لوگوں کی حکومت آگئی ہے، اچھے لوگ سامنے آگئے ہیں، آپ لوگوں کو چاہیئے کہ سابقہ حکومت نے جو اچھا کام کیا ہے، اس کو ختم نہ کریں، سمری جو سیکرٹری صاحبان اور حکومت کے درمیان جو افہام و تفہیم کا ذریعہ ہے، کو اردو میں کریں۔ میں یہ آپ سے معروض ہوں، خصوصاً میں وزیر اعلیٰ صاحب سے کہونگا کہ آج ہی اس کا آرڈر کریں کہ آئندہ کیلئے ساری سمریاں اردو میں ہونی چاہئیں اور جو بورڈز ہیں، نیچے اگر انگلش میں ہیں، تو ٹھیک ہے لیکن اوپر اردو میں لکھیں، پوری مسلم ورلڈ میں بھی یہی ہے اور یہی ہونا چاہیئے۔ ایک تجویز میری ہے کہ 'مسٹر' اور 'ملا' کا امتیاز ختم کرنے کیلئے جناب وزیر اعلیٰ صاحب، ہر ایک ضلع میں میٹرک کے لیول پر ایک اسلامی دار العلوم قائم کریں جو گورنمنٹ کا ہوگا۔ گورنمنٹ کا کوئی جید عالم، کوئی ڈاکٹر اس کا پرنسپل ہوگا تو کوئی نصاب بنائے گا اس کو چلانے کیلئے، مذہب پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہے، یہ سارے مسلمانوں کا ہے تو اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے سے ان

اداروں کے فارغ التحصیل لوگوں کو بھی معاشرے میں اچھا مقام حاصل ہو گا۔ ہمارے لوگ بہت کمزور عقیدے کے ہوتے ہیں تو ہر ایک ضلع میں آپ دینی مدرسہ، دارالعلوم جو جدید علوم سے بھی آراستہ ہو، قائم کریں، میں سمجھتا ہوں کہ پوری دنیا میں ہماری حکومت کیلئے یہ ایک امتیازی بات ہو گی، مذہب کی بھی اس میں خدمت ہو گی اور پورے باشندگان سرحد کیلئے ایک امتیازی بات ہو گی۔ خدارا یہ میری تجویز ہے، اس کو آپ لکھیں۔ درانی صاحب نے فرمایا ہے کہ پانچ سال میں ہم نے بڑے بڑے کام کئے ہیں، میں نے تو کوہستان میں کوئی کام نہیں دیکھا اس میں۔ (تالیاں) آپ یقین کریں 1974 میں کوہستان ہی میں زلزلہ آیا تھا، وہی زلزلے کے پیسوں سے ہمارے جتنے Offices ہیں، جو سڑکیں ہیں، وہی سڑکیں ہیں، وہی دفاتر ہیں، اس سے زیادہ ایک انچ، ایک فٹ بھی کوئی سڑک نہیں بنی ہے، کوئی ایک کمرہ مزید کسی دفتر میں بھی نہیں بنا، وہی دفاتر ہیں، وہی سڑکیں ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ترقی ہمارے یہاں پر ہوئی ہو گی، پشاور میں بھی ہوئی ہو گی، کچھ پل میں دیکھ رہا ہوں، جنوبی اضلاع میں ہوئی ہو گی، کوہستان میں ایک اینٹ بھی نہیں لگائی، یہ میں احتجاجاً کہتا ہوں۔ ہاں یہ بات ہے کہ الیکشن سے کچھ دن پہلے، کوئی تین مہینے پہلے ہمارے جو مقابلے میں تھے، ان کو تین تین کروڑ روپیہ، خزانے کے سیکرٹری یہاں پر ہونگے، ان سے پوچھیں، تین تین کروڑ روپیہ دو نمائندوں کو دیا گیا جبکہ زمین پر ایک فٹ بھی کوئی کام نہیں ہوا ہے، وہ سارے ہٹ گئے ہیں۔ یہی ترقی ہوئی ہے کہ اپنے ساتھیوں کو پیسے دیئے ہیں اور ہمارے کوہستان کیلئے کسی نے کوئی کام نہیں کیا ہے۔ خدا زلزلہ لے آیا تو ہمارے بھائی مر گئے، ان کی وجہ سے ہم جی رہے ہیں، ہماری سڑکیں بھی بن گئیں، ہمارے آفسز بھی بن گئے۔ میں اپنی بات عرض کر رہا ہوں یہ کہ امن و امان کیلئے دو باتیں ہیں۔ امن و امان کیلئے اچھی بات ہے کہ فورس کو بنا رہے ہیں، ساڑھے سات ہزار ہے، اس کو نو ہزار کر لیں لیکن میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ جب تک معیار نہ ہو تو مقدار سے کوئی فائدہ نہیں اپنی فورس کو، اپنے معاملات کو، خواہ ہمارے وزیر ہیں، خواہ ہمارے ممبرز ہیں، خواہ ہماری حکومت کے جو بھی ادارے ہیں، ان میں جب تک معیار نہ ہو، ہمارا ملک ایک انچ بھی آگے نہیں جائیگا۔ میں بھی ایک کاروباری آدمی ہوں، میرے کاروبار میں اگر معیار نہ ہو تو کاغذ لکھنے میں، بہت بڑی فائل بھرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ معیار پیدا کریں، ہماری جو فورسز ہیں، انکی حوصلہ افزائی کریں، انکو ایک کی بجائے دو روپیہ دے دیں، ان کی تنخواہوں میں 20% نہیں بلکہ 50%، 100% اضافہ کریں تاکہ وہ تندہی سے اپنے ملک کی خدمت کریں، آپ کی حکومت کو چلانے کیلئے باصلاحیت ہو جائیں۔ انکو تنخواہیں زیادہ دے دیں تاکہ

وہ اپنے بال بچوں کا بھی بندوبست کریں، آگے بڑھ کر حکومت کے کام آسکیں۔ جب تک آپ معیار کو صحیح نہیں کریں گے، جب تک انکی حوصلہ افزائی نہیں کریں گے، 20% سے کیا ہوتا ہے؟ کچھ بھی نہیں، ان کی تنخواہیں کم از کم 50% زیادہ ہونی چاہئیں۔ جناب وزیر اعلیٰ صاحب، سپیشل میں آپ سے عرض کر رہا ہوں جی، انتہائی غربت ہے کوہستان میں، کوہستان فرنٹیئر میں سب سے Rich ضلع ہے، کوہستانی سب سے غریب لوگ ہیں، اب اس کی جو آمدن ہے، اس کو دہرانے میں ہو سکتا ہے کہ آئندہ ہم دونوں پھر اقتدار میں آئیں گے، تو ان کو پہنچ جائیگا لیکن اس وقت تک کافی راونڈز لگنے ہیں، خدا کرے کہ وہ وقت بھی آجائے۔ دس، پانچ سال میں آپ مہربانی کریں، دس کروڑ روپیہ کوہستانی گھر بنانے کیلئے دیں، چھوٹے چھوٹے گھر بنائیں گے، زمین سستی ہے، لکڑی ہماری سستی ہے، پتھر ہمارے پاس ہیں، ریت ہمارے پاس ہے، بجری ہمارے پاس ہے، بہت ہی معمولی پیسوں سے گھر بن سکتے ہیں، پانچ پانچ مرلے میں گھر بنائیں گے۔ ہر سال دو، دو کروڑ روپیہ کوہستان کیلئے، فقط کوہستان کے غریب لوگوں کو گھر بنانے کیلئے آپ مہیا کر دیں۔ دو کروڑ کوئی بڑی چیز نہیں ہے، آپ دے دیں، پانچ سال میں دس کروڑ دے دیں گے تو سینکڑوں گھر، ہزاروں گھر بن جائیں گے۔ آپ خود چابی قرعہ اندازی کے ذریعے ان غریبوں کے ہاتھ میں دے دیں، یہ ایک دوسرے کے قریب رہیں گے تو یہ بہت بڑی بات ہو گی۔ دس کروڑ کوئی بڑی چیز نہیں ہے، آپ مہربانی کر کے فقط اس مد میں دس کروڑ روپے پانچ سال میں، ایک سال میں نہیں، آپ مہیا کریں۔ خدا آپ کو جنت نصیب کرے اور سب کا خدا حافظ ہو۔ **و آخر الدعوانا انالحمد للہ رب العالمین۔**

(تالیاں)

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> شکریہ جی۔

<u>جناب بشیر احمد بلور (سینیئر وزیر):</u> جناب سپیکر صاحب! زۀ مشکوریمه د هغوی چه دومره ښکلے تقریر یے اوکړو۔ یوه خبره دوئ دا اوکړه چه په پیښور کښې دا سے حالات دی، د اخباری نیوز خبره ئے اوکړله، زۀ په فلور آف دی هاؤس د حکومت د طرف نه Categorically دا خبره کوم چه د خدائے په فضل سره پیښور ته هیڅ پرابلم نشته او د خدائے په فضل سره حکومت دومره ویښ دے چه خپل حالات پخپله کنټرول کولے شی او په دے هم تاسو ته په فلور آف دی هاؤس دا خبره کوم چه سوات کښې مونږه خبرے کوؤ، باقی ټوله صوبه چه ده، په Settled areas کښې نه طالبان شته، نه طالبانو سره خبره کوؤ او چرته کښې هم چه

پرابلمز وی نو حکومت به هلته کښې رټ قائم کوی۔ د دے نیوز نه پس ټول پیښور کښې دا افواه ده، سحر هم ما ته ټول پریس والو دا خبره کوله چه حکومت څه کوی؟ پیښور سبا بله ورځ له دا طالبان اخلی نو مونږه ورته Categorically دا وایو چه زمونږه حکومت د خدائے په فضل سره خپل علاقو کښې چه چرته Settled areas دی، هلته کښې نه مونږه طالبان منو، نه چا سره خبره کوؤ او خپل رټ به قائم ساتو او انشاءالله Law & order situation زمونږه کنټرول کښې دے۔ پیښور کښې هیڅ خطره نشته دے۔ بل زما ورور اووئیل چه خپله ژبه او زمونږه ژبه اردو ده خو زۀ ورنه معافی غواړم، زمونږه ژبه اردو نه ده، زمونږه ژبه پښتو ده۔

(تالیاں) یا به بیا پښتو کښې خبرے کوؤ یا به انګلش کښې کوؤ۔ اردو خو د مهاجرو ژبه وه، هلته چه قائد اعظم صاحب راغلو نو اردو راغله۔ اردو د رابطے ژبه ده، هغه قامی ژبه نه ده نو د رابطے ژبه چه ده نو هغه مونږه دلته کښې نه شو نافذ کولے۔ په دے وجه باندے په انګریزئ یا پښتو کښې خبره کولے شو۔

<u>جناب محمد زمین خان</u>: جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے، Sir, this is very important issue. سر، مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اس ایوان کو، اس صوبے کے غریب عوام کو میرے معزز و محترم سینیئر وزیر بشیر بلور صاحب نے یقین دہانی کرائی کہ Law and order situation is under control because every day جب ہم اخبار کھولتے ہیں، پڑھتے ہیں تو بس ہر وقت ہر صفحے پر لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہوتا ہے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو لیکن اگر اس صوبے کا ایک اہم عہدہ دار، ایک ذمہ دار شخص میڈیا پر اسی طرح کے بیانات دیتا ہے تو اس سے ایک طرف حکومت کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے اور دوسری طرف اس ملک کے، اس قوم کے غریب عوام میں خوف و ہراس پھیلتا ہے تو I think, it shows the in-competency of the government. It is a black scar on the face of the government. اس طرح Incompetent بندہ اس اہم پوسٹ پر بیٹھا ہوا ہے تو اسی طرح دیگر بھی ایسی پوسٹیں ہیں جن پر Incompetent اور In-experienced لوگ بیٹھے ہوئے ہیں تو خدارا میری گزارش ہے کہ اسی طرح لوگوں کو جو Unfit لوگ ہوتے ہیں، جو گورنمنٹ کی پالیسی کو صحیح طریقے سے Express نہیں کر سکتے تو میری گزارش ہے کہ

جہاں پر ایسے لوگ ہیں، ان کو وہاں سے ہٹا کر Competent بندے لگائے جائیں تاکہ گورنمنٹ کی کارکردگی متاثر نہ ہو سکے۔ بڑی مہربانی۔ شکریہ۔

(تالیاں)

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: جناب محمد ظاہر شاہ صاحب، ایک منٹ، حاجی محمد ظاہر شاہ۔

<u>جناب محمد ظاہر شاہ خان</u>: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر صاحب! زۀ ستاسو ډیر زیات مشکور یمه چه تاسو ما له نن په دے هاؤس کښې د تقریر کولو موقع راکړله۔ زۀ خپل نوجوان وزیر اعلیٰ او وزیر خزانه ته مبارکباد پیش کوم په دے بجټ پیش کولو باندے خو ورسره ورسره دا خبره هم کوم چه دا مخکښنے حکومت، د ایم ایم اے حکومت په څه وجه زمونږ د خلقو نه خفه وو، زمونږ د شانګلے د څه مشرانو نه خفه ووا و هغه خپل د غصے او د خفګان اظهار ئے داسے اوکړو چه شانګله ئے د اے ډی پی نه بهر کړله او په اے ډی پی کښې ئے شانګه بالکل نظر انداز کړله۔ کله چه دا حکومت راغے، دا الیکشن اوشو، د اے این پی او د پیپلز پارټۍ حکومت جوړیدو، مونږه د دوئ دا میندیټ تسلیم کړو، مونږه دے نیشنل پارټی له ووټ ورکړو، سپیکر له مو هم ورکړو، ډپټی سپیکر له مو هم ورکړو، وزیر اعلیٰ صاحب له مو هم ورکړو او د اعتماد ووټ مو هم ورله ورکړو او چه کله د دوئ خبره راغلے ده، مونږه په هره خبره کښې د دوئ حمایت کوؤ۔ که په دے هاؤس کښې د پختونخوا خبره راغلے ده، که مونږه پختونخوا نه غوښتو خو د دوئ رونړو د دلجویئ د پاره، مونږ د پختونخوا د پاره ووټ ورکړے دے۔ که مونږ د کالاباغ ډیم په حمایت کښې وو خو د دے خپلو ورونړو د وقار او عزت ساتلو د پاره مونږه د کالاباغ ډیم مخالفت په دے هاؤس کښې کړے دے۔ مونږ ځان د دے حکومت او د دے ملګرو یو حصه ګنړلے وو او مونږ وزیر اعلیٰ صاحب ته د دے خبرے مبارکباد ورکوؤ چه د پښتنو اتفاق په اول ځل په تا باندے راغلے دے او تۀ د پښتنو مشر ټاکلے شوے یئے۔ (تالیاں) دا اعزاز مخکښې چا ته نه دے حاصل شوے۔ وزیر اعلیٰ صاحب، د شانګلے په سلسله کښې به زۀ خبره اوکړمه، زمونږه تعلقات یو بل سره، مونږ دا کوشش کړے دے چه تاسو ته مونږ د دوستئ لاس درکړے دے، د

دے نه مخکښې زمونږه مخلوط حکومت دلته یوځائے پاتے شوے دے لیکن زهٔ نه پوهیږم چه څه کسان زمونږه دا اتحاد، زمونږ د پښتنو دا اتفاق نه برداشت کوی او زمونږ په مینځ کښې داسے خبرے راولی چه مونږ په دے خبره مجبوره شو چه مونږ ستاسو دے مشرئ ته مشری نه وایو لیکن نه، مونږ په خپله خبره قائم یو، مونږ تاسو ته یو پیرا د دوستئ لاس درکړے دے، انشاءالله تعالیٰ تر آخره پورے به دا لاس زمونږه ستاسو په لاس کښې وی۔ ما چه د بجټ کتاب کهلاؤ کړو نو هره خبره پکښې موجود وه خو د شانګلے نوم پکښې د سره هډو شته دے هم نه په دے کتاب کښې۔ وزیر اعلیٰ صاحب، مونږ ستاسو مشکور یو چه مونږ کله درغلی یو، تاسو مونږ له عزت راکړے دے، مونږ د اے ډی پی سلسله کښې تاسو له درخواست راوړے دے، تاسو په هغے باندے فوراً حکم جاری کړے دے لیکن زهٔ نه پوهیږم چه په هغے باندے عملدرآمد ولے او نه شو؟ د همایون خان خو د شانګلے دے خلقو سره دوستی ده، د دوئ خو د هغوی سره څه اختلافات نشته، پته نیشته دا نو م ترے چا زمونږ د شانګلے د کتاب نه اوښکلے دے؟ حالانکه زمونږ وړے وړے خبرے، زمونږ یو روډ وو، د 99-1998 په اے ډی پی کښې شامل وو، کار پرے شروع شوے وو، ډیر کار پرے شوے وو۔ بیا چه کله فوجی حکومت راغے، هغوی په څه وجه د اے ډی پی نه اوښکلو۔ دغسے زمونږ د اوبو یو سکیم وو، په هغے باندے ډیرکار شوے وو او بیا هغه فوجیانو د اے ډی پی نه اوښکلو۔ دے اکرم خان درانی د ملیانو په وینا باندے هغه بیا په اے ډی پی کښې شامل کړو او په هغے باندے ډیر کار اوشو۔ څوارلس پنځلس زره فټه درے انچ پائپ په هغے باندے خور شو لیکن آئنده کال ئے پته نشته، هغه په هغه غره کښې پروت دے او کار نیمګړے پاتے شو۔ وزیر اعلیٰ صاحب مهربانی اوکړه په دے باندے آرډر ئے جاری کړو چه دا په اے-ډی-پی کښې شامل کړلے شی خو په دے اے-ډی-پی کښې نشته دے۔ وائی دلته کښې د چهترئ یو سکیم دے، په هغے کښې به راځی نو پته نشته چه د چهترئ دا سکیم وزیر اعلیٰ صاحب په چا باندے نیسی؟ زمونږ خو د وزیر اعلیٰ صاحب نه دا امید دے چه دوئ به دا چهترئ زمونږ په سر باندے نیسی ځکه چه مونږ د دوئ ملګری یو۔ ولے ځنے خلق داسے دی، زهٔ ترے ویریږم چه مونږ پکښې بالکل نظرانداز نه کړی او زمونږ دا سکیمونه نظرانداز نه

کړی۔ زهٔ د یو خبرے بلے ګله کوم۔ وزیر اعلیٰ صاحب، ځنے کسان دی، د شانګلے نمائندګی یو زهٔ کوم او یو فضل الله کوی، په شانګله کښی ټرانسفرے روانے دی او مونږ ترے خبر نه یو، استاذان بدلیږی، څلویښت پنځوس استاذان په یو ورځ باندے بدلیږی، افسران بدلیږی، نور خلق بدلیږی، یره دا څوک خلق دی چه راځی په شانګله کښی دا کار ئے شروع کړے دے او زمونږ دا افسران بدلوی؟ ولے ما ته په دے خبره اعتراض نشته، افسران بدلوئ، د خپلے مرضئ افسران راولئ خو په یوه خبره زما ګله ده چه د Competent خلقو په ځائے -Non competent خلق راوستل زما ضلع سره زیاتے دے۔ که تاسو د اتهاره ګریډ په پوسټ باندے یو ستره ګریډ آفسر راولئ نو دا خو هغه سره زیاتے دے۔ تاسو خو به دا ستره ګریډ آفسر د غلته Accommodate کړئ لیکن اتهاره چه تاسو د ستره ګریډ په ځائے لګولے وی نو دهٔ له به تنخواه څوک ورکوی؟ وزیر اعلیٰ صاحب، دا خبرے ستاسو په نوټس کښی چا نه دی راوستے۔ یو PST، مخکښی به مونږ ورتهPTC وئیل، اوس ورته PSTوائی، PST استاذے څلور میاشتے چهټی اغستے ده، د شپږو میاشتو په Agreementباندے ایس۔ایس مقرر شوے ده او هغه ئے په شانګله کښی DEOلګولے ده۔ عجیبه خبره ده، دا د دے contract، دا خو بالکل Totally illegalخبره ده۔ زمونږ قانون خو د دے خبرے هډو اجازت هم نه ورکوی خو زهٔ نه پوهیږم چه زمونږه دا ضلع ولے متاثره کیږی؟ زما ایم این اے نه غواړی، د شانګلے ایم پی اے ګان ئے نه غواړی، د ضلعے ناظم ئے نه غواړی، د تحصیل ناظمان ئے نه غواړی، آخر دا لوبه ولے روانه ده؟ خو دا زهٔ پوهیږم وزیر اعلیٰ صاحب، تاسو یو ښه سړے یئی او زمونږه او ستاسو تعلقات خرابوی لیکن په دے به مونږ تعلقات نه خرابوؤ خو احتجاج به مونږ ضرور کوؤ د دے خبرے۔ (تالیاں) تاسو ګورئ د ضلعو چیئرمینانو د زکواة عشر کمیټئ ختم کړلے، زما د ضلع د زکواة عشر کمیټئ چیئرمین په 16 فرورئ باندے Appointmentشوے وو، نه ئے کمیټی جوړه شوے ده، نه ئے فنډ استعمال کړے دے، آخر هغه ئے په کومه وجه لرے کړے دے؟ په دریمه میاشت ئے لرے کړے دے۔ داسے کار خو نه وی پکار۔ سپیکر صاحب! ستاسو په وساطت باندے دا خبره وزیر اعلیٰ صاحب ته کومه چه دا خبره په خپل نوټس کښی راولی۔ داسے

کار نه دے پکار، په دے ملک کښې منتخبے ادارے دی، قومی اسمبلی ده، سینیټ دے، صوبائی اسمبلی ده، دغسے بلدیات دی، د بلدیات هم باقاعده الیکشن شوے دے او هغوی په خپل ځائے باندے صحیح کار کوی۔ په اخباراتو کښې مونږ ګورو، لولوچه حکومت هغے پسے هم څه کمیټی جوړه کړے ده، وئیل چه دا د سره ختموؤ، پوهه شوئ؟ نو د خدائے د پاره کم از کم دغه هم منتخب خلق دی، د دے قوم خلقو ورله ووټونه ورکړی دی، هغوی په خپل ځائے باندے صحیح کار کوی۔ د هغوی ګناه دا ده چه هغوی Non Political دی، هغه غیر سیاسی خلق دی لیکن دا غیر سیاسی خلق که دا آفسران دی او که دا بلدیاتی ادارے، د دے بلدیاتو ادارو نمائنده ګان دی، دا خو یو شانتے دوئ خو چه د چا حکومت وی، د هغوی سره وی، دا ناظمان خو زما یقین دے چه تاسو ورسره تعاون کوئ نو ستاسو هم ملګری دی ځکه چه دا خو غیر سیاسی خلق دی، دا سسټمے مه ختموئ، سسټمو کښې دغه مه راولئ۔ که مرکزی حکومت، قومی اسمبلی اووائی چه صوبائی اسمبلئ د نه وی نو دا ظلم دے، دا د آئین خلاف ورزی ده۔ که صوبائی اسمبلی اووائی چه دا بلدیاتی ادارے، دا منتخب خلق دی، دا هم زیاتے دے ځکه چه د اسمبلئ کار خو قانون سازی ده۔ دا د کوڅو کارونه، د علاقو کارونه، د اوبو کارونه، دا خو د دے بلدیاتو کار وی، نو کم از کم دا څیزونه چه کوم دغه دی، دا مه چهیړئ۔ په دے که تاسو دا څیزونه چهیړئ، زمونږ سره تعاون کوئ، مونږ خو تاسو سره شل پیرے تعاون کړے دے خو ګورے یو خبره درته کومه، په دے تعاون کښې زمونږ فائده ده خو ستاسو زمونږ نه ډیره زیاته فائده ده۔ تاسو خو خانان یئ خو که مونږه اووئیل چه خان نه منو نو نقصان پکښې د خان دے نو چه مونږ تاسو خان منو نو داسے کار مه کوئ۔ ستاسو چه کوم ښه کارونه کړی دی، زهٔ د هغے ستاینه کومه۔ تاسو اعلان کړے دے چه زهٔ د پښتنو په لاس کښې قلم ورکومه، ټوپک ترے لرے کوم، دا ډیر ښه ستاسو اقدام دے او زهٔ د دے ستاینه کوم او الله تعالیٰ د تاسو له توفیق در کړی چه تاسو په دے باندے عمل اوکړئ۔ ولے د اے۔ډی۔پی په دغه چهتریٔ کښې دوه سکولونه د پښتنو د قلم او د ټوپک دا مسئله نه شی حل کولے؟ (*تالیاں*) سکولونه پکښې ډیر جوړ کړئ، تاسو د امن و امان د پاره د پولیس بهرتئ اعلان کړے دے، وزیر

اعلیٰ صاحب، زۀ د دے خبرے حمایت نه کومه۔ چه پولیس څومره زیاتیږی، مسئلے زیاتیږی او کار سمیږی نه۔ دا د پولیس د بهرتو پیسے په سکولونو اولګوئ، رفاع عامه کارونو باندے اولګوئ۔ چه دے قوم له ریلیف ورکړئ، قوم له سهولت ورکړئ نو خلق به پخپله ټوپک اغورځوی، د امن و امان مسئله به پخپله ختمه شی۔ دا په سوات او شانګله کښ چه کوم د امن و امان مسئله پیدا شوے ده، یو سړے ملا پاڅی او وائی چه زۀ شریعت نافذ کوم او خلق ورپسے دغه کیږی۔ یو خو دا خبره چه دا خلق په دے ملک کښ اسلام غواړی، اسلامی نظام غواړی او شریعت غواړی او دویمه خبره دا ده چه خلق بے روزګاره دے، خلقو سره روزګار نیشته۔ هغه ځائے نه یو سړے راپاڅی چه زۀ شریعت او خلق ورپسے کیږی، ټوپکے راخلی او ورپسے ځی نو که تاسو دے خلقو له سکولونه جوړ کړئ، هسپتالونه جوړ کړئ، د ښکلو د پاره د اوبو بندوبست اوکړئ، زمونږ د علاقے زنانه درے درے کلومیټره اوبه په سرونو راوړی نو که چرے تاسو زمونږه د زنانو د سرونو نه منګی کوز کړئ نو زمونږ ځوانان به خوشحاله وی، مونږ ټول به خوشحاله یو او دا د امن و امان مسئله به نه پیدا کیږی۔ *(تالیاں)* او دا بله خبره ستاسو کوم د شریعت ده، مهربانی اوکړئ دا فوراً په دے مالاکنډ ډویژن کښ چه په هغے کښ سوات، شانګله، چترال، دیر، ملاکنډ او بونیر شامل دی، نافذ کړئ۔ مونږ د علاقے خلق، عوام اسلام غواړو، شریعت غواړو، زمونږ نمائندګان چه دی، هغوی ټول ئے غواړی۔ قوم غواړی، نمائندګان غواړی، آخر څه تکلیف دے زمونږه بیوروکریسی ته؟ فوراً دا شریعت ریګولیشن نافذ کړئ او په هغے باندے په صحیح طریقه باندے عملدرآمد اوکړئ۔ چه خلق مطمئن شی، نه بیا طالبان شته، نه پکښ دهشتګرد شته، بیا هیڅ هم نشته انشاءالله تعالیٰ۔ یو تجویز پکښ زما دے جی دغه باره کښ، یو خو ما تاسو ته د دے دغه خبره اوکړه، تاسو زمونږ په دے اے۔ډی۔پی کښ څه اېښنی نه دی، پوهه شوئ خو په دغه دغه کښ د سړک او د اوبو چه هغه د چهترئ سکیم دے، الله تعالیٰ د تاسو مهربانه ساتی په مونږ باندے، دا فنډ چه دے، دا زما دے ټولو، اکثر ممبرانو د دے خبرے اظهار کړے دے چه دا فنډ چه دے دا ایک کروړ روپئ، دا پکښ ډیر کړئ جی، اصل فنډ دغه دے چه د دے علاقے په ترقئ باندے خرچ کیږی۔ *(تالیاں)* په دے

کښې نه کميشن شته جي، په دے کښې نه د ټهيکيدار خرد برد شته دے۔ زۀ د دے څلور پينځه پيرے ممبر پاتے شوے يمه، دا ډير صحيح پروګرام دے او خلقو ته په دے باندے صحيح ريليف ملاويږي، نو زما خو دا تجويز دے، زۀ وايم چه يو پينځه پينځه کروړه روپۍ د يو يو علاقے ممبر ته تاسو ورکړئ۔ (تالیاں) بل زمونږه د شانګلے او د الائی، بټګرام علاقه ده، د الائی نه سړک راغلے دے، د سيند غاړے پورے رسيدلے دے او د دے غاړے هم رسيدلے دے نو که مهرباني اوکړئ دلته تاسو سره لس دولس پلونه دي، په دے پلونو کښې يو پل دغه علاقے له ورکړئ د ميرے په مقام باندے، الئ نو هزاره ډويژن او مالاکنډ ډويژن به يو بل سره Connect شي۔ يو طرف ته خلقو ته به هم فائده ملاؤ شي او بل دفاعي طور باندے تاسو ته، مونږ ته به يو دويم دغه ملاؤ شي۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Zahir Shah Khan, that is sufficient. ٹائم بہت تھوڑا ہے۔

جناب محمد ظاہر شاہ خان: ټهيک شوه جي۔ سپيکر صاحب، زۀ ستاسو ډير زيات شکر ګزار يمه چه ما له مو وخت راکړو او زۀ ډير خصوصاً د خپل وزير اعلیٰ صاحب، د وزير اعلیٰ صاحب سره زمونږ مينه ده، الله تعالیٰ د د دوئ دا مينه مونږ سره هميشه بحال ساتي او چه کله هم ترقياتي کارونه کيږي نو وزير اعلیٰ صاحب، مونږ يو شان ګڼړئ، مونږ ستاسو يو شان ملګري يو۔ ډيره ډيره مهرباني، ډيره شکريه۔ وآخرالدعوانا ان الحمدلله رب العالمين۔

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): دا مائيک لږ آن کړئ۔ سپيکر صاحب! ډيره مهرباني۔ يو خو ظاهر شاه خان ډيرے خوږے خبرے اوکړے، د ده Jaundice وو او خدائے ورله صحت ورکړے دے، ښه ده چه دے بچ شوے دے نو زمونږه اسمبلي پرے خائسته ښکاري۔ د شريعت په حواله يو خبره دوه اوشوے او دلته مولانا عبيدالله هم يو خبره کړے وه او زمونږه پارليماني ليډر صاحب په هغے خبره اوکړه، چونکه پريس والا هم ټول دا خبره اوري او ډيره Sensitive ده، بار بار دا خبره کيږي۔ هغوي دا وائي چه وعدے شوے دي، د وعدے خلاف ورزي نه ده پکار۔ زمونږه حکومت هيڅ قسم د وعدے خلاف ورزي نه ده کړے۔ زمونږ چه کومه معاهده شوے ده، شق وار هغه بالکل موجود ده۔ مونږه د خپلے معاهدے پابند يو۔ مونږه نن هم مقامي د سوات طالبانو سره خبرے کړے دي، په هغه

معاهده باندے ولاړ یو، زمونږ د طرف نه په هغے کښې یو سوتر کمے بیشے نشته دے۔ (تالیاں) د هغوی د اړخه چه د ټولو د رهائی کومه خبره ده چه کوم په جیلونو کښې پراته دی، زمونږ په معاهده کښې دا شق ډیر واضح دے چه دا ټول رونړه هم په دے خبره باندے پوهه وی ځکه چه هر قسم ته غلط فهمئی پیدا کیدے شی، هغے کښې مونږ وئیلی دی چه مونږ به Case to case پنځلس کسان رها کوؤ۔ په دے لحاظ باندے مونړه د دے هاؤس په وساطت هم ټول هغه ملګرو ته چه واقعی چه کومه معاهده او شی، پکار ده چه ټول د هغے پابندی اوکړی۔ حکومت د خپل طرف نه سل په سل په خپله خبره باندے ولاړ دے۔ مونږ که د صوفی محمد صاحب سره مذاکرات کړی دی، په هغے باندے ولاړ یو۔ که مقامی طالبانو سره مو کړی دی، په هغے باندے ولاړ یو او پکار دا ده چه چا په هغے معاهده باندے دستخط کړے وی چه هغوی په خپل ځائے باندے ولاړ وی۔ مونړه د هغوی نه توقع لرو چه کوم مذاکراتو کښې تعطل راغلے دے او د اخباراتو په ذریعه باندے دا خبر خور شوے دے، دا غلط فهمئ به زر تر زره لرے شی او هغه معاهده به عملی کیږی او ورسره دا خبره مخکښې بوځم چه مونړه بیا هم که په دے صوبه کښې د امن په خاطر د هر چا سره د مقامی طالبانو په شکل کښې مذاکرات کول وی، مونږ د هغے خپلے خبرے پابند یو، مونږ به مذاکرات کوؤ، په خپله خاوره به امن راولو۔ د دے امن د خاطره چه هر څومره اقدامات زمونږ نه کیږی، مونږ به کوؤ خو که چرته دے اقداماتو باوجود څه شر پسند خلق په دے کښې ورانے کوی، د حکومت ذمه داری ده چه خپل رټ قائم کړی۔ په دے لحاظ ما صرف هم دومره مناسب کنړل چه که چرته د پریس رونړه دا خبره کوی، مونږ په خپله معاهده باندے هم ولاړ یو، د خپلے معاهدے نه په شا هم نه یو، مقامی طالبانو سره مو خبرے کړے دی، ریزلټ ئے هم ډیر ښه دے۔ په سوات کښې نن الیکشن کیږی، د دے نه مخکښې تیر الیکشن کښې څوک ګرځیدے نه شو او زمونږ د هغے پرونئ معاهدے سره نن الیکشن روان دے، خلق پکښې کهلاؤ Campaign کوی۔ د دے مطلب دا دے چه دے صوبائی حکومت کوم قدم د امن په خاطر اوچت کړے دے، هغه سل په سل کامیاب دے او هغے کښې پکار دا ده چه دا ټول خلق مونږ سره ملګرتیا اوکړی او زهٔ به دا خبره یو ځل په دے ختمه کړم

چه که دغه رنګ معاهدے نورے هم کیږی د قبائلو په سطح باندے په بل ځائے کښ نو زمونږه صوبائی حکومت د په اعتماد کښ واغستے شی چه دغه رنګ دا امن د پیښور او زمونږه د دے سیټلډ ایریانه قبائلی بیلټ ته هم لاړ شی چه زمونږ ګاونډیان هم خوشحاله وی او مونږ هم خوشحاله یو۔ ډیره مهربانی، ډیره شکریه۔ والسلام۔

Mr. Deputy Speaker: Thank you. Kishor Kumar Sahib.

(شور)

مفتی سید جانان: ایک منٹ کیلئے، صرف ایک منٹ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کے بعد، مولانا صاحب کرنے دیں۔

مفتی سید جانان: آج چونکہ وزیراعلیٰ صاحب بھی موجود ہیں اور بلور صاحب بھی ہیں، میں کہنا چاہتا ہوں کہ کرم ایجنسی میں تقریباً چار پانچ مہینوں سے مسلسل وہاں پہ کرفیو ہے، جہاں اہل تشیع کا علاقہ ہے، وہ اہل تشیع کا ہے، جہاں اہل سنت کا ہے، وہ اہل سنت کا ہے، کل پشاور سے کوئی قافلہ جارہا تھا فوج کی نگرانی میں، اس کے ساتھ خوراک کا سامان تھا، جب وہ پیر قیوم، سدے کے ساتھ ایک جگہ ہے، وہاں پہنچا تو کچھ لوگ نکلے، سنی قوم کے تھے، جو بھی تھے، توان لوگوں نے ان کے ٹرک پر فائرنگ کر دی اور وہاں پر جھگڑا ہوا۔ اس کے مقابلے میں فوج آ گئی جس نے لوگوں پر بمباری کی ہے، تقریباً چار پانچ آدمی وفات پاگئے، پچیس یا بائیس تقریباً بچے اور عورتیں زخمی ہوگئی ہیں تو آپ کی وساطت سے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گورنر صاحب کی وساطت سے اس کیلئے کوئی موثر جرگہ، کوئی موثر کمیٹی بنائی جائے اور وہاں پر لوگوں کو بھیجا جائے کہ ان کے درمیان صلح ہو جائے۔ لوگ تقریباً تقریباً بارہ بارہ گھنٹے ان پہاڑوں میں آتے ہیں، کوئی زخمی ہوتا ہے، کسی کو کوئی اور تکلیف ہوتی ہے تو لہذا خدا کیلئے اس ایوان کی وساطت سے میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک کمیٹی بنائی جائے اور وہ جائے گورنر صاحب کی وساطت سے کرم ایجنسی میں جو امن وامان کا مسئلہ ہے، اس بارے میں کچھ کرلے ورنہ وہ آگ ضلع ہنگو میں داخل ہونے والی ہے۔ جزاکم اللہ خیر۔

جناب بشیر احمد بلور (سینیئر وزیر): د مولانا صاحب شکر ګزار یو چه دوئ دا خبره دے طرف ته رااوګرځوله۔ مونږ دوئ ته دا تسلی ورکوؤ چه انشاءاللہ ګورنر صاحب سره به هم دا خبره کوؤ او زمونږ دا ایمان دے چه زمونږ صوبه کښ زمونږ حکومت دے او د حکومت دا فیصله ده چه دلته د پښتنو نوره وینه تویول نه

غواړو او دا مو ایمان دے چه کوم وخت پورے چه افغانستان کښې امن قائم نه شی، کوم وخت پورے چه قبائلو کښې امن قائم نه شی نو زمونږ صوبه کښې هغه پورے امن نه شی راتلے چه څنګه ټول عمر مخکښې وو۔ زمونږ به کوشش دا وی، ولے چه دا خبره د ایجنسئ خبره ده، هغه د فاټا Under ده نو فاټا باره کښې مونږ دا سے یو Commitment نه شو کولے خو بیا هم دوئ حکم او کړو نو انشاءاللّٰه ګورنر صاحب سره به هم خبره کوؤ او هغوئ ته به وایو چه مهربانی او کړے شی چه هلته امن قائم شی چه دا دواړه فرقے چه دی، بد قسمتی دا ده سپیکر صاحب، چه دا فرقے صرف زمونږ په صوبه کښې نه دی، پنجاب کښې شته، سندھ کښې شته، بلوچستان کښې شته خو زمونږ بدقسمتی دا ده چه دلته جهګړه کوی۔ پنجاب ته لاړ شئ نو د سنی او د شیعه یو ځائے مجلسونه کیږی، یو ځائے جماعتونه دی، د بریلوی او د یوبندی یو ځائے جماعتونه دی، هلته جهګړا نشته خو بد قسمته قوم یو، پښتنو کښې هر وخت دا جهګړے، کله شیعه وسنی په نوم باندے، کله دیوبندی او بریلوی په نوم باندے، چه پښتانه د خپلو کښې تقسیم شی او پردی خلق په مونږ باندے ټول عمر حکومت کوی، نو انشاءاللّٰه زمونږ کوشش دے چه دا فرقه وارانه فساد هم ختم شی او ورورولی او مینه بحال شی نو انشاءاللّٰه مونږه پوره کوشش کوؤ چه ګورنر صاحب ته خواست اوکړو چه هغوی هم هلته خپل اثر و رسوخ استعمال کړی چه هلته هم امن راشی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ډیره مننه بشیر صاحب۔ اب جناب کشور کمار صاحب۔

جناب کشور کمار: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! دو ماہ بعد پھر مجھے آج اپنے نام کی Correction کرانی پڑے گی، کشور کمار نہیں، کشور کمار۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کشور کمار، کشور کمار۔

جناب کشور کمار: جناب سپیکر، سب سے پہلے تو میں، میرے قائد میرے محسن حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب پہ جو کل حملہ کرنے کی ایک ناپاک کوشش کی گئی ہے، اس کی پرزور مذمت کرتا ہوں اور اس کے بعد میں، چونکہ میرا شہر ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے تعلق ہے اور اس وقت میرا شہر فرقہ ورانہ فساد میں پس رہا ہے، بے گناہ لوگوں کی جانوں کا ضیاع ہو رہا ہے۔ میں Specially سی۔ ایم صاحب سے اور گورنر سے ریکویسٹ کروں گا کہ ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے اس مسئلے کو ختم کیا جائے اور قیمتی جانوں کو بچایا جائے۔

جناب سپیکر! کیونکہ میرا تعلق ہندو کمیونٹی سے ہے اور یہ مجھے بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ شمشان گھاٹ، شمشان گھاٹ وہ جگہ ہے جہاں پر ہم مردوں کو جلاتے ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمیں ہمارا بنیادی حق تک حاصل نہیں ہے کیونکہ شمشان گھاٹ نہ ہونے کی وجہ سے ہم مجبوراً اپنے بزرگوں کو، اپنے پیاروں کو دفن کرتے ہیں، وہ بھی اپنے مسلمان بھائیوں کے قبرستان میں، یہ بھی ان کی مہربانی ہے تو میں سپیشل یہ ریکویسٹ کروں گا موجودہ گورنمنٹ سے اور جناب وزیر خزانہ صاحب سے کہ چلو ابھی نہ سہی لیکن Next budget میں اے ڈی پی میں شمشان گھاٹ کیلئے جو ہمارے صوبہ سرحد کے بڑے شہروں، تمام شہر نہ سہی کم از کم ڈی آئی خان، بنوں، کوہاٹ، پشاور، ہنگو، نوشہرہ، ان میں شمشان گھاٹ ہونے چاہئیں تاکہ ہمیں ہمارا بنیادی حق ملے کیونکہ ویسے بھی ان دو تین ماہ میں بہت سے کریڈٹس گورنمنٹ کو جارہے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ یہ اقلیت کا کریڈٹ بھی اسی گورنمنٹ کو چلا جائے۔ تو میں پوری امید کرتا ہوں کہ یہ ہمارا بنیادی حق ہمیں ملے گا اور دوسری بات، ہمارا ایک مندر ہے کالی باڑی کا جو Partition سے پہلے ہمارا تھا لیکن Partition کے بعد آج کل اوقاف کے Under ہے ڈی آئی خان میں، تو میں ریکویسٹ کروں گا اس کیلئے سپیشل کمیٹی بنائی جائے اور جو ہمارا مندر ہے، اس پہ جو اور لوگ قابض ہیں، وہاں پہ جو آج کل ہوٹل بنا ہے تاج محل ہوٹل، مندر ہمارا ہے لیکن اس پر ہوٹل بزنس ہو رہا ہے، وہ ہمارے حوالے کیا جائے تاکہ ہم اپنی عبادت کا جو طریقہ کار ہے، وہ پورا کر سکیں۔ جناب سپیکر، ہمارا اقلیتی طبقہ بہت پسا ہوا طبقہ ہے، میرا تعلق اقلیت سے ہے تو میں گورنمنٹ سے ریکویسٹ کروں گا کہ بالخصوص ایجوکیشن میں، ہر ڈیپارٹمنٹ میں ہمارا کم از کم پانچ فیصد کوٹہ مختص کیا جائے تاکہ ہمارے جو ہونہار طالبعلم ہیں جن کو تعلیم کا شوق ہے، وہ کسی نہ کسی مجبوری کے تحت اگر رہ گئے تو کوٹہ کے ہونے کی وجہ سے ان کا جو طالبعلمی کیریئر ہے یا اس کے اندر جو Ability ہے، وہ ملک و قوم کے کام آسکے اور کوشش کی جائے کیونکہ یہ نفسا نفسی کا دور ہے تمام لیکن کم از کم پانچ فیصد کوٹہ میری اقلیتی برادری کیلئے ملازمتوں میں بھی مقرر کیا جائے تاکہ ان کو روزگار مل سکے اور وہ سکھ کا سانس لے سکیں، تاکہ وہ مان لیں کہ واقعی ہمیں پاکستان میں ایجوکیشن کے لحاظ سے اور ملازمتوں کے لحاظ سے پوری Protection ہے اور آج کی اس مہنگائی کے دور میں جہاں دو وقت کا کھانا بمشکل پورا ہوتا ہے، میری اس گورنمنٹ سے ریکویسٹ ہے کہ کالج اور یونیورسٹی لیول پہ یمنارٹی کے طلباء کیلئے خاص طور پر سکالرشپ کا بندوبست کیا جائے تاکہ وہ اپنی تعلیم کو جاری رکھ سکیں۔ جناب سپیکر، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں جو میرا آبائی ضلع ہے، وہاں پہ کرسچن کمیونٹی رہتی ہے، اس کے

ایک علاقے کا نام ہے کرسچن کالونی، تقریباً پینتیس چالیس سال سے وہاں پہ رہائش پذیر ہیں، میں جناب حاجی بشیر صاحب کی توجہ چاہوں گا خصوصی آپ کیلئے کہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں واقع کرسچن کالونی، یہ پراپرٹی ہے ٹی ایم اے کی لیکن پچھلے پینتیس چالیس سال سے میری کیمونٹی یہاں پہ رہائش پذیر ہے، تو میں Speciallyآپ سے ریکویسٹ کروں گا کہ آپ ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے ٹی۔ایم۔اے ڈی آئی خان سے رابطہ کر کے ان کو ان کے مالکانہ حقوق دلائے جائیں، یہ بہت بڑا قدم ہوگا اور یہ بھی کریڈٹ آپ کی گورنمنٹ کو جائے گا۔ ابھی میں جنرل مسئلے کی طرف آتا ہوں۔ تعلیم، ماشاء اللہ بہت اچھا اقدام ہے کہ موجودہ گورنمنٹ بھی ایف اے، ایف۔ایس۔سی یعنی ہائیر ایجوکیشن تک مفت تعلیم دے رہی ہے، کتابیں وغیرہ دے رہی ہے لیکن جو Main problem ہے، ان کتابوں میں فرسٹ ٹائم تو کتابیں مل جاتی ہیں لیکن اس کے بعد طلباء، اگر کسی کی کتاب گم ہو جاتی ہے، کسی کی پھٹ جاتی ہے لیکن اس کے بعد مارکیٹ میں Available نہیں ہوتی تو وہ آگے تعلیم کیسے جاری رکھے گا؟ مجھے یہ بتایا جائے یا کوئی بندوبست کریں یا اس کا متبادل، کیونکہ مارکیٹ میں کتب نہیں ہوتیں۔ اگر اس سے گم ہو جاتی ہے، پھٹ جاتی ہے، ویسے ضائع ہو جاتی ہے تو وہ آگے تعلیم، کیسے سٹڈی جاری رکھ سکے گا؟ کیونکہ اسکے پاس وہی بک ہونی چاہیئے جو سال کے شروع میں ملتی ہے تو پلیز مہربانی کریں، اس پہ Specially سوچیں۔ وزارت تعلیم سے میں کہوں گا اس میں سپیشل کوئی ایسا پروگرام رکھیں تاکہ کل کسی طالبعلم کی کتاب اگر گم ہو جاتی ہے، پھٹ جاتی ہے یا کسی اور وجہ سے غائب ہو جاتی ہے تو اس کے سدباب کیلئے بجائے کہ وہ بچارہ فوٹوسٹیٹ کراتا پھرے، مارکیٹ میں Available ہو یا گورنمنٹ کے پاس اتنی سٹاک ہو کہ سکول میں اس بچے کو دوسری کتاب Provide کر سکے۔ جناب سپیکر، میں شکریہ ادا کرتا ہوں آپ کا اور یہ بھی امید کرتا ہوں کہ Next مجھے میرے صحیح نام سے پکارا جائے گا۔ Thank you جی۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: آپ سب کا بہت بہت شکریہ۔ ساتھ صحافی بھائیوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ دیر تک ہمارے ساتھ رہے ہیں۔ The sitting is adjourned till 9:30 a.m. of tomorrow morning.

(اسمبلی کا اجلاس مورخہ 21 جون 2008 بروز ہفتہ صبح ساڑھے نو بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)